عمران سیریز
ڈینجر فائیو
Pakistanipoint
Waqar
Azeem
ظہیر احمد
shams

محترم قارئین!
السلام علیکم:۔

میرا نیا ناول ''ڈینجر فائیو'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول نئے اور انتہائی جدید تقاضوں کو مدِنظر رکھ کر لکھا گیا ہے جس میں ہر وہ چیز موجود ہے جو آپ کو پسند ہے۔ ناول کی کہانی، تیز ٹیمپو، سسپنس، ایکشن اور منفرد پلاٹ یقیناً آپ کے دل موہ لے گا۔

میں اپنے ان تمام دوستوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو میرے ناول پسند کرتے ہیں اور مجھے خطوط لکھتے ہیں۔ موجودہ حالات میں لوڈ شیڈنگ کے مسئلے کی وجہ سے ناولوں کی اشاعت میں تاخیر ہو جاتی ہے اور ناول پہلے پریس اور پھر بک بائنڈر کے پاس جا کر سست روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ عمران سیریز میں میرے نئے سلسلے 'ون سائیڈ سٹوری' کو قارئین کے ہر طبقے نے سراہا ہے اور مجھے اس پر مزید ناول لکھنے کے لئے کہا ہے تو ان سب کا حکم سر آنکھوں پر۔ اب تک ون سائیڈ سٹوری کے تحت میرا ایک ناول 'مجرم کون' سامنے آیا ہے۔ بہت جلد اسی سلسلے کا آپ دوسرا ناول بھی پڑھ سکیں گے۔ اور ہاں ناول 'ایکسٹو کا راز' لوڈ شیڈنگ اور چند دوسرے مسائل کی وجہ سے اس ماہ نہیں آ سکا۔ 'ڈینجر فائیو' اس کے بعد کا ناول تھا۔ یہ چونکہ تیار ہو گیا تھا اس لئے آپ کی خدمت میں اسی ناول کو پیش کر دیا گیا ہے۔ ایکسٹو کا راز

بھی قارئین نے انتہائی پسند کیا ہے اور اس کے دوسرے حصے کے لئے پبلشر صاحب سے مسلسل رابطے کئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی 'ایکسٹو کا راز' کا دوسرا اور آخری حصہ 'راز کی موت' آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ جس کا آپ سب کو شدت سے انتظار ہے۔

اب اجازت دیں۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

سیاہ رنگ کی کار انتہائی برق رفتاری سے ٹیڑھے میڑے پہاڑی راستے پر اُڑی جا رہی تھی۔ یہ فور سلنڈر کار تھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا جبکہ پچھلی سیٹ پر عمران اور اس کے ساتھ جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔

جولیا کا چہر فرطِ مسرت سے کھلا ہوا تھا۔ اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کر رکھا تھا اور انتہائی جدید تراش کا لباس پہن رکھا تھا اس کے کانوں میں قیمتی ہیروں سے مزین ٹاپس تھے اور اس کے گلے میں سونے کی چین جگمگا رہی تھی جبکہ عمران نے لائٹ بلیو کلر کا جدید تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے گلے میں قیمتی ٹائی تھی جس نے اس کی وجاہت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ اس نے انتہائی قیمتی بلیو ڈائمنڈ پرفیوم لگا رکھا تھا جس کی مسحور کن خوشبو کار میں پھیلی ہوئی تھی۔

عمران کے حکم پر جوزف کار انتہائی محتاط انداز میں چلا رہا تھا

کیونکہ سڑک کے دائیں جانب گہری کھائیاں تھیں جبکہ بائیں جانب چٹانوں اور پہاڑیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ گو کہ کار ٹیڑھے میڑھے راستے پر خاصی رفتار سے دوڑ رہی تھی لیکن اس کے باوجود جوزف خوش دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ جب بھی کار ڈرائیو کرتا تھا کار کو جیٹ جہاز سمجھ کر اسی رفتار سے اُڑانا پسند کرتا تھا جبکہ عمران نے اسے کار مناسب رفتار سے چلانے کی ہدایت کی تھی جس کی وجہ سے جوزف کو کار چلاتے ہوئے انتہائی کوفت محسوس ہو رہی تھی لیکن چونکہ عمران کا حکم تھا اور وہ عمران کی بات ٹال نہیں سکتا تھا اس لئے طوعاً کرہاً وہ کار ڈرائیو کر رہا تھا۔

عمران دو گھنٹے قبل جولیا کے فلیٹ میں آیا تو وہ بے حد سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا لباس دیکھ کر جولیا کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران کسی پارٹی پر جانے کے لئے تیار ہو کر آیا ہے مگر اس کی سنجیدگی دیکھ کر جولیا کو حیرت ہوئی تھی۔ عمران اندر آ کر خاموشی سے اداس سی صورت بنا کر صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ جولیا نے اس سے جب استفسار کیا کہ وہ کس وجہ سے اداس اور پریشان ہے تو عمران نے کہا کہ اس نے چیف سے اجازت لے لی ہے کہ وہ اسے لے کر کسی خوشگوار پہاڑی مقام پر سیر و تفریح کے لئے جا سکتا ہے۔ لیکن اسے ڈر تھا کہ نجانے جولیا اس کے ساتھ اکیلے پہاڑی مقام پر چلنے کے لئے آمادہ ہو گی یا نہیں اور اگر جولیا نے اس کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا تو ظاہر ہے اس نے اداس اور پریشان

ہی ہونا ہے۔ اس کی بات سن کر جولیا بے اختیار ہنس دی تھی۔ اسے عمران کی بات پر پہلے تو یقین ہی نہیں آیا تھا کہ وہ اسے اکیلے کسی پرفضا پہاڑی مقام پر لے جانا چاہتا ہے اور اس کے لئے اس نے چیف سے بھی اجازت لے لی ہے۔ عمران نے جب اس کے سامنے چیف سے بات کی اور چیف نے اس بات کی تصدیق کر دی تو جولیا کی مسرت کی انتہا نہ رہی وہ سمجھ گئی کہ عمران سنجیدہ ہے اور وہ واقعی اسے کسی پرفضا مقام پر تفریح کے لئے لے جانا چاہتا ہے۔ چنانچہ وہ فوراً تیار ہو گئی۔

عمران اپنے ساتھ جوزف کو لایا تھا جو نیچے اپنی مخصوص فور سلنڈر والی کار میں موجود تھا۔ عمران نے جولیا کے لئے اپنے ہاتھوں سے عقبی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔ جب جولیا بیٹھ گئی تو عمران بھی اس کے ساتھ عقبی سیٹ پر ایک سائیڈ پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے جوزف کو پھول نگر چلنے کا حکم دیا اور جوزف انہیں لے کر روانہ ہو گیا۔

انہیں مسلسل سفر کرتے ہوئے دو گھنٹوں سے زائد وقت ہو چکا تھا۔ اونچی نیچی پہاڑیوں اور کھائیوں میں بہتا ہوا صاف پانی اور خاص طور پر وہاں کے موسم نے جولیا کا موڈ اور زیادہ خوشگوار بنا دیا تھا وہ باہر دیکھتی ہوئی بار بار عمران کی طرف بڑی الفت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا اس ماحول میں عمران اس سے باتیں کرے اور ہر وہ بات کرے جو وہ عرصہ سے سننے کے لئے بے قرار رہتی تھی۔

''مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا ہے کہ میں آج تمہارے ساتھ اکیلے تفریح کرنے جا رہی ہوں''...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھ کر انتہائی وارفتگی سے کہا۔

''اکیلے تو نہیں۔ ہمارے ساتھ جوزف بھی ہے''...... عمران نے دانت نکالتے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ اس نے ہمیں کیا کہنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ بھی ٹھیک ہے۔ اس بے چارے بے زبان نے ہمیں بھلا کیا کہنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بے زبان۔ کیا مطلب۔ جوزف بے زبان کیسے ہو گیا''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جانور نہ کوئی زبان بول سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی انسان کے سامنے ایسی زبان بولی جائے جو وہ نہ بول سکتا ہو اور نہ سمجھ سکتا ہو تو اسے بھی بے زبان ہی کہا جاتا ہے۔ تم اور میں محبت کی زبان بول رہے ہیں اور محبت کی زبان بولنا اور سمجھنا اس بے چارے کے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے ظاہر سی بات ہے کہ ہم جو بھی بات کریں گے اس کے سر کے اوپر سے نہیں تو اس کے دائیں بائیں سے ضرور گزر جائے گی۔ تو ہوا نا یہ بے زبان''۔ عمران کی زبان چل پڑی تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

''اچھا چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ آخر تمہیں بیٹھے بٹھائے میرے ساتھ تفریح کرنے کی کیسے سوجھ گئی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بیٹھے بٹھائے تو نہیں میں نے سوتے جاگتے بلکہ چلتے پھرتے بھی مسلسل یہی سوچا تھا اور پھر چونکہ میں مجرموں کے پیچھے دوڑ دوڑ کر تھک چکا تھا۔ آئے دن کسی نہ کسی مشن کی تکمیل کے لئے دشمن ملک میں جانا پڑتا ہے جہاں تفریح کرنا تو درکنار ہم آپس میں مل بیٹھ کر ایک دوسرے کو اپنے دل کا حال بھی نہیں سنا سکتے اور پھر ہر وقت رقیب رو سفید ہمارے اعصاب پر سوار رہتا تھا جس کے سامنے تم سے بات کرنے کا مجھے حوصلہ نہیں ہوتا تھا۔ اب چونکہ کوئی کیس نہیں تھا اس لئے میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس موقع کا فائدہ اٹھایا جائے اور تمہیں کسی کو بھی بتائے بغیر کسی تفریحی مقام پر لے جایا جائے جہاں ہم کسی پہاڑی چٹان پر بیٹھ کر پہاڑی دروں اور ان کے درمیان بہتی ہوئی خوبصورت جھیلوں کا نظارہ بھی کریں اور کھل کر ایک دوسرے سے اپنے دل کی بات کہہ سکیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جولیا کی آنکھوں میں چمک کئی گنا بڑھ گئی۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تم نے واقعی ایسا ہی سوچا تھا''۔ جولیا نے اس کی طرف یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں ہیروں کی طرح جگمگا رہی تھیں۔

''ہاں۔ تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا تو بے شک میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھ لو جن میں تمہاری تصویر کے سوا کچھ نہیں ہے''...... عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"چلو ٹھیک ہے۔ تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے مجھے تفریح پر لے جانے کے لئے چیف کو کیسے منایا"...... جولیا نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"سچ بتاؤں تو میں نے اس کے لئے چیف کو دھمکی دی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"دھمکی۔ کیسی دھمکی"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے چیف سے کہا تھا کہ اگر اس نے مجھے جولیا کو سیر کرانے کے لئے لے جانے کی اجازت نہ دی تو میں اسے اغوا کر لوں گا اور اسے لے کر کسی ایسی جگہ چھپ جاؤں گا کہ وہ تو کیا اس کے بڑے بھی ہم دونوں کو تلاش نہیں کر سکیں گے پھر میں اس کے سامنے تب ہی آؤں گا جب ہم والدین ہونے کا شرف حاصل کر چکے ہوں گے۔ بس میرا اتنا کہنا تھا کہ اس چوہے سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور اس نے مجھے تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کی منظوری دے دی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے تو جولیا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اور اگر چیف انکار کرتا تو کیا واقعی تم ایسا ہی کرتے"...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔ میں اب تنہائی کی زندگی سے بے زار ہو چکا ہوں اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اور تم اپنے مستقبل کا سنجیدگی سے سوچیں"...... عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ سرخ گلاب کی طرح کھل

اٹھا اور اس کی آنکھوں کی چمک ہزروں گنا بڑھ گئی۔

"مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا ہے کہ یہ سب سچ ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں"...... جولیا نے جذبات سے سرشار لہجے میں کہا۔

"یہ خواب نہیں حقیقت ہے اور ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہی ہو گا ورنہ وقت گزر جائے گا اور گزرا وقت کبھی ہاتھ نہیں آتا۔ ایسا نہ ہو کہ میں اور تم ایک دوسرے کے لئے بس سوچتے رہ جائیں اور وقت ہمارے ہاتھوں سے پھسل جائے اور ہمیں اس وقت ہوش آئے جب ہماری کمریں جھک جائیں اور منہ میں ایک دانت بھی باقی نہ رہے"...... عمران نے کہا تو جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"تو اب تمہارے کیا ارادے ہیں"...... جولیا نے اس کی طرف الفت سے بھرپور نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارادے تو بہت نیک ہیں۔ کچھ دیر ہم ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور پھر جب ہم ایک دوسرے کو سمجھ جائیں گے تو پھر فیصلہ کر لیں گے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھی نہیں"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ بس میں چاہتا ہوں کہ ہماری اس تفریح میں کسی قسم کا کوئی رخنہ نہ پڑے۔ ہم یہاں بھرپور انداز میں سیر و تفریح کریں اور اپنی لائف انجوائے کریں۔ ہمیں اپنی زندگی کو مسرت کے ان لمحوں تک لے جانا ہے جہاں سوائے بہار کے اور کوئی موسم نہ

ہو۔ نہ کوئی ہمیں روکنے والا ہو نہ ٹوکنے والا اور نہ ہی کوئی ایسا ہو جو ہماری خوشیوں کو نظر لگا سکے اور ہم خوش و خرم زندگی گزار سکیں“۔ عمران نے اپنا فلسفہ بگھارتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر میں تمہارے ساتھ ہوں عمران۔ ہم جہاں بھی جائیں۔ وہاں خوشیاں ہوں یا نہ ہوں مگر میں ہر دم تمہارے ساتھ رہوں گی اور تمہارے ہر دکھ درد کی ساتھی بنوں گی۔ بس تم مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جانا۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ غموں کی دنیا میں بھی میں تمہارے لئے خوشیاں تلاش کروں گی چاہے اس لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے“...... جولیا نے جذبات سے لبریز لہجے میں کہا اور عمران کا ایک ہاتھ بے اختیار اس کے سر پر پہنچ گیا۔ جولیا کا لہجہ اس قدر جذباتی ہو گیا تھا کہ عمران کو بے اختیار اپنے دماغ میں چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

”بس یہ دعا کرو کہ ہم خوشیاں تلاش کرنے کے لئے جس جزیرے پر جا رہے ہیں وہاں ہمیں کسی حادثے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ایسا نہ ہو کہ خوشیاں ملنے سے پہلے ہی ہم ایک دوسرے سے بچھڑ جائیں“...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

”فضول اور بدشگونی کی باتیں مت کرو۔ اب ہم ایک ہو گئے ہیں۔ اب نہ ہم کبھی بچھڑیں گے اور نہ ہی کوئی ہمارے درمیان آئے گا“...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔ جوزف خاموش تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ان دونوں کی باتیں سن ہی

نہ رہا ہو۔ کار اب پھول نگر کی پرفضا علاقے میں داخل ہو گئی تھی۔ ہر طرف ہریالی ہی ہریالی دکھائی دے رہی تھی۔ اس علاقے کا موسم انتہائی خوشگوار تھا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی جس سے مٹی کی مہک سے ان کے دماغ معطر ہونا شروع ہو گئے تھے۔

”دارالحکومت تو ان دنوں شدید گرمی کی لپیٹ میں ہے۔ یہاں کا موسم کس قدر خوشگوار ہے“...... جولیا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہمارے دلوں کا موسم بھی تو بے حد خوشگوار ہے“۔ عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”ٹھیک کہا تم نے۔ ہمارے دلوں کی خوشگواریت کا اثر موسم سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کاش یہ موسم ہر سو ہمارے ساتھ رہے“۔ جولیا نے کہا تو عمران ایک بار پھر دیدے گھما کر رہ گیا۔

”تمام حسین عورتیں ایسے خوشگوار موسم میں ایسی ہی خوشگوار باتیں کرتی ہیں“...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا بری طرح سے چونک پڑی اور غور سے عمران کی طرف دیکھنے لگی جو گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تمام عورتوں سے تمہاری کیا مراد ہے“۔ جولیا نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے کا رنگ اور آنکھوں کی مسرت تیزی سے غصے کے تاثرات میں بدلنا شروع ہو گئی تھی۔

‘‘تم جیسی باتیں کر رہی ہو ایسی ہی باتیں پھول نگر کی مہارانی جہاں آراء بھی کرتی ہے جو اپنے نام کی طرح انتہائی حسین ہے’’...... عمران نے کہا تو جولیا کا یکلخت رنگ بدل گیا۔

‘‘مہارانی۔ کون ہے یہ مہارانی جہاں آراء اور تم میرے سامنے اس کی بات کیوں کر رہے ہو’’...... جولیا نے اسی طرح غصے سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

‘‘تمہاری بات سن کر مجھے اس کا خیال آ گیا تھا۔ ایک مرتبہ وہ مجھے پھول نگر کی خوبصورت جھیل کے کنارے ملی تھی۔ مجھ سے مل کر وہ بے حد خوش ہوئی تھی اور اس نے بھی بہار اور دل کے موسم کے حوالے سے ایسی ہی باتیں کی تھیں جیسی تم نے کی ہیں’’...... عمران نے کہا تو جولیا کو اپنے سارے خواب چکنا چور ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس کا سارا خوشگوار موڈ عمران کی بات سن کر ہوا ہو گیا۔

‘‘تو تم مجھے یہاں سیر و تفریح کرانے کے لئے نہیں بلکہ مہارانی جہاں آراء سے ملنے آئے ہو’’...... جولیا نے انتہائی غصے سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

‘‘مجھے اس بڑھیا سے مل کر کیا کرنا ہے’’...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو جولیا ایک بار پھر چونک پڑی۔

‘‘بڑھیا۔ کیا مطلب۔ کیا وہ بوڑھی عورت ہے’’...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

‘‘جب وہ مجھ سے ملی تھی اس وقت میرے دودھ کے دانت بھی

نہیں ٹوٹے تھے جبکہ اس کی شادی ہو چکی تھی اور اس کے آدھ درجن بچے بھی تھے جو اب یقیناً جوان ہو چکے ہوں گے’’...... عمران نے کہا تو جولیا کا بدلا ہوا رنگ بحال ہوتا چلا گیا۔

‘‘کیا تم سچ کہہ رہے ہو’’...... جولیا نے اس کی طرف شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

‘‘ہاں۔ تمہارے سر کے سیاہ بالوں کی قسم جن کی لٹیں تمہارے چہرے پر لہرا کر تمہارے چاند جیسے چہرے کو گہنا رہی ہیں’’۔ عمران نے خالص رومانٹک لہجے میں کہا تو جولیا کا چہرہ ایک بار پھر گلنار ہوتا چلا گیا۔ جوزف نے کار پھول نگر کے شاندار فائیو سٹار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور کار ہوٹل کے مین ڈور کی طرف لے گیا۔ اس نے ہوٹل کے مین ڈور کے سامنے کار روکی تو اسی لمحے وہاں کھڑا ایک پورٹر تیزی سے سیڑھیاں اتر کر ہوا نیچے آ گیا۔ اس نے بڑی عزت اور احترام سے پہلے عمران کے لئے کار کا دروازہ کھولا تو عمران بڑے اکڑے ہوئے انداز میں کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ دوسری طرف سے جولیا نے اپنے لئے کار کا دروازہ خود ہی کھول لیا تھا۔ جوزف بھی کار سے نکل آیا۔

‘‘ہم اپنے روم میں جا رہے ہیں۔ تم سامان پورٹر کو دے کر کار پارکنگ میں پارک کرنا اور اپنے روم میں چلے جانا۔ جب ضرورت ہو گی تو میں تمہیں خود بلا لوں گا’’...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آؤ جولیانا ہم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلتے ہیں تا کہ تمہارا ہاتھ ہمیشہ میرے ہاتھ میں اور میرا ہاتھ ہمیشہ تمہارے ہاتھ میں رہے اور ہم ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں“...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر بڑے رومانٹک لہجے میں کہا تو جولیا مسکراتی ہوئی اس کے قریب آ گئی۔ عمران نے خالص رومانوی جوڑے کے انداز میں جولیا کا ہاتھ پکڑ کر اپنی بغل میں دبایا اور پھر اسے لئے بڑی شان سے ہوٹل کی سیڑھیاں چڑھنا شروع ہو گیا۔

عمران کا نیا روپ دیکھ کر جولیا کا دل خوشی سے سرشار ہو رہا تھا۔ اسے اپنے گرد پھیلا ہوا ہر رنگ نیا اور انتہائی رومانٹک معلوم ہو رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ خوشی کے عالم میں وہ باقاعدہ رقص کرنا شروع کر دیتی۔ یہ واقعی جولیا کی زندگی کے انتہائی فرحت بخش اور نشاط آگہیں لمحات تھے جنہیں وہ بھرپور انداز میں انجوائے کرنا چاہتی تھی۔

عمران اسے لے کر ہوٹل کے شاندار اور انتہائی وسیع ہال میں آ گیا۔ ان دونوں کی جوڑی اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ ہال میں موجود تمام مرد و خواتین کی نظریں ان سے چپک کر رہ گئی تھیں اور عمران کی وجاہت دیکھ کر وہاں موجود خواتین کی آنکھوں میں حسرت سی ٹپکتی ہوئی دکھائی دینے لگی تھی اور وہ جولیا کو دیکھ دیکھ کر اس کی قسمت پر رشک کر رہی تھیں۔

ان خواتین کے چہروں کے تاثرات دیکھ کر جولیا کو بھی خود پر

رشک آ رہا تھا کہ اس نے لائف پارٹنر کے طور پر جس کو چنا تھا وہ آج اس کے ساتھ تھا۔ کاؤنٹر پر دو کاؤنٹر گرلز اور ایک کاؤنٹر بوائے موجود تھا۔ عمران، جولیا کو لے کر جیسے ہی کاؤنٹر پر پہنچا دونوں لڑکیاں ان کے سامنے آ گئیں۔ ان دونوں کی آنکھوں میں بھی اس جوڑی کے لئے رشک دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ لڑکی نے وہ کارڈ اٹھایا اور اسے دیکھنے لگی۔

”ویلکم ان پیراڈائز ہوٹل پرنس آف ڈھمپ اینڈ مسز ڈھمپ۔ آپ کا ہمارے ہوٹل میں آنا ہمارے لئے اعزاز ہے“...... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے خفیف سا سر ہلا دیا۔ کاؤنٹر گرل نے سائیڈ کی دراز کھولی اور اس میں سے دو چابیاں نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیں۔

”آپ کے رومز تھرڈ فور پر ہیں۔ روم نمبر تھرٹین اینڈ فورٹین۔ امید ہے آپ کو رومز پسند آئیں گے“...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔ عمران نے اس سے چابیاں لیں اور جولیا کو لے کر سائیڈ میں موجود لفٹوں کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا تم نے یہاں پہلے سے ہی فون پر کمرے بک کرا لئے تھے“...... جولیا نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں“...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”تو پھر اتنے مہنگے ہوٹل میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم

یہاں تفریح کی غرض سے آئے ہیں۔ کسی عام سے ہوٹل میں بھی تو رہ سکتے تھے“...... جولیا نے کہا۔

”پرنسز ڈھمپ کسی عام سے ہوٹل میں رہے یہ پرنس آف ڈھمپ کی ہی نہیں پوری ڈھمپ ریاست کی توہین ہے۔ ہم یہاں پرنس آف ڈھمپ اور مسز ڈھمپ کی حیثیت سے آئے ہیں تو ہوٹل اور کمرے ہمارے شایان شان ہونے چاہئیں تھے“...... عمران نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ عمران کے اس انداز سے اسے اور زیادہ یقین آ گیا تھا کہ وہ اسے خلوص کے ساتھ اور واقعی بھرپور انداز میں تفریح کرانے کے لئے ہی یہاں لایا تھا۔ لفٹ میں سوار ہو کر وہ تھرڈ فلور پر پہنچے اور پھر کمرے دیکھ کر جولیا کی طبیعت خوش ہوگئی۔ کمرے انتہائی شاندار اور قیمتی سامان سے سجے ہوئے تھے اور دونوں کمرے ساتھ ساتھ تھے۔

”واقعی انتہائی شاندار کمرے ہیں“...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا خیال ہے۔ ہم طویل سفر طے کر کے آئے ہیں۔ وقت بھی دوپہر کا ہے۔ کچھ آرام نہ کر لیا جائے۔ شام کو سیر کے لئے نکلیں گے“...... عمران نے کہا۔ جولیا چونکہ خود بھی لانگ ڈرائیونگ کی وجہ سے تھکی ہوئی تھی اس لئے اس نے عمران کی بات پر اعتراض نہ کیا اور وہ عمران کے کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں چلی گئی۔

جولیا کے جانے کے بعد عمران نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکال لیا اور سیل فون پر نمبر پریس کرنا شروع ہوگیا۔

”یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”مصدقہ رپورٹ ہے باس۔ مہارانی نے اپنے نور محل میں آج رات ایک خصوصی میٹنگ کال کی ہے۔ جن افراد نے میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے وہ دارالحکومت سے یہاں پہنچ چکے ہیں“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کتنے افراد ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”دس افراد ہیں“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کیا تم بھی ان افراد میں شامل ہو“...... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ میں نے آنے والوں میں سے ایک کی جگہ لے لی ہے۔ میں اس کی جگہ مہارانی کی میٹنگ اٹنڈ کروں گا“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”میٹنگ کی ریکارڈنگ کے انتظامات مکمل ہیں تمہارے پاس“۔ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ میں پوری تیاری سے آیا ہوں“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ اور سنو ہوشیار رہنا۔ مہارانی انتہائی خطرناک اور عیار عورت ہے۔ اس نے یقیناً میٹنگ خفیہ رکھنے کے انتظامات کئے ہوں گے۔ اسے شک نہیں ہونا چاہئے کہ تم ان دس افراد میں سے نہیں ہو جن کو اس نے میٹنگ کے لئے کال کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں باس۔ کسی کو مجھ پر شک نہیں ہوگا''۔ ٹائیگر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ اس نے سیل فون بیڈ کے پاس رکھی ہوئی تپائی پر رکھا اور پھر وہ فریش ہونے کے لئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات تھے اور وہ گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا۔

تنویر اپنے فلیٹ میں صوفے میں دھنسا ٹی وی پر ایک ٹاک شو دیکھ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تنویر گھنٹی کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اس نے سائیڈ میں پڑا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھا کر ٹی وی کا والیوم کم کیا اور ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ تنویر سپیکنگ''...... تنویر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور ایکسٹو کی آواز سن کر تنویر یکلخت مستعد ہو گیا۔

''یس چیف۔ حکم''...... تنویر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''صفدر اور کیپٹن شکیل تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ میں نے صفدر کو بریفنگ دے دی ہے۔ تمہیں اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف''...... تنویر نے اسی انداز میں کہا اور چیف نے دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا۔ تنویر نے ایک طویل سانس

لے کر رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اس نے ریموٹ سے ٹی وی
آف کر دیا اور تیار ہونے کے لئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور واش روم
کی طرف بڑھ گیا تا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے آنے تک وہ لباس
بدل کر تیار ہو سکے۔ اسے اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ چیف
نے جولیا کی بجائے صفدر کی ہدایات پر کیوں عمل کرنے کا حکم دیا تھا
کیونکہ چیف ہمیشہ جولیا کو ہی ہر کیس پر بریف کرتا تھا۔ صفدر کو اس
وقت ہدایات دی جاتی تھیں جب جولیا کسی اور معاملے میں مصروف
ہوتی تھیں۔ اس لئے تنویر نے یہی سوچا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اس بار
بھی جولیا کہیں اور مصروف ہو اور ساتھ ہی کوئی دوسرا کیس شروع ہو
گیا ہو اس لئے چیف نے صفدر کو ہدایات دے دی ہوں۔ جو بھی
تھا بہرحال صفدر کے آنے کے بعد ہی اس کا پتہ چل سکتا تھا۔

واش روم میں جا کر اس نے نہا کر لباس بدلا اور ایک الماری
کے خفیہ خانے سے اپنا مخصوص اسلحہ اپنی جیبوں میں منتقل کرنا شروع
ہو گیا اور پھر وہ سٹنگ روم میں آ گیا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ اسی
لمحے کال بیل بج اٹھی تو تنویر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
اس نے دروازہ کھولا تو باہر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ تنویر نے
ان سے ہاتھ ملائے اور پھر انہیں اندر لے آیا اور انہیں سٹنگ روم
میں بیٹھا کر خود بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

''میں تم دونوں کا ہی انتظار کر رہا تھا''...... تنویر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

''مطلب۔ تمہیں چیف نے کال کر دی تھی''...... کیپٹن شکیل نے
جواباً مسکرا کر کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن پہلے تو چیف جولیا کو بریف کرتا تھا۔ اس بار ایسا کیا ہوا
ہے کہ چیف نے تمہیں بریفنگ دے کر بھیجا ہے''...... تنویر نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر نے ایک دوسرے
کی طرف اس انداز میں دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ آپس میں
صلاح مشورہ کر رہے ہوں کہ وہ تنویر کے سوال کا کیا جواب دیں۔

''کیا بات ہے۔ تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ کہاں
ہے جولیا''...... تنویر نے ان دونوں کی طرف حیرت سے دیکھتے
ہوئے پوچھا۔

''مس جولیا، عمران صاحب کے ساتھ سیر و تفریح کرنے کے
لئے پھول نگر گئی ہوئی ہیں''...... صفدر نے جواب دیا تو تنویر ایک
لمحے کے لئے حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے
سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا کہا سیر کرنے پھول نگر''...... تنویر نے آنکھیں پھاڑتے
ہوئے کہا۔

''ہاں تو اس میں کیا برائی ہے۔ سیر کرنے کے لئے کوئی بھی جا
سکتا ہے۔ تم نے شاید مس جولیا کو کبھی آفر نہیں کی ورنہ وہ تمہارے
ساتھ بھی تو جا سکتی ہیں''...... صفدر نے تنویر کا مزاج ٹھنڈا رکھنے
کے لئے بڑے مدبرانہ لہجے میں کہا تو تنویر جس کا چہرہ عمران کے

ساتھ جولیا کے سیر پر جانے کا سن کر بگڑ گیا تھا یک لخت نارمل ہوتا چلا گیا۔

"ہاں۔ میں نے واقعی کبھی جولیا کو سیر کی دعوت نہیں دی۔ ٹھیک ہے وہ واپس آ جائے تو پھر میں اسے آفر کروں گا اور میں بھی اسے سیر کرانے کسی پہاڑی مقام پر لے جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میری آفر نہیں ٹھکرائے گی"...... تنویر نے کہا تو اسے نارمل ہوتے دیکھ کر صفدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا تو کیپٹن شکیل بھی دھیرے سے مسکرا دیا۔

"اچھا اب کہاں چلنا ہے۔ چیف نے مجھے تمہاری آمد کے بارے میں بتا دیا تھا اور میں تمہارے آنے سے پہلے تیار بھی ہو گیا ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"ایکریمیا کے کسی ڈینجر فائیو گینگ کے بارے میں جانتے ہو"...... صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ڈینجر فائیو گینگ۔ ہاں۔ نام تو سنا ہوا ہے۔ یہ گینگ ایکریمیا کا بدنام ترین گینگ ہے جس کے صرف پانچ ممبرز ہیں اور یہ گینگ ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا ہے۔ ایکریمیا میں اس گینگ کا بہت نام ہے۔ سنا ہے کہ اس گینگ کا ہر رکن انتہائی تیز رفتار، خطرناک اور سفاک ترین انسانوں میں شمار ہوتا ہے اور اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے لاشوں کے پشتے لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ گینگ پاکیشیا میں موجود ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پاکیشیا میں۔ کیا مطلب۔ اس گینگ کا پاکیشیا میں کیا کام اور کیسے پتہ چلا ہے کہ یہ گینگ پاکیشیا میں موجود ہے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف کو ایک غیر ملکی ادارے کے سربراہ نے کال کر کے بتایا تھا کہ ایکریمیا کا ڈینجر فائیو گینگ کسی خاص مشن پر پاکیشیا آیا ہوا ہے ان کے مشن کے بارے میں تو تفصیل نہیں بتائی گئی تھی لیکن یہ ضرور بتایا گیا تھا کہ اگر ڈینجر فائیو گینگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو پاکیشیا کی سلامتی اور بقاء کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں اور پاکیشیا تباہی اور بربادی کے دہانے پر پہنچ سکتا ہے اس لئے چیف کا حکم ہے کہ ہم شہر کے ہر حصے میں پھیل جائیں اور ہر اس جگہ ڈینجر فائیو کے افراد کو تلاش کریں جہاں ان کی موجودگی کے امکانات ہو سکتے ہیں۔ چیف نے ہمیں ڈینجر فائیو کے پانچوں افراد کی تصاویر فراہم کی ہیں اس لئے ہمیں فوری طور پر ان افراد کو تلاش کرنا ہے"...... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک لفافہ نکالا اور تنویر کی طرف بڑھا دیا۔ تنویر نے لفافہ کھولا اور اس میں موجود تصاویر نکال لیں۔ یہ پانچ تصاویر تھیں جو پانچ مختلف افراد کی تھیں۔ وہ پانچوں طاقتور اور مضبوط جسموں کے مالک نوجوان تھے جو شکل و صورت سے ہی انتہائی خطرناک اور سفاک دکھائی دے رہے تھے۔

"کیا یہ پانچوں پاکیشیا میں موجود ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ چیف کو دی جانے والی اطلاع کے مطابق یہ پانچوں میک اپ میں یہاں موجود ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"کوئی ٹپ ملی ہے کہ یہ ہمیں کہاں مل سکتے ہیں"...... تنویر نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہمیں اپنے طور پر کام کرنا ہے۔ مس جولیا تو عمران صاحب کے ساتھ ہیں اس لئے چیف نے ہم تینوں کو ایک ساتھ اور فور سٹارز کو ہم سے علیحدہ ان کی تلاش پر مامور کیا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اس بات کا پتہ چلا ہے کہ یہ پانچوں یہاں پر کب سے موجود ہیں میرا مطلب ہے کہ یہ پاکیشیا کب پہنچے تھے"...... تنویر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے چیف سے پوچھا تھا لیکن چیف کے کہنے کے مطابق ان کے پاکیشیا پہنچنے کا کچھ علم نہیں ہے کہ وہ کب آئے ہیں اور پاکیشیا میں کہاں ڈراپ ہوئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ڈینجر فائیو کا تعلق ایکریمیا کی انڈر ورلڈ سے ہے اگر یہ پاکیشیا میں فسادات برپا کرنے یا کوئی شر انگیزی کرنے کے لئے آئے ہیں تو اس کے لئے انہیں لامحالہ یہاں کی زیر زمین دنیا سے ہی رابطہ کرنا پڑے گا تا کہ پاکیشیا میں شر انگیزی پھیلانے کے لئے اپنے مطلب کا اسلحہ حاصل کر سکیں۔ اس کے لئے یہ یقیناً پاکیشیا

کے ایسے گروپس سے رابطہ کریں گے جو انہیں وافر تعداد میں اور ان کے مطلب کا اسلحہ فراہم کر سکیں۔ اس کے علاوہ ان کے استعمال کے لئے گاڑیاں اور رہائش گاہیں مہیا کر سکیں۔ اس کے لئے ہمیں انڈر ورلڈ کے ان گروپس کو ہی ٹٹولنا پڑے گا جو ڈینجر فائیو کی معاونت کر سکتے ہو اور انہیں ان کے مطلب کا اسلحہ فراہم کر سکتے ہوں۔ یہ کام فور سٹارز اور خاص طور پر عمران صاحب کا شاگرد ٹائیگر آسانی سے کر سکتا ہے لیکن اب چونکہ یہ کام ہمیں سونپا گیا ہے اس لئے ہمیں خود ہی انڈر ورلڈ میں جانا پڑے گا اور اپنے طور پر ہی معلومات حاصل کرنی ہوں گی تا کہ وہاں سے ہم ڈینجر فائیو گینگ کو ٹریس کرنے کے لئے کوئی کلیو حاصل کر سکیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کے لئے ہمیں بھی انڈر ورلڈ کے افراد جیسا بننا پڑے گا تاکہ ہم اطمینان سے ان میں گھل مل کر ڈینجر فائیو کو تلاش کر سکیں"...... صفدر نے کہا۔

"ان میں سے ڈینجر فائیو کا باس کون سا ہے"...... تنویر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈینجر فائیو کی تصویریں غور سے دیکھتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سرخ شرٹ والے بدمعاش کی تصویر دیکھو جس کا چہرہ بلڈاگ جیسا ہے اور اس کے چہرے پر پرانے زخموں کے متعدد نشانات ہیں یہی ڈینجر فائیو کا باس ہے۔ اس کے اصل نام کا تو نہیں پتہ

لیکن اسے ڈی جان کہا جاتا ہے“...... صفدر نے کہا تو تنویر ڈی جان کی تصویر غور سے دیکھنے لگا۔

”یہ تو شکل سے انتہائی ہتھ چھٹ، بے رحم اور سفاک انسان لگ رہا ہے۔ اس کی آنکھوں کی وحشت دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ انسانوں کو کیڑے مکوڑوں سے زیادہ حیثیت نہ دیتا ہو اور انہیں اپنے پیروں تلے روند دینے کا عادی ہو“...... تنویر نے غور سے ڈی جان کی تصویر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ان کے لئے ہمیں بھی اس جیسا بے رحم، سفاک اور ظالم بننا پڑے گا۔ چیف نے ہمیں ان کے خلاف کھل کر کام کرنے کی اجازت دے دی ہے“...... صفدر نے کہا تو تنویر کی آنکھیں یکلخت چمک اٹھیں۔

”گڈ شو۔ پھر تو واقعی ڈینجر فائیو کے خلاف کام کرنے کا مزہ آئے گا“...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمیں ان کے خلاف ایک گروپ کی صورت میں کام کرنا پڑے گا۔ اب یہ ان کی قسمت کہ یہ ایک ساتھ ہمارے ہاتھوں مارے جاتے ہیں یا ہم انہیں ایک ایک کر کے لقمہ اجل بناتے ہیں جو بھی ہے چیف نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی بچ کر یہاں سے واپس نہیں جانا چاہئے البتہ ہمیں ان سے یہ ضرور معلوم کرنا ہے کہ ان کا یہاں آنے کا مقصد کیا تھا“...... صفدر نے کہا۔

”ڈینجر فائیو کے خلاف کام کرنے کے لئے ہمیں بھی اپنے تین رکنی گروپ کو کوئی نام دے لینا چاہئے تاکہ ہم ڈینجر فائیو کے جس رکن کے خلاف کام کریں اس کے ذریعے اس کے دوسرے ساتھیوں تک بھی ہمارے گروپ کا نام پہنچ جائے اور ان سب کو بھی پتہ چل جائے کہ پاکیشیا میں بھی ایسے گروپس موجود ہیں جو ان سے زیادہ سفاک، بے رحم اور خطرناک ہے اور ان جیسے گروپس کو پیروں تلے کچلنے کی طاقت رکھتا ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”گڈ شو۔ یہ واقعی اچھا آئیڈیا ہے۔ ہم کرمنل گروپ کی شکل میں ڈینجر فائیو پر واقعی اپنے گروپ کی دھاک بٹھا کر انہیں سبق سکھا سکتے ہیں۔ اس طرح انڈر ورلڈ میں بھی ہمارا نام ہو جائے گا جو آئندہ بھی غیر ملکی ایجنٹوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمارے لئے کارآمد ہو سکتا ہے“...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو بتاؤ۔ ہمارے اس تین رکنی گروپ کا تمہارے خیال میں کیا نام ہونا چاہئے“...... صفدر نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”بلیک لائن“...... تنویر نے کہا۔

”گڈ شو۔ اچھا نام ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ بلیک لائن کا باس کون بنے گا۔ تم یا کیپٹن شکیل“...... صفدر نے اسی طرح مسکرا کر کہا۔

”اس بات کا فیصلہ تم خود کر لو“...... تنویر نے جواباً مسکراتے

ہوئے کہا۔

''ہمیں ان مجرموں کو تلاش کرنے کے لئے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا پڑے گا اور پھر انہیں فوری طور پر کیفر کردار تک بھی پہنچانا ہے اس لئے میرے خیال میں اس گروپ کے انچارج اگر تم بن جاؤ تو زیادہ مناسب رہے گا ویسے بھی تم کسی لائن سے کم نہیں ہو۔ یہ نام تم پر ہی فٹ بیٹھتا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر نے محسوس کیا تھا کہ جولیا کا عمران کے ساتھ تفریح پر جانے کا سن کر تنویر کا چہرہ قدرے بجھا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر غصے کے بھی تاثرات تھے جنہیں وہ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا اس لئے صفدر نے اس کا غصہ کم کرنے کے لئے جان بوجھ کر اسے گروپ کا لیڈر بنانے کی بات کی تھی اور یہ دیکھ کر صفدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی کہ لیڈر بننے کا سن کر تنویر کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

''دیکھ لو۔ اگر تم مجھے لیڈر بنانا چاہتے ہو تو پھر تمہیں میرے احکامات پر عمل کرنا پڑے گا۔ تم جانتے ہو کہ میں اپنے انداز میں کام کرتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ لیڈر بنانے کے بعد تم دونوں میری باتیں ماننے سے انکار کر دو اور میرے کام کرنے کے انداز پر نقطہ چینی کرو''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ کم از کم اس ٹاسک پر ہم تمہارے کسی فیصلے پر اختلاف نہیں کریں گے۔ تم جیسا مناسب سمجھو۔ گے ہم وہی کریں گے۔

کیوں کیپٹن شکیل''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے جواب میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ صفدر نے گروپ اور لیڈر والی بات کیوں کی تھی۔

''گڈ شو۔ پھر تیار ہو جاؤ۔ بلیک لائن آج بلکہ ابھی انڈر ورلڈ جائیں گے اور وہاں جاتے ہی ہر طرف تہلکہ مچا دیں گے۔ بلیک لائن کا نام انڈر ورلڈ میں دہشت کی علامت بن کر ابھرے گا اور انڈر ورلڈ کو ہلا کر رکھ دے گا''...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''جانے سے پہلے ہمیں مخصوص میک اپ کر لینے چاہئیں تاکہ بلیک لائن کے نام کے ساتھ ساتھ ہمارے چہرے بھی زیر زمین دنیا کے افراد پر خوف بن کر چھا جائیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے۔ آؤ پھر ڈریسنگ روم میں چل کر میک اپ کرتے ہیں''...... تنویر نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ تینوں ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کلائی پر ضربیں محسوس کر کے جولیا چونک پڑی۔ اس نے فوراً ریموٹ کنٹرول اٹھا کر ٹی وی بند کیا جس پر وہ اپنے کمرے میں بیٹھی ٹائم پاس کرنے کے لئے ایک رومانی مووی دیکھ رہی تھی۔

''یس۔ جولیا اٹنڈنگ۔ اوور''...... جولیا نے ٹرانسمیٹر آن کر کے قدرے آہستہ آواز میں کہا۔

''ایکسٹو۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یس چیف۔ اوور''...... ایکسٹو کی آواز سن کر جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جولیا تمہیں عمران کے ساتھ مہارانی جہاں آراء کے پاس جانا ہے۔ اوور''...... ایکسٹو نے کہا اور مہارانی جہاں آراء کا سن کر جولیا بری طرح سے چونک پڑی۔

''مہارانی جہاں آراء۔ کیوں چیف کیا وہ کوئی خطرناک عورت

ہے یا اس کا کسی کیس سے کوئی تعلق ہے۔ اوور''...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ راستے میں عمران نے بھی مہارانی جہاں آراء کا نام لیا تھا۔

''اس کے بارے میں عمران سے تفصیل پوچھ لو۔ وہ تمہیں سب کچھ بتا دے گا۔ اوور''...... ایکسٹو نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یس چیف۔ اوور''...... جولیا نے کہا تو ایکسٹو نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

''ہونہہ۔ تو عمران مجھے یہاں گھمانے پھرانے کے لئے نہیں بلکہ اسی مہارانی جہاں آراء کے پیچھے آیا ہے''...... جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اب اسے سچ مچ عمران پر غصہ آنے لگا تھا۔

''کوئی بات نہیں عمران۔ میں آئندہ کبھی تم پر مر کر بھی یقین نہیں کروں گی۔ ایک بار پھر تم نے مجھے دھوکے میں رکھ کر میرا دل توڑا ہے۔ میں ہی احمق ہوں جو تمہیں جانتے ہوئے بھی ہمیشہ تمہارے ڈاج میں آجاتی ہوں''...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار نمی آ گئی تھی۔ وہ چند لمحے اداس سی شکل بنا کر بیٹھی رہی پھر اس نے رومال سے اپنی آنکھیں صاف کیں اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر ٹھوس سنجیدگی اور سپاٹ پن آ گیا تھا۔ وہ تیز تیز چلتی ہوئی ملحقہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی اور اس نے دروازے پر

دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"میں ہوں۔ دروازہ کھولو"...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے دوسری طرف سے تیز تیز قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر آواز دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔

"میں کون"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیانا فنٹز واٹر"...... جولیا نے تلخ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازے کھلا اور عمران اس کے سامنے چہرے پر حماقتوں کا نقاب پہنے آب و تاب کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے جولیا کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔ ریسٹ نہیں کیا تم نے ابھی"...... عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں آرام کرنے نہیں آئی ہوں"...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ ہم تو یہاں مستقبل کی پلاننگ کرنے کے لئے آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"پیچھے ہٹو۔ مجھے اندر آنے دو"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو عمران نے اسے راستہ دے دیا۔ جولیا اس کی سائیڈ سے نکلتی ہوئی عمران کے کمرے میں آ گئی اور آگے جا کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ عمران بھی دروازہ بند کر کے مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا اس کے سامنے

آ کر بیٹھ گیا۔

"تمہارا کیا اردہ ہے۔ ارینج میرج کرو گی یا ہم کسی کورٹ سے رجوع کریں"...... عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"چیف کی کال آئی تھی"...... جولیا نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے غرا کر کہا۔

"چیف۔ ارے باپ رے۔ اس چوہے نے یہاں بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا ہے۔ کیوں کال کی تھی اس نے۔ کہیں اس نے خود ہمارا نکاح پڑھوانے کا ارادہ تو نہیں کر لیا"...... عمران نے کہا۔

"ہمیں مہارانی جہاں آراء سے ملنا ہے"...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مہارانی جہاں آراء۔ کون مہارانی جہاں آراء"...... عمران نے حیران ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا تم اسے نہیں جانتے"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ میں تو ایک ہی مہارانی کو جانتا ہوں جو میرے سامنے بیٹھی ہے"...... عمران نے بڑے رومانٹک لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ میں یہاں تم سے مذاق کرنے نہیں آئی ہوں"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مذاق۔ کیا مطلب۔ کون سا مذاق"...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"چیف نے بتایا ہے کہ تم مہارانی جہاں آراء کے بارے میں

جانتے ہو اور چیف نے مجھے تمہارے ساتھ مہارانی جہاں آراء سے ملنے کا حکم دیا ہے۔ اب تم بتاؤ کون ہے مہارانی جہاں آراء اور مجھے اس سے مل کر کیا کہنا ہے''...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ یہ چیف بھی کمال کا ہے۔ اس کا پیٹ بھی عورتوں کی طرح ہلکا ہے۔ کوئی بھی بات اس سے چھپی نہیں رہتی۔ کیا فرق پڑتا اگر وہ یہ سب تمہیں نہ بتاتا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہیں میرے احساسات سے کھیلنے کی عادت پڑ گئی ہے عمران۔ لیکن خیر کوئی بات نہیں۔ اس میں تمہارا بھی کوئی قصور نہیں ہے۔ میں ہی پاگل ہوں جو ہر بار تمہاری باتوں میں آ جاتی ہوں لیکن یاد رکھنا آئندہ تم مجھ سے ایسی کوئی توقع نہ رکھنا کہ میں تمہاری کسی بھی بات کا بھروسہ کروں گی۔ میں سمجھ چکی ہوں کہ تمہارے سینے میں دل نہیں پتھر ہے اور پتھر دل انسان نہ بدل سکتا ہے اور نہ ہی اس کا دل پگھلایا جا سکتا ہے''...... جولیا نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ میرا دل پتھر کا نہیں ہے۔ بے شک میرا سینہ چیر کر دیکھ لو۔ میرے دل میں تمہاری ہی تصویر لگی ہوئی ہے یہ الگ بات ہے کہ میں نے ابھی اس کا فریم نہیں بنوایا''...... عمران نے کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

''اب تم مجھے مہارانی جہاں آراء کے بارے میں کچھ بتاؤ گے یا میں چیف سے کہہ دوں کہ تم مجھے کچھ نہیں بتا رہے''...... جولیا نے

سخت لہجے میں کہا۔

''ارے باپ رے تم تو مجھے چیف کی دھمکی دے رہی ہو''۔ عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''یہ صرف دھمکی نہیں ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ......'' جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچ کر باہر نکال لیا۔ ٹرانسمیٹر پر پہلے سے ہی ایکسٹو کی فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی۔ اب جولیا کے بٹن پریس کرنے کی دیر تھی کہ فوراً اس کا چیف سے رابطہ ہو جاتا۔

''تت تت۔ تم شاید چیف سے مجھے جوتے لگوانے کا سوچ رہی ہو''...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہونا تو تمہارے ساتھ یہی چاہئے لیکن میں تمہاری طرح پتھر دل نہیں ہوں۔ اب بتاؤ کون ہے مہارانی جہاں آراء اور ہمیں اس سے ملنے کا کیوں کہا گیا ہے''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''وہ انگریزوں کے دور کے مہاراجہ چندر سنگھ کی پڑپوتی ہے۔ پھول نگر پر چندر سنگھ کی حکمرانی تھی۔ مہارانی جہاں آراء کے دادا نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اسلام کی حقانیت سے مرغوب ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا اور اس کے بعد سے لے کر اب تک اس کی ساری اولاد مسلم ہے۔ مہارانی جہاں آراء کا باپ وفات پا چکا ہے۔ اس کے دو بھائی تھے۔ اصولاً باپ کے مرنے کے بعد دونوں

لڑکوں کو پھول نگر پر حکمرانی کا حق تھا لیکن ان میں سے ایک لڑکا جو ایکریمیا میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے گیا ہوا تھا ایک ٹریفک حادثے میں ہلاک ہو گیا اور دوسرا بھائی جو عیاش طبع تھا پاکیشیا کے ایک ہوٹل میں مردہ حالت میں پایا گیا تھا۔ اس نے زہر خورانی کی تھی۔ چونکہ جہاں آراء کے دونوں بھائی ہلاک ہو چکے تھے اس لئے پھول نگر کی حکمرانی اسے مل گئی۔ اس نے حکمرانی کے نشے میں شادی نہیں کی تھی اس لئے وہ پہلے بھی مہارانی تھی اب بھی مہارانی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا اس کے بھائیوں کے ہلاکت کی کوئی وجہ معلوم ہوئی تھی''۔ جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی تک دونوں کے قاتلوں کو نہیں پکڑا جا سکا ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''دونوں کے قاتلوں سے تمہاری کیا مراد ہے۔ تم نے کہا ہے کہ اس کا ایک بھائی ایکریمیا میں ایک ٹریفک حادثے میں ہلاک ہوا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''اس کی کار کے بریک فیل کئے گئے تھے اور جب اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تو پتہ چلا کہ اس کے معدے میں شراب موجود تھی۔ وہ نشے میں خطرناک پہاڑی مقام پر کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ جبکہ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے شراب کو کبھی چھو کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کی کار ایک گہری کھائی میں جا گری تھی۔

جس مقام پر اس کی کار کھائی میں گری تھی وہاں ایک اور آدمی کے قدموں کے نشان بھی پائے گئے تھے۔ پیروں کے یہ نشان اس کار میں بھی موجود تھے جو مہارانی جہاں آراء کا بھائی چلا رہا تھا۔ تحقیقات سے پتہ چلا تھا کہ کار کھائی کے قریب روکی گئی تھی اور پھر اس کار کو کسی آدمی نے پیچھے سے کھائی میں دھکیل دیا تھا۔ اس آدمی کے فنگر پرنٹس کار کے اندر سائیڈ سیٹ کے سامنے ڈیش بورڈ پر بھی ملے تھے اور کار کی ڈگی پر سے بھی''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ بات ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اور حیرت کی بات یہ بھی ہے کہ جس ہوٹل میں مہارانی جہاں آراء کے دوسرے بھائی کی لاش ملی تھی وہاں شراب کے دو گلاس ملے تھے جن میں سے ایک گلاس پر مہارانی جہاں آراء کے دوسرے بھائی کے فنگر پرنٹس ٹریس ہوئے ہیں اور دوسرے گلاس پر اسی آدمی کے فنگر پرنٹس ہیں جس نے ایکریمیا میں کار کھائی میں دھکیلی تھی''...... عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تمہارا مطلب ہے کہ مہارانی جہاں آراء کے دونوں بھائیوں کو ہلاک کرنے والا ایک ہی شخص ہے''...... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

''تو کیا ان دونوں کے قاتل کو ٹریس نہیں کیا گیا''...... جولیا

نے پوچھا۔

"کوشش تو بہت کی گئی تھی لیکن آج تک اس قاتل کے بارے میں سوائے فنگر پرنٹس کے اور کوئی کلیو نہیں مل سکا ہے اور چونکہ اب یہ خاصی پرانی بات ہو گئی ہے اس لئے ان کیسوں کی فائلیں بند کر دی گئی ہیں اور پھول نگر کے باسیوں نے جہاں آراء کو ہی اپنی مہارانی تسلیم کر لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا اس معاملے میں مہارانی جہاں آراء کا بھی ہاتھ ہو سکتا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"شروع شروع میں یہی خیال کیا گیا تھا لیکن چونکہ مہارانی کے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل سکا تھا اور اپنے بھائیوں کے بعد مہارانی جہاں آراء نے اپنے قصبے کے لئے بے حد فلاحی کام کرنے شروع کر دیئے تھے اس لئے پھول نگر کے لوگوں نے اس بات کو یکسر بھلا دیا تھا کہ مہارانی جہاں آراء نے ہی اقتدار حاصل کرنے کے لئے اپنے بھائیوں کو قتل کرایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اب ہمیں مہارانی جہاں آراء سے کس لئے ملنا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ چیف نے ہمیں اس بات کا پتہ لگانے کے لئے یہاں بھیجا ہو کہ کیا مہارانی جہاں آراء ہی اپنے بھائیوں کی قاتل ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ چیف نے ہمیں یہاں گڑے مردے اکھاڑنے کے لئے نہیں بھیجا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ہمارا مہارانی سے ملنے کا کیا مقصد ہے"...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مہارانی کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ دیکھنے میں وہ انتہائی سیدھی اور شریف خاتون ہے لیکن حقیقت میں اس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے اور انڈر ورلڈ میں بے شمار گروپس خصوصی طور پر اس کے لئے کام کرتے ہیں اور اس کے لئے منشیات اور اسلحہ کا دھندہ کرتے ہیں۔ یہی نہیں مہارانی کے بارے میں اس بات کا بھی علم ہوا ہے کہ یہ عورت غیر ملکی ایجنٹوں کو نہ صرف اسلحہ فراہم کرتی ہے بلکہ غیر ملکی ایجنٹوں کو پاکیشیا میں ان کے مشن پورے کرنے میں معاونت بھی کرتی ہے اور انہیں ہر قسم کا تحفظ بھی فراہم کرتی ہے اور مشن مکمل کرانے کے بعد وہ ان ایجنٹس کو پاکیشیا سے نکلنے میں بھی ان کی بھرپور مدد کرتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے اپنے مکروہ چہرے پر شرافت کا صرف نقاب ہی اوڑھ رکھا ہے"...... جولیا نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ پھول نگر والوں کے لئے انتہائی شریف اور نیک ہے۔ ہر کوئی یہی سمجھتا ہے کہ مہارانی جہاں آراء جیسی نیک اور پاک باز خاتون اور کوئی نہیں ہے لیکن حقیقت میں پاکیشیا میں ہونے والے بے شمار کرائمز میں اسی مہارانی کا ہاتھ ہے اور اس کے کرمنل گروپ کو مہارانی گروپ کہا جاتا ہے جس کے کئی سیکشن ہیں جو

مہارانی کے لئے الگ الگ کام کرتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"پھر تو مہارانی خاصی خطرناک عورت ہوگی"...... جولیا نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ انڈر ورلڈ کی لیڈی ڈان ہے اس لئے اس کا خطرناک ہونا کوئی اچھنبے کی بات نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"چیف نے ہمیں مہارانی جہاں آراء سے ملنے کا حکم کیوں دیا ہے"...... جولیا نے چند لمحے توقف کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"مہارانی نے پاکیشیا کے دس بڑے گروپس کے چیدہ چیدہ سربراہوں کی سپیشل میٹنگ کال کی ہے اور وہ سب آج رات اس کی میٹنگ میں شامل ہو رہے ہیں۔ اطلاع ملی ہے کہ مہارانی پاکیشیا کے خلاف کوئی انتہائی گھناؤنا کھیل کھیلنا چاہتی ہے جس کے لئے اس نے پاکیشیا کے راسکل کنگز کو یہاں مدعو کیا ہے۔ ان کے درمیان کیا میٹنگ ہونے والی ہے اور مہارانی انہیں ایک جگہ کیوں جمع کر رہی ہے اور ان سے کیا کام لینا چاہتی ہے ہمیں یہ سب معلوم کرنا ہے۔ اس کے علاوہ چیف کو اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا سے خصوصی طور پر مجرموں کا ایک گروپ جو ڈینجر فائیو گروپ کہلاتا ہے پچھلے کئی دنوں سے پاکیشیا میں موجود ہے اور یہ گروپ پاکیشیا میں خطرناک کارروائی کرنے کے لئے بلایا گیا ہے۔ ڈینجر فائیو کا پاکیشیا میں آنے کا مقصد کیا ہے اس کا تو خیر علم نہیں ہو سکا ہے لیکن اس گروپ کے بارے میں ایک چھوٹی سی ٹپ ملی تھی کہ اس

گروپ کا ایک رکن پھول نگر میں مہارانی جہاں آراء سے ملنے آیا تھا اور اس کی مہارانی جہاں آراء سے کئی گھنٹے بند کمرے میں ملاقات ہوئی تھی۔ مہارانی جہاں آراء سے ملنے کے بعد وہ آدمی یوں غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اس لئے یہی سمجھا جا رہا ہے کہ ڈینجر فائیو کو مہارانی جہاں آراء نے ہی بلایا ہے۔ مہارانی نے خصوصی طور پر ایکریمیا سے قاتلوں کے ٹولے کو پاکیشیا کیوں بلایا ہے اور وہ پاکیشیا کے راسکل کنگز کے ساتھ کیا میٹنگ کرنے والی ہے یہی سب جاننے کے لئے چیف نے اس پر ہمیں نظر رکھنے کا حکم دیا ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر یہ کنفرم ہے کہ مہارانی جہاں آراء کے ارادے نیک نہیں ہیں اور وہ پاکیشیا کے خلاف کوئی گھناؤنا کھیل کھیلنے والی ہے تو پھر اسے اس طرح ایزی کیوں لیا جا رہا ہے اس کے خلاف کوئی کارروائی کیوں عمل میں نہیں لائی جا رہی۔ اعلیٰ حکام کو چاہئے کہ فوری طور پر مہارانی جہاں آراء کو گرفتار کر لیں اور اس سے سب کچھ اگلوا لیں"...... جولیا نے کہا۔

"یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔ حکومتی سطح پر مہارانی کے خلاف نہ کوئی ایکشن لیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیوں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مہارانی جہاں آراء کا نے یہاں اپنا زبردست اثر و رسوخ بنا رکھا ہے اس کا رابطہ ملکی اور غیر ملکی وزراء اور سفارت کاروں سے رہتا ہے۔ خاص طور پر پاکیشیا میں سینکڑوں سرمایہ کار اسی کی وجہ سے پاکیشیا میں اپنی سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ یہی نہیں اس کے ملکی اور غیر ملکی صدور اور وزرائے اعظم سے بھی رابطے رہتے ہیں اس لئے اس پر ہاتھ ڈالنا اتنا آسان نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں مہارانی جہاں آراء کے خلاف سرکاری سطح سے ہٹ کر اپنے مخصوص انداز میں کام کرنا ہو گا تاکہ مہارانی جہاں آراء کو چوکنا کئے بغیر ہم اس کی اصلیت بے نقاب کر سکیں اس کے علاوہ مہارانی جہاں آراء اس سٹیٹ کے لئے ایک دیوی کی حیثیت رکھتی ہے جس کے خلاف ایکشن لیا گیا تو یہاں کے باسی فوراً مہارانی جہاں آراء کی حفاظت اور حکومت کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے"...... عمران نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں مہارانی جہاں آراء کے خلاف سوچ سمجھ کر اور باقاعدہ پلاننگ سے کارروائی کرنی ہو گی ورنہ شاید وہ ہمارے ہاتھ نہ آسکے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اس تک پہنچنا بھی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ مہارانی جہاں آراء جس محل میں رہتی ہے اس کا نام نور محل ہے اور اس نے نور محل کی حفاظت کے لئے زبردست انتظامات کر رکھے ہیں۔ نور محل کی حفاظت نہ صرف مسلح افراد کرتے ہیں بلکہ سنا

گیا ہے کہ پیلس میں کاسٹریا کے جنگلوں کے طاقتور اور خونخوار کتے کسطاؤ بھی موجود ہیں جو کسی بھی غیر متعلق آدمی کو پیلس میں داخل ہوتے دیکھ کر اس پر جھپٹ پڑتے ہیں اور اس کے ٹکڑے اُڑا کر رکھ دیتے ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خاصی سنگدل اور سفاک ٹائپ عورت معلوم ہوتی ہے یہ مہارانی جہاں آراء"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ قصبے والوں کے سامنے وہ انتہائی شریف اور نیک دل عورت ہے لیکن حقیقت میں وہ شیطان کی خالہ ہے اور اس کے بارے میں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے وہ انہیں اغوا کراتی ہے اور پھر اپنے محل میں لا کر انہیں کسطاؤ کتوں کے سامنے ڈال دیتی ہے جو چند ہی لمحوں میں ان افراد کو چیر پھاڑ کر رکھ دیتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ پھر تو اس عورت سے مل کر واقعی لطف آئے گا۔ یہ لطف اس وقت اور دوبالا ہو جائے گا جب ایک راسکل مہارانی سے پرنسز راسکل ٹکرائے گی"...... جولیا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

"گڈ شو۔ لیکن پرنسز راسکل صرف مہارانی جہاں آراء کے لئے ہی بنتا میرے لئے نہیں۔ کیونکہ میں ایک سیدھی سادی پرنسز کو آج

تک قابو کر ہی نہیں سکا ہوں تو پرنسز راسکل کو کیسے قابو کر سکوں گا“...... عمران نے کہا تو جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

”فضول باتیں مت کرو اور مہارانی کے نور محل میں چلنے کی تیاری کرو“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”ارے ارے۔ پرنسز راسکل بن کر تم نے سب سے پہلے مجھے ہی آنکھیں دکھانا شروع کر دی ہیں۔ یہ تو وہی بات ہوگئی کہ میری بلی اور مجھے ہی میاؤں“...... عمران نے کہا۔

”اب تم مجھے اپنے لئے ہمیشہ کھسیانی بلی ہی پاؤ گے۔ تم نے جس طرح سے میرے احساسات مجروح کئے ہیں اس کے لئے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ کبھی بھی نہیں“...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز تیز چلتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

”ارے ارے۔ میری بات تو سنو۔ ارے......“ اسے دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر عمران نے کہا لیکن جولیا اس کی بات ان سنی کرتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”شاید اسی موقع کے لئے کسی شاعر نے کہا ہے کہ بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی تیار ہونے کے لئے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

ایک بڑی اور طاقتور گرے فورڈ جیپ جو پہاڑی راستوں کے لئے خصوصی طور پر بنائی گئی تھی ایک کلب کے احاطے میں تیزی سے داخل ہوئی اور اس کے بریک لگنے کی آواز سے ماحول گونج اٹھا۔ احاطے میں موجود افراد جیپ کی بریک لگنے کی آواز سن کر چونک چونک کر اس طرف دیکھنے لگے۔

جیپ میں تین افراد موجود تھے۔ جن میں سے ایک جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر، دوسرا سائیڈ سیٹ پر اور تیسرا جیپ کے پچھلے حصے میں بیٹھا ہوا تھا جیپ رکتے ہی تینوں اچھل کر ایک ساتھ باہر آ گئے۔ ان تینوں پر نظر پڑتے ہی کلب کے احاطے میں موجود افراد کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے گئے۔ بلا شبہ جیپ سے اترنے والے افراد کی شکلیں ایسی تھیں جسے دیکھ کر وہ سب خوف سے پھریریاں لے کر رہ گئے تھے۔ وہ تینوں چھٹے ہوئے بدمعاش دکھائی دے رہے تھے اور ان کے چہروں پر پرانے زخموں

کے بے شمار نشان تھے جیسے ان کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں گزری ہو۔ ان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ چہروں پر سختی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی اور ان کے جسم تنے ہوئے تھے۔ ان سب نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہن رکھے تھے اور ان کے گلوں میں سرخ رنگ کے رومال بندھے ہوئے تھے۔

تینوں انتہائی سفاک اور بے رحم بدمعاش دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی جیبیں پھولی ہوئی تھیں جن سے بھاری ریوالوروں کے دستے جھانکتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ جیپ سے نکل کر وہ تینوں مست ہاتھیوں کی طرح قدم اٹھاتے ہوئے کلب کے مین دروازے کی طرف بڑھے۔ انہیں آگے بڑھتے دیکھ کر وہاں موجود افراد تیزی سے کائی کی طرح چھٹ کر سائیڈوں میں ہونا شروع ہو گئے۔ مین دروازے پر ایک گن مین کھڑا تھا۔ انہیں دیکھ کر اس کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے جھٹ سے ان تینوں کو سیلوٹ مارنے والے انداز میں سلام کیا اور آگے بڑھ کر ان کے لئے ہال کا دروازہ کھول دیا۔

تینوں ایک ساتھ چلتے ہوئے ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال میں خاصا رش تھا۔ وہاں شراب اور منشیات کی ملی جلی بو پھیلی ہوئی تھی۔ میزوں پر بیٹھے ہوئے افراد بدمعاش ٹائپ کے ہی تھے۔ جو شراب اور منشیات کے استعمال کے ساتھ خوش گپیوں میں مشغول تھے اور اونچی آواز میں بولنے کے ساتھ ساتھ زور دار قہقہے بھی لگا رہے

تھے۔ دائیں طرف ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے بڑا سا ریک بنا ہوا تھا اس ریک میں شراب کی بے شمار بوتلیں سجی ہوئی تھیں۔ تین کاؤنٹر مین تھے جن میں سے ایک آرڈرز نوٹ کر رہا تھا۔ دوسرا ریک سے مختلف برانڈز کی بوتلیں نکال کر کاؤنٹر پر رکھ رہا تھا اور تیسرا بوتلیں کھول کر کاؤنٹر پر سجے ہوئے گلاس بھر رہا تھا۔

جیسے ہی وہ تینوں ہال میں داخل ہوئے اور ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کی نظریں ان تینوں کے چہروں پر پڑیں تو ہال میں یکلخت جیسے سناٹا سا چھا گیا۔ وہاں موجود تمام افراد کی نظریں ان تینوں پر جم گئی تھیں اور وہ انہیں حیرت اور خوف بھری نظروں سے دیکھنا شروع ہو گئے تھے۔ وہ تینوں ہال پر اچٹتی ہوئی نظریں ڈالتے ہوئے رکے بغیر کاؤنٹر کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

''یس سر''...... آرڈر نوٹ کرنے والے کاؤنٹر مین نے ان تینوں کی جانب دیکھ کر قدرے خوف بھرے مگر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس کلب کا منیجر کون ہے''...... ایک نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔

''منیجر۔ کیا مطلب۔ کیا منیجر صاحب کا نام پوچھ رہے ہیں آپ''...... کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیا نام ہے منیجر کا''...... دوسرے نوجوان نے کہا۔

''منیجر صاحب کا نام انتھونی ہے جناب''...... کاؤنٹر مین نے اسی

انداز میں کہا۔

"مالک کون ہے اس کلب کا"...... تیسرے نوجوان نے کہا اس کا لہجہ بھی انتہائی کرخت اور سرد تھا۔

"انتھونی صاحب ہی اس کلب کے منیجر اور مالک ہیں لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں"...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

"جتنا پوچھا جا رہا ہے اتنا جواب دو۔ زیادہ بولنا تمہاری صحت کے لئے اچھا نہیں ہوگا"...... پہلے بولنے والے نوجوان نے کہا۔

"لیکن......" کاؤنٹر مین نے کہنا چاہا۔

"کہاں ہے انتھونی"...... اس سے پہلے کہ کاؤنٹر مین کچھ کہتا اس نوجوان نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ اپنے آفس میں ہیں"...... کاؤنٹر مین نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ اس سے کہو کہ اس سے ملنے ایکریمیا سے بلیک لائن آیا ہے"...... اس نوجوان نے کہا۔

"بلیک لائن"...... کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ یہ نام پہلی بار سن رہا ہو۔

"ہاں۔ کیوں تم نے یہ نام پہلے نہیں سنا"...... اس نوجوان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے دائیں بازو کی آستین اوپر کی تو اس کی کلائی پر سیاہ رنگ کے ایک شیر کا نشان دکھائی دیا جو اس کے بازو پر گدا ہوا دکھائی دے رہا تھا البتہ شیر کی آنکھیں

انتہائی سرخ تھیں جیسے خصوصی طور پر اس کی آنکھوں کو سرخ کیا گیا ہو۔

"نن نن۔ نہیں جناب۔ میں پہلی بار سن رہا ہوں یہ نام"۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"ہونہہ۔ انتھونی کو بتاؤ وہ یقیناً جانتا ہوگا۔ اس سے کہو کہ جلد سے جلد ہم سے ملاقات کرے ہم اس کے لئے ایکریمیا سے ایک بڑی ڈیل لائے ہیں"...... دوسرے نوجوان نے کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی بات کرتا ہوں"...... کاؤنٹر مین نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت اور سرد آواز سنائی دی۔

"رضا حامد بول رہا ہوں جناب۔ کاؤنٹر سے"...... کاؤنٹر مین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بولو۔ کیا بات ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا۔

"کاؤنٹر پر تین افراد موجود ہیں جناب جو آپ سے کسی ڈیل کے سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں"...... کاؤنٹر مین نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کون ہیں وہ اور کہاں سے آئے ہیں"...... دوسری طرف سے

پوچھا گیا۔

''ان کا تعلق ایکریمیا سے ہے باس اور ان میں سے ایک آدمی کا کہنا ہے کہ وہ بلیک لائن ہے''...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

''بلیک لائن۔ کیا مطلب۔ کیا بلیک لائن خود یہاں آیا ہے''۔ باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

''کیا اس نے تمہیں بلیک لائن کی کوئی نشانی دکھائی ہے''۔ دوسری طرف سے باس نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یس باس۔ اس کے دائیں بازو پر سیاہ رنگ کے شیر کا نشان گدا ہوا ہے''...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

''اوہ۔ اس نشان کو غور سے دیکھو اور شیر کی آنکھوں کے رنگ کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کس رنگ کی ہیں''...... باس نے کہا۔

''آنکھوں کا رنگ سرخ ہے باس انتہائی سرخ''...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے سامنے بلیک لائن خود موجود ہے۔ گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو۔ انہیں وہی روکو۔ میں انہیں خود ریسیو کرنے آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے باس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... کاؤنٹر مین نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔

''باس آپ کے استقبال کے لئے خود یہاں آ رہے ہیں

جناب''...... کاؤنٹر مین نے اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس نے اپنا نام بلیک لائن بتایا تھا۔ بلیک لائن نے اس کی بات سن کر خفیف سے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کی طرف دیکھنے لگا جو بار بار اس کی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور ان کی طرف دیکھتے ہی ان کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمایاں ہو جاتے تھے۔

چند لمحوں کے بعد کاؤنٹر کا بغلی دروازہ کھلا اور ایک بھاری بھرکم اور گینڈے کی طرح پلا ہوا ادھیڑ عمر آدمی نکل کر باہر آ گیا۔ وہ آدمی شکل وصورت سے ہی چھٹا ہوا بدمعاش دکھائی دے رہا تھا۔ دروازے سے نکل کر اس نے کاؤنٹر کے پاس کھڑے ان تینوں کی طرف دیکھا اور پھر وہ کسی فٹبال کی طرح لڑھکتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

''ویلکم اِن مائی کلب بلیک لائن۔ ویلکم اِن انتھونی کلب''۔ اس بھاری بھرکم آدمی نے ان تینوں کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

''تم انتھونی ہو''...... بلیک لائن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں انتھونی ہوں۔ اس کلب کا مالک اور منیجر اور کیا آپ بلیک لائن ہیں''...... ادھیڑ عمر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ان تینوں کے چہرے دیکھ کر اس کے چہرے پر بھی

قدرے خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''یس۔ میں بلیک لائن ہوں اور یہ دونوں میرے ساتھی ہیں۔ سٹالن اور گروس''...... بلیک لائن نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔ آپ تشریف لائیں۔ آفس میں چل کر بات کرتے ہیں''...... ادھیڑ عمر نے باری باری ان تینوں سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلائے اور انتھونی انہیں لے کر کاؤنٹر کے بغلی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ نکل کر باہر آیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ انتھونی کے ساتھ اس کے شاندار اور انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔

کمرے کے وسط میں ایک بڑی میز موجود تھی جس کے پیچھے اونچی نشست والی ساگوان کی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ کمرے کے سائیڈ میں سٹنگ روم کے انداز میں انتہائی قیمتی صوفے رکھے ہوئے تھے۔ انتھونی انہیں لے کر صوفوں کی طرف بڑھ گیا۔

''آئیں۔ تشریف رکھیں۔ ایکریمیا کی انڈر ورلڈ کا بے تاج بادشاہ میرے کلب میں خود چل کر آیا ہے اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے''...... انتھونی نے انتہائی خوشامد بھرے لہجے میں کہا تو وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھے اور صوفوں پر بیٹھ گئے۔ انتھونی ان کے پاس یوں کھڑا ہو گیا تھا جیسے وہ ان کا زر

خرید غلام ہو۔

''تم کیوں کھڑے ہو بیٹھو''...... بلیک لائن نے سرد لہجے میں کہا تو انتھونی شکریہ کہہ کر سر ہلاتا ہوا سامنے صوفے پر بیٹھ گیا جیسے وہ تینوں اس سے نہیں بلکہ وہ خود ان تینوں سے ان کے آفس میں ملنے آیا ہو۔

''آپ کا میرے کلب میں آنا میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں ہے اور مجھے ابھی تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہے کہ ایکریمی ریاست پنسلوانا میں جس بلیک لائن سے انڈر ورلڈ کے لوگ کانپتے ہیں وہی بلیک لائن بذات خود میرے سامنے موجود ہے''...... ادھیڑ عمر نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''تمہاری قسمت اچھی ہے انتھونی کہ بلیک لائن خود چل کر تمہارے پاس آیا ہے ورنہ اس کے ایک اشارے پر تم یہاں سے غائب ہو جاتے اور جب تمہاری آنکھ کھلتی تو تم پنسلوانا میں بلیک لائن کے کسی اڈے پر اس کے قدموں میں پڑے ہوتے''...... بلیک لائن کے ساتھی جس کا نام سٹالن تھا، نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں اور واقعی یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میرے ساتھ ایسا نہیں ہوا ہے۔ اس کے لئے میں بلیک لائن کا دل سے مشکور ہوں اور یہ میری اور زیادہ خوش نصیبی ہو گی کہ میں بلیک لائن کے لئے کسی کام آ سکوں''...... انتھونی نے اس بار قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بلیک لائن کے کام تو تمہیں آنا ہی پڑے گا مسٹر انتھونی۔ اگر تم بلیک لائن کے کام نہ آ سکے تو پھر تمہارا کیا انجام ہو گا اس کے بارے میں تم شاید سوچ بھی نہیں سکتے''...... دوسرے آدمی گروس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... انتھونی نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

''سب سمجھ جاؤ گے۔ جلدی کیا ہے''...... بلیک لائن نے کہا۔ اس کے لہجے میں اس قدر خوفناک غراہٹ تھی کہ انتھونی جیسا انسان بھی کانپ کر رہ گیا تھا۔

''سس سس۔ سوری جناب۔ میں آپ کی تواضع کرنا تو بھول ہی گیا تھا۔ فرمائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ میرے کلب میں دنیا کی بہترین اور پرانی سے پرانی نایاب شراب بھی موجود ہے''......انتھونی نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''بلیک لائن اور اس کے ساتھی سوائے اپنے کلب کے دوسرے کسی کلب کی شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے مسٹر انتھونی۔ اس لئے تمہیں کسی تکلف میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے''...... سٹالن نے کہا تو انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''گروس''...... بلیک لائن نے گروس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... گروس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے تصویریں دکھاؤ''...... بلیک لائن نے کہا تو گروس نے

اثبات میں سر ہلا کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لفافہ نکال لیا۔

''یہ دیکھو''......گروس نے لفافہ انتھونی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ انتھونی نے لفافے کو حیرت سے دیکھا اور پھر گروس سے لے لیا۔

''یہ کیا ہے''......انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''کھول کر دیکھو''...... بلیک لائن نے غرا کر کہا تو انتھونی نے سر ہلایا اور لفافے کا اوپر والا حصہ کھول لیا۔ اس نے لفافے میں دو انگلیاں ڈال کر اس میں موجود چند تصویریں نکال لیں اور پھر وہ ان تصویروں کو دیکھنے لگا۔

''یہ کن کی تصویریں ہیں''...... انتھونی نے ایک ایک تصویر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ تصویروں کی تعداد پانچ تھی اور پانچوں تصاویر غنڈے اور بدمعاش ٹائپ افراد کی تھی۔ وہ تینوں غور سے انتھونی کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہ اس کے تصویریں دیکھنے کا خصوصی طور پر ردعمل دیکھنا چاہتے ہوں لیکن انتھونی کے چہرے پر سوائے حیرت کے اور کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔

''کیوں کیا تم ان پانچوں کو نہیں جانتے''......سٹالن نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ کون ہیں یہ''...... انتھونی نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈینجر فائیو''...... گروس نے بھی اس کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

''ڈینجر فائیو۔ کون ڈینجر فائیو''...... انتھونی نے کہا تو بلیک لائن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی نظریں بھی انتھونی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں لیکن انتھونی کے چہرے پر صرف حیرت کے تاثرات موجود تھے اس لئے بلیک لائن سمجھ گیا تھا کہ انتھونی، ڈینجر فائیو کے بارے میں قطعی ناواقف ہے۔

''ان پانچوں کا تعلق ایکریمیا کے ڈینجر فائیو گینگ سے ہے اور یہ بلیک لائن کے مجرم ہیں۔ انہوں نے بلیک لائن کے ساتھ ایک بہت بڑا فراڈ کیا ہے اور بلیک لائن کا اصول ہے کہ وہ فراڈ کرنے والے کو کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑتا چاہے فراڈ کرنے والا دنیا کے کسی بھی حصے میں جا کر کیوں نہ چھپ جائے۔ بلیک لائن اسے ہر صورت میں تلاش کرتا ہے اور اسے اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارتا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق یہ پانچوں پاکیشیا میں موجود ہیں اور انہوں نے یہاں کی کسی مجرم تنظیم کے سربراہ کے پاس پناہ لے رکھی ہے اور ایک اطلاع کے مطابق ان پانچوں کو اس کلب میں بھی دیکھا گیا ہے''...... سٹالن نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ آپ یہاں مجھ سے کوئی ڈیل کرنے نہیں بلکہ ان افراد کا پتہ لگانے کے لئے آئے ہیں''...... انتھونی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اگر تم ان افراد کے بارے میں بتا دو تو میں تم سے ان کے لئے بگ ڈیل کر سکتا ہوں۔ ان افراد کے بدلے میں تمہیں لاکھوں ڈالرز دے سکتا ہوں''...... بلیک لائن نے کہا اور لاکھوں ڈالرز کا سن کر انتھونی کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

''اوہ۔ لاکھوں ڈالرز کے لئے تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ اگر یہ پانچوں میرے پاس ہوتے تو میں لاکھوں ڈالرز کے بدلے انہیں خود آپ کے حوالے کر دیتا لیکن افسوس کہ یہ میرے پاس نہیں ہے اور نہ ہی میں نے انہیں کبھی دیکھا ہے''...... انتھونی نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

''سوچ لو۔ اگر ان کے بارے میں تم کچھ بھی جانتے ہو تو بتا دو ورنہ تم بلیک لائن کی یہاں آمد کے باوجود کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکو گے''...... گروس نے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں واقعی ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''...... انتھونی نے کہا۔

''انڈر ورلڈ افراد سے تمہارا رابطہ رہتا ہے کیا تم ان میں سے کسی کی ٹپ دے سکتے ہو جو ان جیسے خطرناک بدمعاشوں کو اپنے پاس پناہ دے سکتا ہو یا ان سے کوئی کام لے سکتا ہو''...... بلیک لائن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''انڈر ورلڈ میں بے شمار مجرم گروپس ہیں۔ اب میں کس کس کا نام لوں۔ یہاں ایسی بہت سی مجرم تنظیمیں اور گروپس ہیں جو انہیں

اپنے پاس رکھ بھی سکتے ہیں اور انہیں پناہ بھی دے سکتے ہیں"۔ انتھونی نے کہا۔

"یہ ٹاپ شوٹرز اور قاتل ہیں جو اپنا ٹارگٹ ہٹ کرنے اور خاص طور پر کسی بھی ملک میں فسادات برپا کرانے کے لئے کام کرتے ہیں۔ کیا تمہاری نظر میں ایسا کوئی مجرم ہے جس نے انہیں اس مقصد کے لئے انہیں ہائر کیا ہو"...... سٹالن نے پوچھا۔

"ٹارگٹ ہٹ کرنے اور ملک میں فسادات برپا کرنے والوں کی تو یہاں بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ پاکیشیا میں بڑے سے بڑا رائفل اور بڑے سے بڑا ٹارگٹ کلر موجود ہے پھر کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ غیر ملکی ٹاپ شوٹرز کو پاکیشیا بلائے"...... انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ کسی نے انہیں کسی بڑے کام کے لئے بلایا ہو"۔ گروس نے کہا۔

"بڑا کام۔ کون سا بڑا کام"...... انتھونی نے اسی انداز میں کہا۔

"کسی بڑے آدمی کو ہلاک کرنے کا ٹارگٹ یا پھر کسی ایسی جگہ کو ٹارگٹ کرنا جس کی تباہی سے پاکیشیا کی سلامتی کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہو یا پھر ملک میں ہر طرف بدامنی اور بے گناہ لوگوں کو ہلاک کرنا اور ملک کو شدید نقصان پہنچانا تاکہ ملک مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے۔ یہ گروپ ایسے کام ہی کرتا ہے"...... سٹالن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں تو ایسا کوئی نام نہیں ہے جو ملک کو اس حد تک نقصان پہنچانے کی کوشش میں ہو کہ ملک تباہ و برباد ہو جائے"...... انتھونی نے کہا۔

"پھر بھی تمہارے ذہن میں کوئی تو ایسا نام ہو گا جو ان جیسے خطرناک مجرموں کو اپنے پاس پناہ دے سکتا ہو یا ان کا بار اٹھا سکتا ہو"...... بلیک لائن نے کہا۔

"ہاں۔ ایک آدمی ہے جو اس قدر خطرناک مجرموں کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور ان کا بوجھ اٹھا سکتا ہے"...... انتھونی نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"کون ہے وہ۔ کیا نام ہے اس کا"...... بلیک لائن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"اس کا نام مینڈاگا ہے"...... انتھونی نے کہا۔

"مینڈاگا۔ کون ہے یہ اور کیا کرتا ہے"...... گروس کے پوچھا۔

"یہ بلیو لائٹ کلب کا مالک ہے اور اس کا تعلق ساؤتھ افریقہ سے ہے۔ ان جیسے غیر ملکی اور خطرناک مجرم اسی کے کلب میں دیکھے جاتے ہیں اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ مینڈاگا اپنے کام کرانے کے لئے زیادہ تر غیر ملکی کرمنلز کو ہی استعمال کرتا ہے۔ اسے پاکیشیا کے کسی گروپ پر اعتماد نہیں ہے اور نہ ہی وہ ان سے اپنے کام کراتا ہے۔ بڑے اور خطرناک کام کرانے کے لئے وہ اسی طرح سے غیر ملکی مجرم تنظیموں سے رابطے کرتا ہے اور انہیں یہاں بلا

کر اپنے کام مکمل کراتا ہے“...... انتھونی نے کہا۔

”ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ تمہارے ذہن میں ایسا کوئی نام نہیں ہے جو غیر ملکی مجرموں کو ہائر کرتا ہو اور اب تم مینڈاگا کا نام لے رہے ہو“...... شالن نے ہونٹ چباتے ہوئے اور غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم نے غور کرنے کا کہا تو اچانک اس کا نام میرے ذہن میں آ گیا تھا“...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ کہاں ملے گا یہ مینڈاگا“...... بلیک لائن نے سرد لہجے میں کہا۔

”اس کا کلب ایم ایم روڈ کے کارنر پر ہے۔ بہت بڑی بلڈنگ ہے جہاں اور بھی دفاتر موجود ہیں۔ اس کا کلب بیسمنٹ میں ہے اور مینڈاگا اپنا زیادہ وقت اپنے کلب کے آفس میں ہی گزارتا ہے“...... انتھونی نے جواب دیا۔

”اور کوئی نام ہے تو اس کا بھی بتا دو“...... گروس نے کہا۔

”اس کے علاوہ غیر ملکی مجرموں اور مجرم تنظیموں کو پناہ دینے والی ایک عورت بھی ہے“...... انتھونی نے کہا۔

”عورت۔ کون ہے وہ عورت“...... بلیک لائن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے اس کے اصل نام کا تو علم نہیں ہے لیکن اسے مہارانی کہا جاتا ہے اور اس کا تعلق پھول نگر سے ہے۔ وہ پھول نگر کی مہارانی

ہے“...... انتھونی نے جواب دیا تو پھول نگر کا سن کر وہ تینوں چونک پڑے۔

”کیا تم اس مہارانی کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔ وہ کس قسم کے جرائم میں ملوث رہتی ہے اور مینڈاگا کے مقابلے میں وہ اپنے جرائم کرانے کے لئے کس حد تک غیر ملکی مجرموں پر انحصار کرتی ہے“...... بلیک لائن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”مہارانی ملکی اور غیر ملکی مجرموں، دونوں پر ہی بھروسہ کرتی ہے وہ کام کی نوعیت کے تحت ملکی اور غیر ملکی مجرموں کا استعمال کرتی ہے لیکن غیر ملکی مجرموں پر زیادہ انحصار مینڈاگا ہی کرتا ہے بلکہ بادی النظر میں دیکھا جائے تو اس کے ساتھ کام کرنے والے تمام کرمنل غیر ملکی ہی ہیں وہ اپنے پاس مقامی ملازمین رکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ اس کا ڈرائیور، اس کا چپڑاسی اور اس کے ساتھ جتنے بھی افراد کام کرتے ہیں وہ سب کے سب غیر ملکی ہیں اور اس کے کلب میں بھی مقامی افراد کا داخلہ ممنوع ہے۔ اس لئے اس کے کلب میں سوائے غیر ملکیوں کے کوئی دکھائی نہیں دیتا“...... انتھونی نے کہا تو بلیک لائن، شالن اور گروس نے ایک ساتھ سر ہلا دیئے۔

”تمہارا مینڈاگا سے کیا تعلق ہے“...... چند لمحے توقف کے بعد شالن نے پوچھا۔

”میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ عام معاملات میں اور نہ ہی کسی دھندے میں“...... انتھونی نے کہا۔

''اس کا اصل دھندہ کیا ہے۔ میرا مطلب ہے کیا وہ منشیات کا دھندہ کرتا ہے یا اسلحہ کا''...... گروس نے پوچھا۔

''وہ ہر قسم کے دھندے کرتا ہے۔ خاص طور پر وہ انسانی اسمگلنگ کا ماسٹر ہے۔ کسی کو بھی اس ملک سے یوں غائب کر دیتا ہے جیسے اس کا کبھی کوئی وجود ہی نہ تھا۔ بچوں کے ساتھ ساتھ وہ عورتوں کی بڑی تعداد پاکیشیا سے غائب کرا کر دوسرے ممالک میں اسمگل کر کے فروخت کرتا ہے اور ان سے بے پناہ دولت کماتا ہے''...... انتھونی نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارا مطلب ہیومن ٹریفک سے ہے''...... گروس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اسے ہیومن ٹریفک کا ماسٹر کہا جاتا ہے''...... انتھونی نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

''اگر وہ ہیومن ٹریفک کا ماسٹر ہے تو پھر اس کے خلاف اس حکومت کی کسی ایجنسی نے کام کیوں نہیں کیا اور اس کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیا''...... سٹالن نے پوچھا۔

''اس ملک میں سب چلتا ہے۔ مینڈاگا ہر کام ہاتھ پیر بچا کر کرتا ہے۔ اس کے پیچھے کئی ایجنسیاں لگی ہوئی ہیں لیکن آج تک کوئی بھی ایجنسی ہیومن ٹریفک یا پھر کسی اور دھندے میں اس کے ملوث ہونے کا کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکی ہے۔ وہ خطرناک اور انتہائی چالاک آدمی ہے اپنے پیچھے وہ ایسا کوئی کلیو نہیں چھوڑتا جو

بعد میں اس کے لئے سر درد کا باعث بنے''...... انتھونی نے کہا تو بلیک لائن ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تو کیا تمہیں یقین ہے کہ ڈینجر فائیو اسی کے ساتھ ہو سکتے ہیں''...... بلیک لائن نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ بات میں پورے یقین سے نہیں کہہ سکتا ہے۔ مینڈاگا کا چونکہ زیادہ تعلق غیر ملکی مجرموں سے رہتا ہے اس بنیاد پر میں نے اس کا نام لیا ہے۔ اب یہ پانچوں مجرم اس کے ساتھ ہیں یا نہیں اس کا میں وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا''...... انتھونی نے کہا۔

''پھر تو تمہارے پاس ایسے ذرائع بھی نہیں ہوں گے کہ تم اس بات کا پتہ چلا سکو کہ یہ پانچ افراد مینڈاگا کے ساتھ ہیں یا نہیں''۔ گروس نے کہا۔

''مینڈاگا کی حد تک ایسا ہی ہے۔ چونکہ وہ غیر ملکی افراد پر انحصار کرتا ہے اس لئے یہاں کی انڈر ورلڈ کے لوگ اس سے ہاتھ پیر بچا کر ہی رہتے ہیں اور شاید ہی کوئی ایسا ہو گا جس کا مینڈاگا سے رابطہ ہو ورنہ سب ہی اس سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں''...... انتھونی نے کہا۔

''کیوں۔ اس کی کوئی خاص وجہ''...... گروس نے چونک کر کہا۔

''مینڈاگا اس بات کو پسند نہیں کرتا ہے کہ اس کے کسی کام میں کوئی مقامی آدمی یا کوئی گروپ مداخلت کرے۔ وہ خود بھی کسی سے رابطہ رکھنا پسند نہیں کرتا ہے۔ یہ سمجھ لیں کہ اس کا تعلق انڈر ورلڈ

کے الگ حصے سے ہے جس کا وہ اکیلا ہی مالک ہے نہ کوئی اس کے کام میں مداخلت کرتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی آدمی ہمارے کسی کام میں مداخلت کرتا ہے''...... انتھونی نے کہا۔

''او کے۔ تم نے ہمیں جو معلومات دی ہیں اس کے لئے شکریہ۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں پھر تم سے رابطہ کروں گا''...... بلیک لائن نے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں اس طرح اٹھتے دیکھ کر انتھونی کے چہرے پر مایوسی پھیل گئی۔ وہ شاید اس لئے خوش ہو رہا تھا کہ ایکریمیا کا کرمنل گروپ اس سے کوئی بڑی ڈیل کرے گا لیکن یہ گروپ اس سے ڈینجر فائیو کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے سوا کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔

''تو کیا آپ یہاں صرف ڈینجر فائیو کو ہی تلاش کرنے کے لئے آئے ہیں''...... انتھونی نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم گھبراؤ نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے کلب میں ایک مخصوص اور نیا نشہ آور پاؤڈر مقبول رہا ہے جسے تم سوپر میجک کہتے ہو۔ پہلے ہم ڈینجر فائیو کو تلاش کر لیں اس کے بعد ہم پھر تمہارے پاس آئیں گے اور تم سے باقاعدہ سوپر میجک کی ڈیل کریں گے اور یہ ڈیل کم از کم دس کروڑ ڈالرز کی ہو گی''...... گروس نے اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات دیکھ کر کہا۔ دس کروڑ ڈالرز کی ڈیل کا سن کر انتھونی کا مرجھاتا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

''اوہ اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کو سوپر میجک کی سب سے اعلیٰ کوالٹی مہیا کروں گا ایسی کوالٹی جو میں نے ابھی تک پاکیشیا تو کیا اپنے کلب کے کسی ممبر کو بھی نہیں دی۔ میں اعلیٰ کوالٹی کا آپ کو ریٹ بھی مناسب دوں گا''...... انتھونی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ان تینوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''او کے۔ ہم جلد ہی واپس آ کر تمہاری اعلیٰ کوالٹی کو چیک کریں گے اور تمہارے ساتھ دس کروڑ ڈالرز کی ڈیل ڈن کر کے تمہیں کارنٹڈ چیک دے دیں گے''...... سٹالن نے مسکراتے ہوئے کہا تو انتھونی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''گڈ شو۔ میں آپ کا انتہائی بے صبری سے انتظار کروں گا''...... انتھونی نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''چلیں''...... گروس نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر انہوں نے انتھونی سے ہاتھ ملائے اور پھر اس کے دفتر سے نکلتے چلے گئے۔ انتھونی خود انہیں باہر دروازے تک چھوڑنے آیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی جیپ میں کلب کے احاطے سے نکلے جا رہے تھے۔

''کیا خیال ہے۔ کیا انتھونی کے خیال کے مطابق ڈینجر فائیو مینڈاگا کے پاس ہوں گے''...... کچھ دیر بعد بلیک لائن نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے سٹالن سے مخاطب ہو کر کہا۔ بلیک لائن تنویر تھا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا صفدر، سٹالن تھا جبکہ کیپٹن

شکیل جس نے اپنا نام گروس رکھا تھا پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

''ہوسکتا ہے۔ کیوں کیا تم کچھ اور سوچ رہے ہو''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ہاں۔ میرا دھیان دوسرے نام پر ہے''...... تنویر نے کہا۔

''دوسرے نام پر۔ کیا مطلب۔ کون سا دوسرا نام''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''مہارانی''...... تنویر نے کہا۔

''پھول نگر کی مہارانی''...... صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب بھی مس جولیا کے ساتھ پھول نگر گئے ہوئے ہیں۔ کہیں وہ بھی تو ڈینجر فائیو کے چکر میں وہاں نہیں گئے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ عمران اور جولیا کا سن کر تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہاں۔ ہوسکتا ہے کہ عمران صاحب بھی اسی کیس پر کام کر رہے ہوں''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''چھوڑو اسے اور مینڈاگا کی سوچو''...... تنویر نے سر جھٹک کر کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ جولیا کے عمران کے ساتھ ہونے کا سنتے ہی تنویر کا پارہ ہائی ہو جاتا ہے۔ اس لئے انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا کہ وہ عمران اور جولیا کے بارے میں تنویر کے

سامنے کوئی بات نہیں کریں گے۔

''مینڈاگا کا کلب غیر ملکیوں کے لئے ہے اور ہم اس وقت غیر ملکیوں کے میک اپ میں ہی ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ ہمیں اس حلیئے میں کلب میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا''۔ صفدر نے کہا۔

''بلیک لائن اور اس کے ساتھیوں کو کلب میں داخل ہونے سے روکنا مینڈاگا اور اس کے بدمعاشوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر کسی نے ہمارے سامنے دیوار بننے کی کوشش کی تو ہم اس دیوار کو پاش پاش کر کے مینڈاگا تک پہنچ جائیں گے''...... تنویر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ڈینجر فائیو کے بارے میں مینڈاگا بھی کچھ نہ جانتا ہو اور انتھونی نے کوئی پرانا بدلا چکانے کے لئے جان بوجھ کر ہمارے سامنے اس کا نام لے دیا ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے انتھونی کا چہرہ غور سے دیکھا تھا وہ سچ بول رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے بھی معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ مینڈاگا سے کوئی بدلہ لینا چاہتا ہے اور جان بوجھ کر ہمارے سامنے اس کا نام لے رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن اس نے تو محض اپنا شک ظاہر کیا تھا۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ مینڈاگا بھی انتھونی کی طرح ڈینجر فائیو کے بارے میں کچھ نہ

جانتا ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جس طرح انتھونی نے ہمیں مینڈاگا کی ٹپ دی ہے اسی طرح مینڈاگا سے بھی شاید ہمیں کوئی ٹپ مل جائے۔ ہمیں اسی طرح اندھیرے میں تیر چلانے ہوں گے جب تک ہمارا تیر نشانے پر نہیں لگ جاتا''...... تنویر نے کہا۔

''اندھیرے میں تیر چلانے کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔ نجانے یہ پانچ قاتل کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی کارروائی بھی سامنے نہیں آئی ہے جبکہ چیف کے کہنے کے مطابق وہ پچھلے کئی روز سے پاکیشیا میں موجود ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ پاکیشیا میں کسی بڑی کارروائی کرنے کے لئے پلاننگ کر رہے ہوں''...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ہر حال میں انہیں پاکیشیا میں تباہی مچانے سے روکنا ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ہمیں ان کا کوئی کلیو مل جائے اور یہ پانچوں اپنے انجام تک پہنچ جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''ان کے انجام تک ہم انہیں ضرور پہنچائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اگر ہم اسی طرح انڈر ورلڈ کے سرکردہ افراد کو ٹٹولتے رہیں تو ان کے بارے میں ہمیں کوئی نہ کوئی کلیو ضرور مل جائے گا اور وہ پانچوں جلد ہی ہمارے سامنے ہوں گے''...... تنویر نے کہا۔

''تو پھر آؤ۔ مینڈاگا سے بھی دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ دیکھیں تو

سہی کہ وہ کتنے پانی میں ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ چلو''...... تنویر نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر جیپ کا رخ ایم ایم روڈ کی طرف کر دیا جہاں ساؤتھ افریقی مجرم مینڈاگا کا بلیو لائٹ کلب تھا۔

سیٹی کی آواز سن کر کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھا ہوا ایک لمبا تڑنگا اور کسرتی جسم کا مالک غیر ملکی نوجوان چونک پڑا۔ وہ کمرے کے وسط میں آرام کرسی پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ غیر ملکی نے گاؤن پہن رکھا تھا اور اس کی آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ تھا۔ وہ آرام کرسی پر بیٹھا کافی پینے کے ساتھ ساتھ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

سیٹی کی آواز سن کر نوجوان نے چونک کر کمرے کے ایک کونے میں موجود الماری کی طرف دیکھا پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے کافی کا مگ سامنے پڑی ہوئی میز پر رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور تیز تیز چلتا ہوا الماری کی طرف بڑھا۔ الماری کے پاس پہنچ کر اس نے الماری کے پٹ کھولے اور پھر الماری کا ایک خفیہ خانہ کھول کر اس نے وہاں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اس ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔

نوجوان نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ نوجوان نے ایک اور بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر کے سپیکر سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ سپیشل کال فرام ہیڈ کوارٹر۔ ہیلو۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے آنے والی آواز بے حد تیز اور کرخت تھی۔

''یس۔ جے بی اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... نوجوان نے کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''کوڈ۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ڈبل زیرو ون۔ اوور''...... جے بی نے کہا۔

''سپیشل کوڈ بتاؤ۔ اوور''...... دوسری طرف سے نہایت سخت لہجے میں کہا گیا۔

''زیرو ون زیرو۔ اوور''...... جے بی نے جواب دیا۔

''اوکے۔ کوڈز درست ہیں۔ اب تم چیف سے بات کرو۔ اوور''...... دوسری طرف سے اسی طرح سخت لہجے میں کہا گیا۔

''اوکے۔ اوور''...... جے بی نے کہا اور ایک لمحے کے لئے دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

''ہیلو۔ چیف سپیکنگ۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی بھیڑیا انسانی آواز میں غراتا ہوا بول رہا ہو۔

''جم براؤن بول رہا ہوں چیف۔ اوور''...... نوجوان نے چیف

کی آواز سن کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا رپورٹ ہے جم۔ اوور''...... دوسری طرف سے اسی طرح غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

''یہ کنفرم ہو گیا ہے چیف کہ پاکیشیا واقعی چند مسلم ممالک کے سربراہان کی انتہائی خفیہ کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے اور اس کانفرنس کو مسلم پاور کا نام دیا گیا ہے۔ اوور''...... جم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو ہمارا شک غلط نہیں تھا کہ پاکیشیائی حکام کسی خاص مقصد کے لئے پاکیشیا میں مسلم ممالک کے سربراہان کی ایک سپیشل مگر انتہائی سیکرٹ کانفرنس کا انعقاد کر رہے ہیں۔ اوور''...... چیف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... جم نے کہا۔

''کیا یہ معلوم ہوا ہے کہ اس سیکرٹ کانفرنس میں کس کس ملک کا سربراہ شریک ہو رہا ہے۔ یہ کانفرنس کب ہو رہی ہے اور اس کا ایجنڈا کیا ہے۔ اوور''...... چیف نے اسی طرح غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

''کانفرنس کا ایجنڈا ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا ہے چیف اور نہ ہی ہمیں اس بات کا پتہ چل سکا ہے کہ اس کانفرنس میں کس کس مسلم ملک کا سربراہ شرکت کے لئے آ رہا ہے۔ البتہ ہمیں یہ ضرور پتہ چل گیا ہے کہ اگلے چند روز میں چند مسلم ممالک کے اعلیٰ حکام

جن میں صدور اور پرائم منسٹرز بھی شامل ہو سکتے ہیں خفیہ طور پر پاکیشیا پہنچیں گے اور پھر مسلم پاور کانفرنس میں شرکت کریں گے اور اس کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے وہ جس خاموشی سے پاکیشیا پہنچے ہوں گے اسی خاموشی سے واپس چلے جائیں گے۔ اوور''۔ جم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ تمہیں پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کا کیسے علم ہوا ہے اور اس کے لئے تم نے اب تک کیا کیا ہے۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''آپ کے حکم کے تحت میں نے پاکیشیا کے اہم ہستیوں پر نظر رکھنی شروع کر دی تھی چیف اور پھر میں نے ان میں سے چند مخصوص افراد کی باقاعدہ سائنسی آلات سے نگرانی کرانی شروع کر دی۔ میری خصوصی توجہ سیکرٹری خارجہ سر سلطان پر تھی اور میں کوشش کر رہا تھا کہ میں سر سلطان کی ہر ایکٹویٹی پر نظر رکھ سکوں کیونکہ مسلم پاور کانفرنس کے حوالے سے وہ بہت سرگرم دکھائی دے رہے تھے۔ میں سر سلطان تک تو رسائی حاصل نہیں کر سکا لیکن میں نے سر سلطان کے پرسنل اسسٹنٹ کو اس کی رہائش گاہ میں جا کر دبوچ لیا جس کا نام کامران بخاری ہے۔ میں نے کامران بخاری پر شدید تشدد کیا اور اس کی زبان کھلوانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس سے مجھے یہی معلومات ملی ہیں کہ پاکیشیا میں چند روز بعد سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے جسے پوری دنیا سے خفیہ رکھا جا رہا

ہے۔ اس کانفرنس میں چند مسلم ممالک کے صدور اور وزرائے اعظم شرکت کے لئے خفیہ انداز میں آئیں گے اور کانفرنس میں شرکت کرنے کے بعد اسی خفیہ انداز میں واپس چلے جائیں گے۔ میں نے کامران بخاری کو لاکھ کریدا کہ کسی طرح اس سے مسلم پاور کانفرنس کی معلومات حاصل کر سکوں لیکن وہ اس کانفرنس کے حوالے سے مزید کچھ نہیں جانتا ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق مسلم پاور کانفرنس کے بارے میں اسے بھی اتفاق سے ہی علم ہوا تھا۔ سر سلطان اپنے سپیشل سیل فون پر پاکیشیائی پرائم منسٹر سے بات کر رہے تھے۔ پرائم منسٹر سے بات کرنے سے پہلے سر سلطان نے کامران بخاری سے انٹرکام پر ایک فائل منگوائی تھی۔ وہ شاید انٹرکام کا بٹن پریس کر کے اسے بند کرنا بھول گئے تھے۔ جب کامران بخاری انہیں فائل دے کر گیا تو اسی وقت سر سلطان کے سپیشل سیل فون پر پاکیشیائی پرائم منسٹر کی کال آ گئی۔ چونکہ انٹرکام سر سلطان کے آفس سے آن تھا جسے کامران بخاری آف نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ اپنے کمرے میں خاموشی سے بیٹھ گیا اور سر سلطان اور پرائم منسٹر کے درمیان ہونے والی بات چیت سننے لگا۔ اس نے سر سلطان اور پرائم منسٹر کی جو باتیں سنی تھیں اس کے کہنے کے مطابق پرائم منسٹر، سر سلطان کو ہدایات دے رہے تھے کہ پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کے لئے جو انتظامات کئے گئے ہیں انہیں وہ خود جا کر چیک کریں تا کہ ان میں کوئی خامی یا کمی رہ گئی ہو تو

اسے دور کیا جا سکے۔ پرائم منسٹر نے سر سلطان کو یہ ہدایات بھی دی تھیں کہ سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس میں شرکت کے لئے آنے والے مسلم ممالک کے سربراہان کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری ان پر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ہو گی اس لئے وہ ایسے فول پروف انتظامات کریں کہ غیر ملکی ایجنٹوں کو نہ مسلم ممالک کے سربراہان کی پاکیشیا آمد کا علم ہو سکے اور نہ ہی اس سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کے انعقاد کا پتہ چلے۔ جس پر سر سلطان نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے خود اس کانفرنس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اس لئے وہ بے فکر رہیں۔ ایکسٹو کسی بھی صورت میں اس سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس پلان کو لیک آؤٹ نہیں ہونے دے گا اور نہ ہی کسی کو اس بات کا پتہ چلے گا کہ اس کانفرنس میں کس کس ملک کا سربراہ شریک ہوا تھا اور اس کانفرنس کا مقصد کیا تھا۔ اوور“...... جم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو کیا کامران بخاری نے اس حوالے سے سر سلطان سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ اوور“...... چیف نے غرا کر پوچھا۔

”نو چیف۔ کامران بخاری بھی حیران تھا کہ آخر پاکیشیا میں مسلم ممالک کے سربراہان کی کانفرنس کس مقصد کے لئے منعقد کی جا رہی ہے اور اس کانفرنس میں کس کس ملک کا سربراہ شریک ہو گا اور اس کانفرنس کو اس قدر خفیہ کیوں رکھا جا رہا ہے۔ اسے یہ سب جاننے کا اشتیاق ضرور تھا لیکن وہ ایک محبِ وطن تھا اور پھر اس میں

اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ سر سلطان سے اس کانفرنس کے حوالے سے کچھ پوچھ سکے۔ اس لئے اس نے سر سلطان کو اس بات کا بھی احساس نہیں ہونے دیا تھا کہ اس نے ان کی اور پرائم منسٹر کی باتیں سنی ہیں۔ کچھ ہی دیر میں سر سلطان اپنے آفس سے آف کر کے چلے گئے تو کامران بخاری نے ان کے آفس میں جا کر خود ان کا انٹرکام سسٹم آف کر دیا تاکہ سر سلطان کو اس بات کا بھی پتہ نہ چل سکے کہ ان سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اوور''...... جم نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ سر سلطان جانتا ہے کہ پاکیشیا میں خفیہ طور پر مسلم ممالک کے سربراہان کی کانفرنس کس لئے ہو رہی ہے اور اس کانفرنس کا اصل ایجنڈا کیا ہے۔ اوور''...... چیف نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''یس چیف۔ سر سلطان، سیکرٹری خارجہ ہیں اور اس کانفرنس کی سیکورٹی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ان کی ہدایات پر متعین کیا جا رہا ہے اس لئے وہ یقیناً اس کانفرنس کے بارے میں سب کچھ جانتے ہوں گے۔ اوور''...... جم نے کہا۔

''تو پھر تم نے اب تک اسے گھیرنے اور اس سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی نانسنس۔ جب تمہیں پتہ ہے کہ سر سلطان مسلم پاور کانفرنس کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے تو پھر تمہیں چاہئے تھا کہ تم فوری طور پر اسے ٹریپ کرتے اور اس کی زبان کھلواتے۔ نانسنس۔ اوور''...... چیف نے غرا کر کہا۔

''میں اس کے لئے کام کر رہا ہوں چیف۔ میرا سیکرٹریٹ میں داخل ہونا مشکل ہے لیکن میں نے سر سلطان کی رہائش گاہ کا پتہ چلا لیا ہے اور میں نے انہیں اغوا کرنے کی پوری پلاننگ بنا لی ہے اور میں جلد ہی انہیں اغوا کر لوں گا۔ سر سلطان بوڑھے انسان ہیں اس لئے میں ان پر تشدد کر کے ان سے کچھ نہیں اگلوا سکتا۔ ان سے معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے ان کا مائنڈ اسکین کرنا پڑے گا انہیں اپنی ٹرانس میں لینا پڑے گا اور یہ کام میں اپنے ٹھکانے پر ہی کر سکتا ہوں جہاں اس کام کے لئے میں نے تمام انتظامات مکمل کر رکھے ہیں۔ اوور''...... جم نے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ تم سر سلطان کا مائنڈ اسکین کر کے اس سے سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کے بارے میں سب کچھ اگلوا لو گے۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میرے پاس۔ پلس ہنڈرڈ مشین موجود ہے جس سے مضبوط سے مضبوط اعصاب کے مالک انسان کو گہری نیند سلا کر اس کی مائنڈ میموری کو چیک کیا جا سکتا ہے چاہے وہ ہپنا ٹائٹس کیوں نہ جانتا ہو اور اس نے اپنا مائنڈ لاک ہی کیوں نہ کر رکھا ہو۔ اس ہنڈرڈ مشین میں ایسا سسٹم موجود ہے جو لاکڈ مائنڈ کو خود بخود کھول سکتا ہے۔ سر سلطان ایک بوڑھے انسان ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ میں آسانی سے پلس ہنڈرڈ مشین سے ان کا مائنڈ واش کر لوں گا۔ اگر ان کا مائند لاکڈ بھی ہوا تو میں ہنڈرڈ پلس

مشین سے لاک ری بیک کر کے ان سے سب کچھ اگلوا لوں گا۔ سر سلطان سے ہونے والی بات چیت کی میں مائیکرو فلم بنا لوں گا اور وہ فلم لے کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ سر سلطان سے مجھے سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کے حوالے سے ہر اس بات کا پتہ چل جائے گا جو آپ جاننا چاہتے ہیں کہ اس کانفرنس کا اصل مقصد کیا ہے۔ اس کانفرنس میں کس کس ملک کا سربراہ شریک ہو رہا ہے اور یہ کانفرنس پاکیشیا میں کس جگہ منعقد کی جا رہی ہے اور اس کی سیکورٹی کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔ اوور''...... جم نے کہا۔

''گڈ شو۔ تمہارا یہ کام کب تک پورا ہو جائے گا۔ اوور''۔ چیف نے پوچھا۔

''آج رات کو میں انہیں اغوا کر لوں گا اور پھر ان کے مائنڈ کی چیکنگ میں بھی مجھے چار سے پانچ گھنٹے درکار ہوں گے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اڑتالیس گھنٹوں کا وقت دے دیں۔ اڑتالیس گھنٹوں کے بعد میں سر سلطان سے حاصل کردہ معلومات ریکارڈ شدہ مائیکرو فلم کی شکل میں لے کر خود آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اوور''...... جم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اڑتالیس کا مطلب اڑتالیس گھنٹے ہی ہونا چاہئے۔ اس سے زیادہ میں ویٹ نہیں کروں گا۔ سمجھے تم۔ اوور''...... چیف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ اڑتالیسویں گھنٹے سے پہلے ہی میں مائیکرو فلم کے ساتھ آپ کے سامنے ہوں گا۔ اوور''...... جم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''تھینک یو چیف۔ اوور''...... جم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''سنو۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کل یا پھر پرسوں منعقد ہو جائے اور ایکریمیا کسی بھی صورت میں سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کے حق میں نہیں ہے۔ ایکریمیا چاہتا ہے کہ جس طرح پاکیشیا خفیہ طور پر مسلم ممالک کے سربراہان کی سیکرٹ کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے اسی خفیہ طریقے سے اس کانفرنس کو یا تو ملتوی کرا دیا جائے یا پھر اس کانفرنس کو ہر صورت میں سبوتاژ کر دیا جائے لیکن کانفرنس سبوتاژ ہونے سے پہلے ایکریمیا یہ ضرور جاننا چاہتا ہے کہ اس کانفرنس کا مقصد کیا ہے اور پاکیشیا نے کس مقصد کے لئے مسلم ممالک کے سربراہان کی کانفرنس بلائی ہے۔ جب تک کانفرنس کے ایجنڈے کا پتہ نہیں چل جاتا اس وقت تک ایکریمیا اس کانفرنس کو سبوتاژ نہیں کرنا چاہتا اور اس کانفرنس کو وقتی طور پر ملتوی رکھنا چاہتا ہے تاکہ ہم اس بات کا پتہ لگا سکیں کہ پاکیشیا میں ہونے والی مسلم سربراہوں کی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کا ایجنڈا کیا ہے۔ اس کانفرنس کو وقتی طور پر روکنے اور مسلم ممالک کے سربراہان کو پاکیشیا میں پہنچنے سے روکنے کے لئے

میں نے پاکیشیا میں ایک مجرم تنظیم ڈینجر فائیو بھیج رکھی ہے تاکہ وہ پاکیشیا میں ایسی کارروائیاں شروع کر دیں جس سے پاکیشیا کا سکون غارت ہو جائے اور پاکیشیا میں ہر طرف بدامنی اور دہشت پھیل جائے۔ سڑکیں اور بازار انسانی خون سے رنگین ہو جائیں اور پاکیشیا میں موت کا کھیل شروع ہو جائے۔ پاکیشیا میں ہونے والی تباہ کاریوں کی وجہ سے ہر طرف سیکورٹی رسک کی صورتحال پیدا ہو جائے گی اور سیکورٹی رسک کی وجہ سے مسلم ممالک سے آنے والے سربراہان یقینی طور پر خوفزدہ ہو جائیں گے اور ممکن ہے کہ وہ پاکیشیا کی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس میں شرکت سے ہی انکار کر دیں۔ اس کے باوجود اگر وہ سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس میں شرکت کے لئے پہنچتے ہیں اور پاکیشیا میں ہونے والی یہ کانفرنس ایکریمیا یا ایکریمیا کے اتحادیوں کے خلاف کی جاتی ہے یا مسلم ممالک کو ون یونٹ بنانے کا پلان بنایا جاتا ہے یا پھر ایک بار پھر مسلم ممالک مشترکہ مسلم کرنسی کے لئے مسلم بنک بنانے کا منصوبہ بنایا جاتا ہے تو پھر اس کانفرنس کو ہمیں ہر صورت میں سبوتاژ کرنا ہو گا تاکہ خفیہ طور پر آئے ہوئے مسلم ممالک کے تمام سربراہان ایک ساتھ ہلاک ہو جائیں۔ ان کی ہلاکت کا سارا الزام پاکیشیا پر آئے گا اور پاکیشیا نہ صرف پوری دنیا میں بدنام ہو جائے گا بلکہ آئندہ کسی بھی ملک کا سربراہ اس طرح پاکیشیا آ کر کسی کانفرنس میں شریک ہونے سے گریز کرے گا۔ ایکریمین حکام نے اس میٹنگ کے بارے میں تمام تر

معلومات حاصل کرنے اور اس میٹنگ کو روکنے یا سبوتاژ کرنے کا ٹاسک مارشل ایجنسی کو دیا ہے اور تم مارشل ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ ہو۔ اسی لئے میں نے تمہیں پاکیشیا اس سپیشل مشن پر بھیجا ہے تاکہ تم اس کانفرنس کے محرکات کا پتہ لگاؤ اور ضرورت پڑنے پر اس کانفرنس کو منعقد ہونے سے روک سکو یا اسے سبوتاژ کر سکو۔ تمہاری معاونت کے لئے ڈینجر فائیو پاکیشیا میں تباہی پھیلائیں گے تاکہ پاکیشیا کی تمام سروسز اور ایجنسیوں کا دھیان ڈینجر فائیو کی طرف مبذول رہے اور تم اطمینان سے اپنا کام کر سکو۔ تمہیں یہ سب کیسے کرنا ہے یہ تم بخوبی جانتے ہو اور مجھے یقین ہے کہ جس طرح تم نے یورپ میں اپنے مشنز میں کامیابیاں حاصل کی ہیں اسی طرح تم پاکیشیا کے اس مشن میں بھی کامیابی حاصل کرو گے اور ہر قیمت پر پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کو روکنے یا اسے سبوتاژ کرنے میں کامیاب رہو گے۔ اوور''۔ چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ نے مجھ پر جو اعتماد کیا ہے میں آپ کے اس اعتماد پر ہر حال میں پورا اتروں گا اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی جان دے دوں گا لیکن پاکیشیا میں کسی بھی حال میں سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس منعقد نہیں ہونے دوں گا۔ ایک بار مجھے اس بات کا پتہ چل جائے کہ یہ کانفرنس کس مقصد کے لئے ہو رہی ہے اس کے بعد میں اس کانفرنس کو روکنے یا پھر اسے مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کر دوں گا۔ اوور''۔ جم

نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ اب تم اپنا کام شروع کر دو اور جلد از جلد سر سلطان سے کانفرنس کی تمام معلومات کی ویڈیو ٹیپ لے کر میرے پاس پہنچ جاؤ تاکہ ہم اس بات کا فیصلہ کر سکیں کہ ہمیں اس کانفرنس کے خلاف کیا کرنا ہے۔ اوور"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... جم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اور کوئی بات۔ اوور"...... چیف نے پوچھا۔

"یس چیف۔ کانفرنس کے حوالے سے تو میں تمام معلومات حاصل کر لوں گا لیکن جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ کانفرنس آج اور کل میں بھی منعقد ہو سکتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں سر سلطان کا منہ کھلوا کر اس سے ملنے والی معلومات لے کر آپ کے پاس پہنچوں اور ادھر مسلم ممالک کے سربراہ پہنچ جائیں اور وہ راتوں رات کانفرنس میں شریک ہو کر نکل جائیں۔ اس لئے میں جب تک ویڈیو ٹیپ لے کر آپ سے مل کر واپس پاکیشیا نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک اس کانفرنس کو روکنا بے حد ضروری ہے اور یہ کانفرنس سیکورٹی رسک کی وجہ سے ہی روکی جا سکتی ہے۔ اوور"...... جم نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ بولو۔ تم کیا چاہتے ہو۔ اوور"...... چیف نے مخصوص انداز میں کہا۔

"ڈینجر فائیو اگر پاکیشیا میں ہیں تو پھر آپ انہیں کال کر دیں

کہ وہ آج سے بلکہ ابھی سے اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دیں تاکہ پاکیشیا میں ہر طرف بدامنی اور دہشت کے سائے پھیل جائیں اور پاکیشیا میں سیکورٹی رسک اس حد تک بڑھ جائے کہ مسلم ممالک سے آنے والے سربراہان فوری طور پر یہاں آنے سے گریز کریں۔ اس طرح ہمیں بھی اس میٹنگ کو سبوتاژ کرنے کے لئے وقت مل جائے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ سیکورٹی رسک کی وجہ سے مسلم ممالک کے سربراہان قطعی طور پر پاکیشیا آنے سے انکار کر دیں اور یہاں کبھی ایسی کسی کانفرنس کا انعقاد ہی نہ ہو سکے جس سے ایکریمیا اور اس کے حلیف ممالک کو تشویش ہے۔ اوور"...... جم نے سنجیدگی سے کہا۔

"اگر ان کی کانفرنس کا مقصد تمام مسلم ممالک کو یکجا کر کے ون یونٹ بنانا ہے اور مسلم کرنسی کو فروغ دینا ہے تو پھر یہ کانفرنس آج نہیں تو کل ضرور کی جائے گی اور اگر ہم وقتی طور پر اس کانفرنس کو سیکورٹی رسک کی وجہ سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ ایسی کانفرنس آئندہ پاکیشیا کی بجائے کسی اور مسلم ملک میں کی جائے اور ظاہر ہے یہ کانفرنس خفیہ ہی ہو گی اس لئے اس کانفرنس کا سپوتاژ ہونا ضروری ہے تاکہ کوئی اور ملک بھی ایسی کسی کانفرنس کا انعقاد نہ کر سکے۔ بہرحال اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنا ہے یا نہیں اس کا فیصلہ سر سلطان کی ریکارڈ شدہ ویڈیو دیکھ کر کیا جائے گا فی الحال جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہو گا۔ میں ڈینجر فائیو کے

ڈی جان سے کہہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی کارروائیوں کا فوری طور پر آغاز کر دے تاکہ پاکیشیا میں فوری طور پر کسی ملک کا سربراہ نہ پہنچ سکے اور پاکیشیا بھی فوری طور پر کانفرنس کا انعقاد نہ کر سکے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ تھینک یو چیف۔ اوور''...... جم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ چیف نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ جم نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے بھی اپنا ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور خود اعتمادی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ اپنے اقدامات سے مکمل طور پر مطمئن ہو۔

لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا مالک سیاہ فام مینڈاگا اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کا انہماکی سے مطالعہ کرنے میں مصروف تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

میز پر سرخ اور سفید رنگ کے دو فون سیٹ پڑے ہوئے تھے۔ گھنٹی سفید رنگ کے فون کی بج رہی تھی۔ مینڈاگا نے ہاتھ میں پکڑا ہوا قلم فائل پر رکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر سفید فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... مینڈاگا نے انتہائی کرخت اور سخت لہجے میں کہا۔

''سنگھا بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''یس بولو۔ کیوں کال کی ہے''...... مینڈاگا نے اسی طرح کرخت انداز میں پوچھا۔

''ایکریمیا کی ریاست پنسلوانیا سے بلیک لائن گروپ کے تین

افراد آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ان میں گروپ کا باس بلیک لائن خود بھی موجود ہے''...... سنگھا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بلیک لائن۔ یہاں پاکیشیا میں۔ کیا مطلب''...... مینڈاگا نے چونکتے ہوئے اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ میرے سامنے بیٹھے ہیں باس۔ آپ کہیں تو میں آپ کی ان سے بات کراؤں''...... سنگھا نے کہا۔

''کراؤ بات''...... مینڈاگا نے غرا کر کہا۔

''یس باس۔ یہ بات کریں''...... سنگھا نے کہا۔

''بلیک لائن بول رہا ہوں''...... دوسرے لمحے رسیور میں ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو مینڈاگا نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''مینڈاگا بول رہا ہوں''...... مینڈاگا نے بھی جواباً غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تم سے ملنا چاہتا ہوں مینڈاگا''...... بلیک لائن نے کہا۔

''کس سلسلے میں''...... مینڈاگا نے سرد لہجے میں کہا۔

''تم سے ایک ڈیل کرنی ہے''...... بلیک لائن نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

''کیسی ڈیل''...... مینڈاگا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا میں تم نے شراب کا ایک سپیشل برانڈ تیار کیا ہے جسے تم ریڈ گلاس کہتے ہو''...... بلیک لائن نے کہا۔

''ہاں۔ یہ شراب ہمارے کلب کی مخصوص شراب ہے اور یہ

شراب صرف ہم ہی تیار کرتے ہیں''...... مینڈاگا نے کہا۔

''پنسلوانیا میں مجھے پاکیشیا سے آنے والے ایک دوست نے ریڈ گلاس کی ایک بوتل گفٹ کی تھی۔ میں نے یہ شراب پی ہے۔ شراب اعلیٰ کوالٹی کی ہے اور اس جیسی شراب ایکریمیا کی کسی ریاست میں موجود نہیں ہے۔ اس شراب میں تم نے نجانے کیا ملا رکھا تھا جو مجھے خصوصی طور پر ایکریمیا سے تمہارے پاس کھینچ لائی ہے اس لئے میں تم سے ریڈ گلاس کی ایک بگ ڈیل کرنا چاہتا ہوں اور ہو سکتا ہے کہ میں تم سے ایکریمیا کی تمام ریاستوں میں ریڈ گلاس کی سپلائی کی ڈیل کر لوں''...... بلیک لائن نے سپاٹ لہجے میں کہا تو مینڈاگا کی آنکھوں میں بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا واقعی تم ایکریمیا کی تمام ریاستوں میں ریڈ گلاس کی سپلائی کے لئے مجھ سے ڈیل کرنا چاہتے ہو''...... مینڈاگا نے کہا۔

''بلیک لائن چاہے تو ریڈ گلاس کے لئے ایکریمیا کی تمام ریاستوں کے ساتھ یورپ، گریٹ لینڈ، کارمن اور کرانس کی سپلائی کے لئے بھی تم سے ڈیل کر سکتا ہے۔ نانسنس۔ ڈیل کرنی ہے تو مجھے اپنے پاس بلاؤ فوراً ورنہ میں جس طرح یہاں آیا ہوں اسی طرح واپس بھی چلا جاؤں گا''...... بلیک لائن نے غرا کر کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ تم رکو۔ میں تمہیں ابھی اپنے آفس میں بلاتا ہوں۔ تم مجھے صرف پانچ منٹ دے دو۔ صرف پانچ منٹ۔ اس

سے زیادہ نہیں‘‘...... مینڈاگا نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں پانچ منٹ انتظار کر لوں گا‘‘...... بلیک لائن نے خشک لہجے میں کہا۔

’’شکریہ‘‘...... مینڈاگا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

’’ہونہہ۔ اس کی آواز سے تو مجھے نہیں لگ رہا ہے کہ یہ بلیک لائن ہے۔ میں نے بلیک لائن کو تو نہیں دیکھا لیکن ایک مرتبہ میری فون پر اس سے بات ہوئی تھی وہ انتہائی خوفناک انداز میں اور پھاڑ کھانے والے لہجے میں بات کرتا ہے۔ اس کی آواز میں سرد مہری اور خشک پن ضرور ہے لیکن اس کے لہجے میں وہ کاٹ نہیں ہے جو بلیک لائن کی آواز میں ہے۔ مجھے اس کے لئے تصدیق کرنی چاہئے کہ واقعی پنسلوانا کا اصل بلیک لائن یہاں آیا ہے یا شیر کی کھال میں کوئی اور چھپا ہوا ہے‘‘...... مینڈاگا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

’’یس۔ انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’ایکریمین ریاست پنسلوانا کا رابطہ نمبر بتاؤ‘‘...... مینڈاگا نے کرخت لہجے میں کہا۔

’’ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز‘‘...... آپریٹر نے کہا اور پھر اس

نے چند لمحوں کے بعد ایکریمین ریاست پنسلوانا کا رابطہ نمبر اسے نوٹ کرا دیا۔ مینڈاگا نے نمبر نوٹ کر کے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور پھر وہ آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔

’’یس پنسلوانا انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ ملتے ہی ایکریمین ریاست پنسلوانا کے انکوائری سیکشن کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

’’مجھے گالف روڈ پر موجود لائن کلب کا نمبر چاہئے‘‘...... مینڈاگا نے کہا۔

’’اوکے۔ ہولڈ آن پلیز‘‘...... آپریٹر نے کہا اور پھر چند لمحے توقف کے بعد اس نے ایک نمبر نوٹ کرا دیا۔ مینڈاگا نے ایک بار پھر کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور پھر وہ آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔

’’لائن کلب‘‘...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

’’پاکیشیا سے بلیو لائٹ کلب کا مالک مینڈاگا بول رہا ہوں۔ بلیک لائن سے میری بات کراؤ۔ جلدی‘‘...... مینڈاگا نے کرخت لہجے میں کہا۔

’’کس سلسلے میں بات کرنی ہے‘‘...... دوسری طرف سے اسی لہجے میں پوچھا گیا۔

’’اہم معاملہ ہے۔ تم بات کراؤ میری‘‘...... مینڈاگا نے کہا۔

’’اوکے۔ ہولڈ کرو‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رسیور میں

ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''یس بلیک لائن سپیکنگ''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر مینڈاگا بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے تھے۔

''اوہ۔ تو میرا شک درست تھا''...... مینڈاگا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''شک۔ کیسا شک۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم''...... بلیک لائن نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''سوری بلیک لائن۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری۔ بات اصل میں یہ ہے کہ پاکیشیا میں موجود میرے کلب میں ایک آدمی دو افراد کے ساتھ آیا ہے اور وہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ پنسلوانا کا بلیک لائن ہے۔ میری اس سے فون پر بات ہوئی ہے اور وہ شاید یہ نہیں جانتا ہے کہ میری پہلے بھی تم سے فون پر بات ہو چکی ہے۔ مجھے اس کے بولنے کے انداز پر شک ہوا تھا اس لئے میں نے تصدیق کرنے کے لئے تمہیں کال کی ہے اور تمہاری آواز سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہاں آنے والا بلیک لائن نہیں ہے بلکہ شیر کی کھال میں چھپی ہوئی کوئی بھیڑ ہے''...... مینڈاگا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کون ہے وہ جس نے میرا نام استعمال کیا ہے''۔ بلیک

لائن نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ لیکن اب مجھے اس سے جان پہچان کرنی پڑے گی کہ وہ تمہارے روپ میں یہاں کیوں آیا ہے اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے''...... مینڈاگا نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر وہ پنسلوانا میں ہوتا تو میرا نام استعمال کرنے کے جرم میں، میں اس کے ٹکڑے اُڑا دیتا۔ پنسلوانا میں ایک ہی بلیک لائن ہے جو میں ہوں اور میں پاکیشیا میں نہیں پنسلوانا میں ہی موجود ہوں''...... بلیک لائن نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں اور اب میں اس نقلی لائن کا ایسا حشر کروں گا کہ اس کی نسلیں بھی ساری زندگی کانپتی رہیں گی''...... مینڈاگا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں جو کرنا ہے کرو۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔ بلیک لائن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

''ہونہہ۔ کون ہو سکتا ہے یہ جو بلیک لائن بن کر مجھ سے بگ ایل کرنا چاہتا ہے''...... مینڈاگا نے رسیور رکھ کر غصے اور پریشانی کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سفید فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس باس۔ حکم''...... سنگھا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہاں ہے بلیک لائن''...... مینڈاگا نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''میرے پاس ہی بیٹھے ہیں باس''...... سنگھا نے جواب دیا۔

''انہیں لے کر میرے پاس آؤ''...... مینڈا گا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھتے ہی اس نے میز کے نیچے ہاتھ ڈالا اور وہاں لگے ہوئے چند بٹن پریس کر دیئے۔ بٹن پریس ہوتے ہی کمرے میں ایک لمحے کے لئے نیلے رنگ کی روشنی نمودار ہوئی اور پھر ختم ہو گئی اور ساتھ ہی کمرے میں انتہائی خوشگوار اور مسحور کن خوشبو پھیل گئی۔

''اب ان کے پاس اسلحہ ہوا تو وہ ان کے کسی کام نہیں آئے گا اور اگر انہوں نے مجھے نقصان پہنچانے اور کسی گیس سے بے ہوش کرنے کی کوشش کی تو ان کی یہ کوشش بھی بے کار جائے گی''۔ مینڈا گا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

''یس۔ کم اِن''...... مینڈا گا نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور تین انتہائی بھیانک چہروں والے نوجوان اندر داخل ہوئے۔ ان افراد کے چہروں پر وحشت اور بربریت کے تاثرات نمایاں تھے اور ان کے جسم انتہائی طاقتور اور مضبوط دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک بدمعاش تھا جس نے سیاہ پتلون اور سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔

''میں انہیں لے آیا ہوں باس''...... بدمعاش نے کہا جو مینڈا گا کا اسسٹنٹ سنگھا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور آپ تشریف رکھیں''...... مینڈا گا نے

پہلے سنگھا سے اور پھر آنے والے تین بدمعاش ٹائپ افراد سے مخاطب ہو کر کہا جو غور سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ تینوں اس کے کہنے پر اس کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''آپ میں بلیک لائن کون ہے''...... مینڈا گا نے ان تینوں کی طرف دیکھ کر انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

''میں ہوں بلیک لائن''...... دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اور یہ دونوں''...... مینڈا گا نے اس کے دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ میرے ساتھی ہیں۔ یہ سٹالن ہے اور یہ گروس ہے''۔ بلیک لائن نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ تو تم یہاں مجھ سے ریڈ گلاس کی ڈیل کرنے آئے ہو''...... مینڈا گا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں''...... بلیک لائن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ریڈ گلاس کے دو مختلف فلیورز ہیں۔ تمہیں کون سا فلیور پسند ہے''...... مینڈا گا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

''ریڈ فلیور''...... بلیک لائن نے جواب دیا۔

''او کے۔ کتنی بوتلیں درکار ہیں''...... مینڈا گا نے پوچھا۔

''فرسٹ سپلائی کے لئے دس لاکھ بوتلیں کافی ہیں''...... بلیک

لائن نے کہا۔ وہ اور اس کے دونوں ساتھی غور سے کمرے کو چاروں طرف سے دیکھ رہے تھے جیسے وہ کمرے کی ساخت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے ہوں۔

''دس لاکھ بوتلیں۔ اوہ۔ کیا تم اکٹھی دس لاکھ بوتلوں کی پے منٹ کر سکتے ہو۔ یہاں ایک بوتل کی قیمت دو سو ڈالر ہے''۔ مینڈاگا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جانتا ہوں۔ اسی لئے تو فرسٹ سپلائی کے طور پر تم سے دس لاکھ بوتلوں کی ڈیمانڈ کی ہے۔ بولو پوری کر سکتے ہو میری ڈیمانڈ ایک ہفتے میں''...... بلیک لائن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ایک ہفتے میں دس لاکھ بوتلیں۔ نہیں۔ یہ بہت کم وقت ہے۔ دس لاکھ بوتلوں کے لئے تمہیں کم از کم ایک ماہ کا وقت دینا ہوگا۔ یہاں بجلی کا بہت بڑا بحران ہے۔ بجلی کے بحران کی وجہ سے مشینری کام نہیں کرتی اور ایک ہفتے میں سپیشل ریڈ گلاس کی بوتلیں تیار کرنا ناممکن ہے''...... مینڈاگا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

''تب پھر کوئی فائدہ نہیں۔ مجھے ہر ہفتے دس لاکھ بوتلیں درکار ہیں۔ اگر مہیا کر سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں تم سے کوئی ڈیل نہیں کروں گا''...... بلیک لائن نے سرد لہجے میں کہا۔

''سوری۔ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے''...... مینڈاگا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ پھر ہمارا یہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ تم بلیک لائن سے بگ ڈیل نہیں کر سکے''...... بلیک لائن نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا جسم کرسی سے چپک گیا ہو۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اٹھنے کی کوشش کی لیکن ان کا بھی وہی حال ہوا۔ انہیں اٹھنے کی کوشش کرتے دیکھ کر مینڈاگا زہریلے انداز میں ہنسنے لگا۔

''کیا ہوا بلیک لائن۔ تمہارے چہرے کا رنگ کیوں بدل گیا ہے''...... مینڈاگا نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تم نے کیا کیا ہے مینڈاگا۔ ہم ان کرسیوں سے اٹھنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر......'' بلیک لائن نے غراتے ہوئے کہا۔

''مگر۔ مگر کیا''...... مینڈاگا نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ سب تم نے جان بوجھ کر کیا ہے اور تم نے ان کرسیوں کی میگنٹ ریز آن کی ہے تاکہ ہم اٹھ نہ سکیں''...... بلیک لائن نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ جب تک میں میگنٹ ریز آف نہیں کروں گا تم ان کرسیوں سے نہیں اٹھ سکتے''...... مینڈاگا نے سرد لہجے میں کہا۔

''جب تم ہم سے کوئی ڈیل ہی نہیں کر رہے تو پھر یہ سب کرنے کا تمہارا کیا مقصد ہے۔ کیوں جکڑا ہے تم نے ہمیں''۔ سٹالن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہاری اصلیت جاننے کے لئے''...... مینڈاگا نے سرد لہجے

میں جواب دیا۔

''اصلیت۔ کیا مطلب۔ کیسی اصلیت''...... گروس نے چونک کر کہا۔ اس کے ساتھی بھی چونک پڑے تھے۔

''میری ابھی پنسلوانا کے بلیک لائن سے بات ہوئی ہے۔ وہ پنسلوانا میں ہی موجود ہے''...... مینڈاگا نے اسی انداز میں کہا تو بلیک لائن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو تم نے پانچ منٹ اسی لئے مانگے تھے کہ تم پنسلوانا فون کر کے بلیک لائن سے بات کر سکو''...... بلیک لائن نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے تمہارے بولنے کے انداز پر شک ہوا تھا۔ میری کافی عرصہ پہلے بلیک لائن سے بات ہوئی تھی۔ میں اس کا لب و لہجہ پہچانتا ہوں۔ جب تم نے کہا کہ تم ایکریمین ریاست پنسلوانا سے آئے ہو اور بلیک لائن ہو تو مجھے بے حد حیرت ہوئی تھی اور پھر تمہاری اس بات نے بھی مجھے چونکا دیا تھا کہ تم ایکریمیا کے لئے ریڈ گلاس کی بگ ڈیل کرنا چاہتے ہو جبکہ میرے ریڈ گلاس برانڈز کے دونوں فلیور ایکریمیا اور خاص طور پر پنسلوانا میں فلاپ ہو چکے ہیں''...... مینڈاگا نے کہا تو بلیک لائن جو تنویر تھا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں مانتا ہوں کہ میں بلیک لائن نہیں ہوں لیکن یہ بھی درست ہے کہ میں تم سے یہاں ریڈ گلاس کی ڈیل کے

لئے آیا ہوں۔ بگ ڈیل کے لئے اور میری یہ ڈیل ایکریمیا کے لئے نہیں بلکہ کارمن کے لئے ہے''...... بلیک لائن نے کہا۔

''کارمن کے لئے۔ پھر تم نے ایکریمیا کا نام کیوں لیا تھا''۔ مینڈاگا نے چونک کر کہا۔

''میرے علم میں آیا تھا کہ ایکریمیا کے لئے تم ریڈ گلاس کے لئے خصوصی کمیشن دیتے ہو جبکہ کارمن کے لئے یہی برانڈ تم ڈبل ریٹ پر فروخت کرتے ہو''...... بلیک لائن نے کہا تو مینڈاگا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کارمن کی کس سٹی سے تعلق ہے تمہارا اور تم کس گروپ سے ہو''...... مینڈاگا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''ریلاس سٹی اور میں بلیک کلب کا مالک ہوں۔ ریلاس سٹی میں میرا بہت بڑا کلب ہے جہاں تمہارے ریڈ گلاس برانڈ کو بے حد پسند کیا گیا ہے''...... بلیک لائن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ تم درست کہہ رہے ہو۔ کارمن کی ریلاس سٹی میں واقعی ریڈ گلاس بے حد پسند کیا گیا ہے لیکن وہاں تو میں نے روز کلب کے مالک جیگر جو کلب کا جنرل مینجر بھی ہے، اس سے ریڈ گلاس کی ڈیل کر رکھی ہے پھر تم......'' مینڈاگا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بھی جیگر سے ہی سپلائی لیتا ہوں لیکن وہ میری ڈیمانڈ پوری نہیں کر سکتا اور بوتلوں پر وہ کمیشن بھی کم دیتا ہے اس لئے میں

نے سوچا کہ میں پاکیشیا جا کر تم سے ڈائریکٹ ملوں اور تم سے جیگر کی ڈیلنگ کینسل کرا کر اس کی جگہ خود بگ ڈیل کر لوں اور ایکریمین بن کر تم سے خصوصی رعایت لے سکوں“...... بلیک لائن نے کہا۔

”ہونہہ۔ کیا تم واقعی دس لاکھ بوتلیں چاہتے ہو“...... مینڈاگا نے اس کی طرف شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں تمہیں ایک ماہ کے لئے چالیس لاکھ بوتلوں کی نقد پے منٹ کر سکتا ہوں بشرطیکہ تم ہر ہفتے مجھے دس لاکھ بوتلیں مہیا کر سکو“...... بلیک لائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی مسکراہٹ انتہائی زہریلی تھی اور وہ تیز نظروں سے مینڈاگا کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”دس لاکھ بوتلیں۔ نہیں۔ یہ مشکل ہے البتہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے ڈبل شفٹ میں کام کروا کر تمہیں پانچ لاکھ بوتلیں ہر ہفتے دے سکتا ہوں اس سے زیادہ نہیں“...... مینڈاگا نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

”پانچ لاکھ بوتلیں کم ہیں لیکن بہرحال ٹھیک ہے۔ میں ان سے کام چلا لوں گا“...... بلیک لائن نے کہا۔

”تو کیا تم مجھے بیس لاکھ بوتلوں کی نقد پے منٹ کرو گے“۔ مینڈاگا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس طرح قیدی بن کر تو میں تمہیں ایک ڈالر بھی نہیں دے سکوں گا“...... بلیک لائن نے مسکرا کر کہا۔

”اوہ۔ ہاں ایک منٹ“...... مینڈاگا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن پریس کیا تو کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تینوں افراد آزاد ہو گئے جیسے پہلے وہ رسیوں سے بندھے ہوئے ہوں اور پھر انہیں اچانک رسیاں کھول کر آزاد کر دیا گیا ہو۔

”گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات۔ اب ہم کھل کر بات کر سکتے ہیں“...... بلیک لائن نے مسکراتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑا ہوا ایک پیپر ویٹ پکڑا اور اسے انگلیوں سے میز پر گھمانا شروع کر دیا۔

”اب بتاؤ“...... مینڈاگا نے اس کے ہاتھ میں کھیلتے ہوئے پیپر ویٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بتانے سے پہلے میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں“...... بلیک لائن نے کہا۔

”کیا دکھانا چاہتے ہو تم مجھے“...... مینڈاگا نے چونک کر کہا۔

”سٹالن“...... بلیک لائن نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو سٹالن نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر مینڈاگا کی طرف بڑھا دیا۔

”اس میں کیا ہے“...... مینڈاگا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”خود دیکھ لو“...... سٹالن نے کہا تو مینڈاگا نے ہاتھ بڑھا کر اس سے لفافہ لے لیا۔ اس نے پہلے ان تینوں کی طرف اور پھر لفافے کی طرف دیکھا اور پھر اسے کھول لیا اور اس نے لفافے میں

ہاتھ ڈال کر پانچ تصویریں نکال لیں۔ تصویریں نکالتے ہی اس کی نظریں جیسے ہی پہلی تصویر پر پڑیں وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ کس کی تصویر ہے"...... مینڈاگا نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر بلیک لائن اور اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ اسی لمحے بلیک لائن کا ہاتھ حرکت میں آیا اور کمرہ یکلخت مینڈاگا کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ مینڈاگا چیختا ہوا کرسی سمیت اچھل کر پیچھے جا گرا تھا۔ اس کے گرتے ہی بلیک لائن اور اس کے ساتھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ بلیک لائن جس پیپر ویٹ سے کھیل رہا تھا وہی پیپر ویٹ اس نے پوری قوت سے مینڈاگا پر کھینچ مارا تھا۔ پیپر ویٹ مینڈاگا کے سر سے ٹکرایا تھا جس کے نتیجے میں مینڈاگا کرسی سمیت اچھل کر چیختا ہوا گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جو پرانے زمانے کے شاہی کمروں کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ کمرے میں موجود سامان انتہائی قیمتی لیکن پرانے دور کا دکھائی دے رہا تھا۔

ایک طرف چبوترا بنا ہوا تھا جس پر ایک بڑی سی مسند رکھی ہوئی تھی جس پر ایک ادھیڑ عمر عورت انتہائی قیمتی لباس میں ملبوس گاؤ تکیئے سے ٹیک لگائے شان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ چبوترے کے سامنے ساگوان کی بنی ہوئی شاندار کرسیاں اور انتہائی نفیس صوفے سجے ہوئے تھے۔

مسند پر بیٹھی ہوئی عورت کا جسم قیمتی اور خوبصورت ترین زیورات سے سجا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ جیولری کی دکان میں رکھا ہوا شو پیس ہو جس پر کسٹمرز کو متوجہ کرنے کے لئے قیمتی اور بڑے بڑے زیورات سجا دیئے جاتے ہیں۔ عورت کے سر پر ایک خوبصورت جڑاؤ تاج بھی تھا۔ اس کے دائیں بائیں دو کرسیاں رکھی

ہوئی تھیں۔ دونوں کرسیاں خالی تھیں۔ کمرے میں اس عورت کے علاوہ دروازے کے پاس دو لمبے تڑنگے اور مضبوط جسموں والے نوجوان موجود تھے جو مسلّح تھے اور سامنے موجود دروازے کے دائیں بائیں دربانوں کے انداز میں کھڑے تھے۔ دروازے پر بھاری پردہ پڑا ہوا تھا۔ ایسے ہی پردے کمرے کی کھڑکیوں پر بھی دکھائی دے رہے تھے اور زمین پر دبیز اور انتہائی قیمتی قالین تھا۔

عورت کے سامنے چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی جس پر پھلوں کی ٹوکری پڑی ہوئی تھی۔ پھلوں میں کیلے، سنگترے، انگور اور سرخ رنگ کے سیب دکھائی دے رہے تھے۔ پھلوں کی ٹوکری کے پاس ایک پرانے زمانے کی لمبی گردن والی صراحی دکھائی دے رہی تھی جس کے پاس ایک جڑاؤ گلاس بھی رکھا ہوا تھا۔ گلاس میں ہلکے سرخ رنگ کا مشروب دکھائی دے رہا تھا۔ عورت شان سے ہاتھ بڑھا کر ٹوکری میں رکھے ہوئے انگوروں کے خوشے توڑ توڑ کر اپنے منہ میں ڈال رہی تھی اور کبھی وہ میز پر رکھا ہوا گلاس اٹھا کر اس میں موجود مشروب کا سپ لے لیتی تھی۔ اسی لمحے پردہ ہٹا اور ایک باوردی دربان اندر داخل ہوا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا مسند پر بیٹھی ہوئی عورت کی طرف بڑھا اور چبوترے سے مخصوص فاصلے پر آ کر رک گیا۔ اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور جھک گیا۔

''مہارانی کو سلام ہو''...... دربان نے جھکتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آؤ میر حسن۔ کہو کیسے آئے ہو''...... عورت نے بے حد دبنگ آواز میں کہا۔

''مہمان آ گئے ہیں مہارانی صاحبہ''...... دربان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ انہیں ہمارے پاس لے آؤ''...... مہارانی نے شاہانہ انداز میں کہا۔

''جو حکم مہارانی صاحبہ''...... دربان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سیدھا ہو کر الٹے قدموں چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد ایک بار پھر پردہ ہٹا اور وہی دربان ایک جوڑے کے ساتھ اندر آ گیا۔ جوڑے نے انتہائی دیدہ زیب اور قیمتی لباس پہن رکھا تھا اور شکل وصورت سے وہ کسی شاہی خاندان کے افراد دکھائی دے رہے تھے۔ نوجوان نے ہلکے بلیو کلر کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا جبکہ لڑکی نے سفید رنگ کا موتیوں سے سجا ہوا لمبا فراک پہن رکھا تھا۔ اس کے سر پر سفید رنگ کا جالی والا دوپٹہ تھا اور اس کے سر کے جُوڑے پر موتیا کے پھول سجے ہوئے تھے۔

دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے دربان کے پیچھے چلتے ہوئے اندر آئے اور چبوترے کے پاس آ کر رک گئے۔ مہارانی کی نظریں جیسے اس جوڑے پر جم گئی تھیں، نوجوان کو دیکھ کر مہارانی کی آنکھوں میں حسرت بھری چمک ابھر آئی تھی اور وہ یک ٹک نوجوان کو دیکھ

رہی تھی جیسے اس نے پہلی ہی نظر میں نوجوان کو پسند کر لیا ہو اور وہ یک لخت سیدھی ہو گئی تھی۔

''ریاست ڈھمپ کا پرنس علی عمران اور ان کی اہلیہ پرنسز روہانہ، پھول نگر کی مہارانی جہاں آراء کو سلام پیش کرتے ہیں''...... نوجوان نے سرخم کرتے ہوئے شاہی انداز میں مہارانی کو سلام کرتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ لڑکی نے بھی سر قدرے خم کر لیا تھا۔

''ہم نے تمہارا سلام قبول کیا پرنس عمران اور پرنسز''...... مہارانی نے گردن اکڑاتے ہوئے بڑے بارعب انداز میں کہا۔

''ملاقات کا وقت دینے کا شکریہ مہارانی صاحبہ''...... پرنس عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''تمہاری جوڑی واقعی بے حد شاندار ہے۔ ایک عرصے کے بعد میں نے اس قدر حسین اور شاندار جوڑی دیکھی ہے اور دل خوش ہو گیا ہے پرنس عمران اور پرنسز۔ میں پھول نگر کی مہارانی جہاں آراء تم دونوں کو نور محل میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ تم دونوں کے آنے سے ایسا لگ رہا ہے جیسے میرے محل میں روشنی آ گئی ہو۔ تمہارے اور پرنسز کے حسن کی روشنی سے محل جگمگا اٹھا ہے''۔ مہارانی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس تعریف کا شکریہ مہارانی صاحبہ۔ حسن کی تعریف حسن والے ہی کرتے ہیں، جن کے چہرے اور آنکھیں حسین ہوتی ہیں انہیں دنیا کی ہر چیز حسین دکھائی دیتی ہے''...... پرنس عمران نے

بڑے شاہانہ لہجے میں کہا اور اس کے تعریف کرنے کے خوبصورت انداز پر مہارانی کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

''آؤ۔ تم دونوں کی جوڑی دیکھ کر تو میری آنکھیں کھل گئی ہیں اور آج پہلی بار مجھے احساس ہو رہا ہے کہ آج بھی اس دنیا میں حسن موجود ہے ورنہ میں تو یہی سمجھتی تھی کہ حسن صرف میری شکل میں پھول نگر تک محدود ہے اور شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا ہو جو مجھ جیسا حسن رکھتا ہو''...... مہارانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کے حسن کے سامنے ہمارا حسن پھیکا ہے مہارانی صاحبہ، اس عمر میں بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے جنت کی کوئی حور آسمانوں سے زمین پر آ گئی ہو اور آپ کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہو۔ جنت کی حور کے سامنے بھلا میں اور میری پرنسز کیا حیثیت رکھتی ہیں''...... پرنس عمران نے کہا تو مہارانی یکلخت کھلکھلا کر ہنس پڑی جیسے اسے پرنس عمران کی تعریف بے حد پسند آئی ہو۔

''بہت خوب۔ تم حسین بھی ہو اور حسین باتیں بھی کرنا جانتے ہو۔ آؤ۔ ہمارے پاس آؤ۔ میں تم دونوں کو اپنے ساتھ بٹھاؤں گی۔ آؤ''...... مہارانی نے کہا تو پرنس عمران اور پرنسز روہانہ سر ہلا کر آگے بڑھے اور چبوترے پر چڑھ کر مہارانی جہاں آراء کے پاس آ گئے۔

''تم میرے دائیں طرف بیٹھ جاؤ پرنس اور پرنسز تم یہاں بیٹھ جاؤ''...... مہارانی نے اپنی مسند کے دائیں بائیں رکھی ہوئی کرسیوں

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو پرنس عمران اور پرنسز روہانہ شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مہارانی جہاں آراء کی نظریں بدستور عمران کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں پرنسز روہانہ کے لئے انتہائی رشک دکھائی دے رہا تھا جیسے وہ پرنسز روہانہ کو انتہائی خوش قسمت تصور کر رہی ہو جس کا جیون ساتھی پرنس عمران جیسا چارمنگ پرنس تھا۔

"میر حسن"...... مہارانی نے سامنے کھڑے دربان سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا جو سامنے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر جھکائے کھڑا تھا۔

"حکم مہارانی"...... دربان میر حسن نے سر جھکا کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"حسین جوڑے کے لئے ہمارے محل کا سب سے نایاب اور خوش ذائقہ مشروب پیش کرو"...... مہارانی نے بارعب لہجے میں کہا۔

"جو حکم مہارانی صاحبہ"...... میر حسن نے اسی انداز میں کہا اور الٹے قدموں ایک بار پھر پیچھے ہٹتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"تم دونوں کو ہماری ریاست اور ہمارے نور محل میں آنے میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی"...... مہارانی جہاں آراء نے متانت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"پریشانی تو بہت ہوئی ہے مہارانی"...... پرنس عمران نے کہا تو

مہارانی کے ساتھ ساتھ پرنسز روہانہ بھی چونک پڑی کیونکہ اس نے پرنس عمران کے چہرے پر حماقتوں کے تاثرات نمودار ہوتے دیکھ لئے تھے۔

"کیا مطلب۔ کیا پریشانی ہوئی ہے"...... مہارانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی ایک پریشانی ہوئی ہو تو بتاؤں۔ یہاں آتے ہی میں اتنی پریشانیوں میں گھر گیا تھا کہ مجھے ان سے اپنا دامن چھڑانا مشکل ہو گیا تھا"...... پرنس عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ہوا کیا تھا"...... مہارانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کسے"...... پرنس عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تم کہہ رہے ہو نا کہ تمہیں یہاں آتے ہی پریشانیوں نے گھیر لیا تھا"...... مہارانی نے کہا۔

"جی ہاں"...... پرنس عمران نے کہا۔

"بتاؤ تو سہی۔ کیا پریشانی ہوئی تھی"...... مہارانی نے اس کی طرف دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈھمپ سے پھول نگر تک آتے ہوئے بار بار پٹرول ختم ہو جاتا تھا اور نزدیک پٹرول پمپ نہ ہونے کے باعث بار بار مجھے اور پرنسز کو کار سے اتر کر کار کو دھکے لگانے پڑتے تھے۔ بعض اوقات تو ایسا لگ رہا تھا جیسے پھول نگر میں کار میں ہم نہ جا رہے ہوں بلکہ کار کو لے جا رہے ہوں۔ مسلسل دھکے لگانے کی وجہ سے میرے

جوتے اور پرنسز کی جوتیاں گھس گئی تھیں۔ پٹرول ملتا تھا تو کار کا ٹائر فلیٹ ہو جاتا تھا اور ٹائر ٹھیک ہوتا تو کار کا انجن بند ہو جاتا تھا۔ ہمارا چند گھنٹوں کا سفر کئی گھنٹے طویل ہو گیا تھا۔ پھول نگر پہنچے تو پتہ چلا کہ ہم پھول نگر نہیں بلکہ ڈھول نگر پہنچ گئے ہیں وہاں سے نکل کر ہم نے پھر پھول نگر کی سڑک پکڑی تو پتہ چلا کہ لینڈ سلائڈنگ کی وجہ سے سڑک بند ہے۔ بس پھر کیا تھا ہم دونوں بے چارے پیدل پہاڑیوں اور دروں سے گزرتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں۔ راستے میں چند ڈاکوؤں نے ہمارا سامان تک چھین لیا تھا۔ پھول نگر آتے آتے ہمارے لباس بھی تار تار ہو گئے تھے۔ ہم نے بڑی مشکلوں سے یہاں پہنچ کر دھوبی گھاٹ سے لباس چوری کئے اور پھر اس ہوٹل میں پہنچ گئے جہاں ہم نے کمرے بک کرا رکھے تھے۔ ہوٹل پہنچنے تک چونکہ ہمارے حلیئے بگڑ چکے تھے اس لئے ہوٹل والوں نے ہمیں پہچاننے اور ہمیں کمرے دینے سے انکار کر دیا۔ ہمارے پاس کاغذات بھی نہیں تھے۔ سب کچھ پیچھے کار میں رہ گیا تھا اس لئے ہمیں ساری رات ہوٹل کے باہر پارک میں بیٹھ کر گزارنی پڑی اور پھر صبح ہم نے ڈھمپ کال کی تو وہاں سے ہمارا ایک باڈی گارڈ آیا اور ہمارا سامان لایا۔ تب جا کر کہیں ہمیں ہوٹل میں ٹھہرنے کے لئے کمرے ملے تھے۔ ہمیں چونکہ آپ سے ملنا تھا اور آپ سے ملنے کا ہم نے وقت لیا ہوا تھا اس لئے جیسے ہی ہم ہوٹل سے نکل کر آپ کے نور محل کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں ایک بار پھر

ہماری کار کا پٹرول ختم ہو گیا بس پھر کیا تھا ہمیں ایک بار پھر کار کو دھکے لگاتے ہوئے آپ کے محل تک آنا پڑا تھا''...... پرنس عمران کی زبان رواں ہو گئی اور اسے مسلسل اور نان اسٹاپ بولتا دیکھ کر مہارانی آنکھیں پھاڑ کر رہ گئی۔

''اوہ۔ کیا واقعی یہ سب تمہارے ساتھ ہوا تھا''...... مہارانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا''...... پرنس عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے خود بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

''یہی سب جو تم نے بتایا ہے''...... مہارانی نے کہا۔

''کیا بتایا ہے''...... عمران نے معصوم لہجے میں کہا تو مہارانی اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''معاف کیجئے گا مہارانی صاحبہ۔ پرنس کی طبیعت کچھ خراب ہے اس لئے یہ ایسی باتیں کر رہے ہیں''...... پرنسز روہانہ نے کہا تو مہارانی چونک پڑی۔

''طبیعت خراب ہے۔ اوہ۔ کیا ہوا ہے اسے''...... مہارانی نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ ڈھمپ کے لوگ سمجھتے ہیں کہ میں تھوڑا سا دماغی طور پر کھسکا ہوا ہوں''...... پرنس عمران نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو مہارانی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے پرنسز''...... مہارانی نے پرنسز روہانہ کی

طرف دیکھ استعجاب بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یس مہارانی''...... پرنسز روہانہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو کیا یہ واقعی......'' مہارانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ نہیں۔ یہ سب غلط ہے۔ کیا آپ کو میں دماغی طور پر کھسکا ہوا دکھائی دیتا ہوں''...... پرنس عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''نہیں۔ مجھے تو ایسا نہیں لگتا''...... مہارانی نے کہا۔

''لگے گا بھی کیسے۔ میں بالکل ٹھیک جو ہوں۔ یہ دیکھیں۔ میرے منہ میں پورے بتیس دانت ہیں اور میں روز ٹوتھ برش کرتا ہوں اور برش اس وقت تک رگڑتا رہتا ہوں جب تک دانت سفید نہیں ہو جاتے......'' پرنس عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

''بس بس۔ میں سمجھ گئی''...... مہارانی نے کہا۔

''کیا سمجھ گئیں آپ''...... پرنس عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''یہی کہ تم کتنے عقلمند ہو''...... مہارانی نے مسکرا کر کہا۔

''حیرت ہے۔ آپ کو میرے دانتوں کی صفائی سے پتہ چل گیا کہ میں کتنا عقلمند ہوں''...... عمران نے کہا تو مہارانی بے اختیار ہنس پڑی۔ اسی لمحے میر حسن ایک خوبصورت ٹرے لے کر اندر آ گیا۔ ٹرے میں شیشے کے تین نفیس گلاس رکھے ہوئے تھے جن کے گرد ٹشو پیپر لپٹے ہوئے تھے۔ گلاسوں میں ہلکے گلابی رنگ کا مشروب دکھائی دے رہا تھا۔ میر حسن نے ٹرے لا کر سب سے پہلے ٹرے مہارانی

کی طرف بڑھائی۔ تو مہارانی نے ایک گلاس اٹھا لیا۔ اس کے بعد میر حسن نے ٹرے پرنسز روہانہ کی طرف بڑھائی تو روہانہ نے شکریہ کہہ کر ٹرے سے ایک گلاس اٹھا لیا پھر میر حسن ٹرے لے کر عمران کی طرف بڑھا اور اس نے ٹرے عمران کی طرف بڑھائی تاکہ وہ اس سے گلاس اٹھا لے۔

''یہ کیا ہے''...... عمران نے گلاس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''یہ ہمارے محل کا مشہور اور انتہائی خوش ذائقہ مشروب ہے جو مخصوص جڑی بوٹیوں سے تیار کیا جاتا ہے''...... مہارانی نے کہا۔

''تو کیا آپ حکمت کا بھی کام کرتی ہیں''...... عمران نے گلاس اٹھاتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''حکمت۔ کیا مطلب''...... مہارانی نے چونک کر کہا۔

''جڑی بوٹیوں کا استعمال حکمت میں ہی کیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے حکماء جڑی بوٹیوں کی نہ صرف ادویات تیار کرتے ہیں بلکہ ان سے اعلیٰ ٹائپ کے مشروب بھی بناتے ہیں۔ آپ نے کہا ہے کہ یہ مشروب آپ کے محل میں تیار ہوا ہے اور یہ مخصوص جڑی بوٹیوں سے بنایا جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو مہارانی بے اختیار ہنس پڑی۔

''میں نے یہ کہا ہے کہ یہ مشروب ہمارے محل میں تیار ہوتا ہے یہ نہیں کہا کہ اسے میں تیار کرتی ہوں۔ میرے محل میں واقعی چند حکیم موجود ہیں جو نور محل کے مہمانوں کے لئے جڑی بوٹیوں کے

بہترین مشروب تیار کرتے ہیں''...... مہارانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا۔ میر حسن آگے بڑھا اور اس نے مہارانی کے کان کے قریب منہ کر کے کہا کہ لارڈ مارٹن کی کال ہے اور وہ آپ سے ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔ اس نے یہ بات اتنی آہستہ آواز میں کہی کہ عمران اور جولیا نہیں سن سکتے تھے۔ اس کی بات سن کر مہارانی چونک پڑی۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم چلو۔ میں آتی ہوں''...... مہارانی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو میر حسن نے اثبات میں سر ہلایا اور خالی ٹرے لے کر چبوترے سے اتر گیا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ مہارانی نے اپنا گلاس سامنے پڑی ہوئی میز پر رکھا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر پرنس عمران اور پرنس روہانہ بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''تم بیٹھو۔ میں ابھی آتی ہوں''...... مہارانی نے کہا اور پھر وہ چبوترے سے اتری اور تیز تیز چلتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی اور باہر نکلتے ہوئے اس نے دروازہ بند کر دیا۔ دروازے کے قریب میر حسن ہاتھ میں سیل فون لئے کھڑا تھا۔ اس نے سیل فون مؤدبانہ انداز میں مہارانی جہاں آراء کی طرف بڑھایا۔ مہارانی نے اس سے فون لے کر کان سے لگایا ہی تھا کہ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے سر میں کوئی گرم سلاخ سی اتر گئی ہو۔ دوسرے لمحے اس کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر بکھرتی چلی گئی۔

فون کی گھنٹی بجی تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس۔ ہارتھ سپیکنگ''...... ادھیڑ عمر آدمی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ہیرلڈ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس ہیرلڈ۔ کیا رپورٹ ہے''...... ہارتھ نے اسی انداز میں پوچھا۔

''کام ہو گیا ہے باس''...... ہیرلڈ نے جواب دیا تو ہارتھ کے چہرے پر یکلخت چمک ابھر آئی۔

''مطلب یہ کہ تم نے مہارانی جہاں آراء کو ہلاک کر دیا ہے''۔ ہارتھ نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یس باس"...... ہیرلڈ نے جواب دیا۔

"کیسے کیا ہے اسے ٹارگٹ اور تم اب کہاں ہو"...... ہارتھ نے پوچھا۔

"میں اس وقت نور محل میں ہی ہوں باس اور میں نے چونکہ پہلے سے ہی نور محل میں ایک محافظ کی جگہ لے رکھی تھی اس لئے مجھے مہارانی کو ٹارگٹ کرنے میں مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ آپ نے جب مجھے حکم دیا کہ میں فوری طور پر مہارانی کو آف کر دوں تو میں لمبی نال والا ریوالور لے کر خاموشی سے محل کی چھت پر چلا گیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھ آنے والی لڑکی، مہارانی کے ساتھ اس کے مخصوص کمرے میں موجود تھے۔ میں نے محل میں موجود جیمز کو کال کی کہ وہ مہارانی کے سیل فون پر کال کرے۔ مہارانی کے کمرے میں چونکہ سیل فون کے سگنل نہیں آتے اس لئے مہارانی ہمیشہ فون کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ کر سنتی ہے اور اس کا سیل فون اس کے خاص ملازم میر حسن کے پاس رہتا ہے۔ میرے کہنے پر جیمز نے میر حسن کو فون کیا اور اس سے کہا کہ گریٹ لینڈ کا لارڈ مارٹن مہارانی جہاں آراء سے ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔ میں اور جیمز جانتے تھے کہ چند روز پہلے گریٹ لینڈ کے لارڈ مارٹن کی مہارانی سے فون پر بات ہوئی تھی اور اس نے مہارانی سے منشیات کی کافی بڑی ڈیل کی تھی۔ لارڈ مارٹن نے مہارانی کے خفیہ اکاؤنٹ میں بھاری رقم جمع کرا دی تھی اور مہارانی نے بھی اپنے ذرائع سے

اسے منشیات کی کھیپ روانہ کر دی تھی۔ جیمز نے میر حسن سے کہا کہ اسے منشیات کی جو کھیپ بھیجی گئی ہے وہ مقدار میں کم ہے اور انتہائی لو کوالٹی کی ہے۔ یہ بات میر حسن نے جب اندر جا کر مہارانی کو بتائی تو مہارانی پریشان ہو گئی اور وہ فوراً لارڈ مارٹن سے بات کرنے کے لئے کمرے سے باہر آ گئی۔ برآمدے میں پہنچ کر جب اس نے لارڈ مارٹن سے بات کرنی شروع کی تو میں نے چھت سے اس کے سر کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ گولی سیدھی مہارانی کے سر پر لگی اور اس کی کھوپڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئے اور وہ فوراً ہلاک ہو گئی"...... ہیرلڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ تم نے اچھا کام کیا ہے"...... ہارتھ نے کہا۔

"تھینک یو باس"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کہاں ہیں"...... ہارتھ نے پوچھا۔

"ابھی وہ محل میں ہی ہیں باس۔ اگر آپ کہیں تو میں ان دونوں کو بھی نشانہ بنا سکتا ہوں"...... ہیرلڈ نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی غلطی مت کرنا نانسنس۔ اگر تم نے انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تو پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے لگ جائے گی اور ہمارے لئے ان سے بچنا ناممکن ہو جائے گا اور ویسے بھی ہمیں صرف مہارانی کو ہلاک کرنے کا ٹاسک دیا گیا تھا جو پورا ہو چکا ہے۔ اب چونکہ مہارانی ہلاک ہو چکی ہے اس لئے تم فوری طور

پر وہاں سے نکل جاؤ اور وقتی طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ جب ضرورت ہو گی تو میں تمہیں کال کر کے اپنے پاس بلا لوں گا“۔ ہارتھ نے کہا۔

”یس باس۔ جیسے آپ کا حکم“ ...... ہیرلڈ نے کہا۔

”دھیان رکھنا۔ عمران کو اس بات کا علم نہیں ہونا چاہئے کہ مہارانی کو تم نے ٹارگٹ کیا ہے اگر تم اس کے قابو میں آ گئے تو اس کے ہاتھ میری گردن تک بھی پہنچ جائیں گے“ ...... ہارتھ نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں باس۔ میں نے مہارانی کو ہٹ کرتے ہی گن پھینک دی تھی اور فوری طور پر چھت سے نیچے اس جگہ آ گیا تھا جہاں مہارانی کی لاش کے پاس محل کے سب لوگ جمع ہو گئے تھے۔ اب محل میں مقامی پولیس پہنچ چکی ہے۔ پولیس اپنی کارروائی کر رہی ہے اس لئے میں وہاں سے نکل کر ایک کمرے میں آ گیا ہوں اور وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں“ ...... ہیرلڈ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم محل سے نکلنے کی کوشش کرو“ ...... ہارتھ نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ دوسری طرف رنگ جا رہی تھی لیکن کوئی کال رسیو نہیں کر رہا تھا۔

”ہونہہ۔ یہ مینڈاگا فون کیوں نہیں اٹھا رہا“ ...... ہارتھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ رنگ سنتا رہا پھر اس نے سر جھٹکتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا اور پھر وہ سیل فون پر مینڈاگا کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے لگا لیکن مینڈاگا کا سیل فون آف تھا۔

”کیا مطلب۔ یہ مینڈاگا کا سیل فون آف کیوں ہے۔ وہ تو کبھی اپنا سیل فون آف نہیں رکھتا“ ...... ہارتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے دو تین بار مینڈاگا کو کال کرنے کی کوشش کی پھر اس نے جھلائے ہوئے انداز میں سیل فون سامنے میز پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے ایک مرتبہ پھر سیل فون اٹھایا اور مینڈاگا کو کال کرنے لگا لیکن لاحاصل۔ مینڈاگا کا نمبر مسلسل آف تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہارتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس ہارتھ سپیکنگ“ ...... ہارتھ نے رسیور کان سے لگا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

”باس۔ بلیو لائٹ کلب سے جمی بول رہا ہوں“ ...... دوسری طرف سے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یس جمی بولو۔ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو“ ...... ہارتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ مینڈاگا کو قتل کر دیا گیا ہے“ ...... جمی نے جواب دیا تو ہارتھ بری طرح سے اچھل پڑا۔

‘‘کیا کہا۔ مینڈاگا قتل ہو گیا ہے۔ کیسے۔ کس نے کیا ہے اسے قتل’’...... ہارتھ نے چیختے ہوئے کہا۔

‘‘میں نہیں جانتا باس۔ مجھے صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ یہاں تین افراد آئے تھے۔ تینوں چھٹے ہوئے بدمعاش دکھائی دے رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا تھا کہ وہ ایکریمیا سے آئے ہیں اور ان کا تعلق ایکریمین ریاست پنسلوانا کے کسی بلیک لائن گروپ سے ہے۔ وہ خود کو بلیک لائن ہی کہہ رہا تھا اور وہ مینڈاگا سے کسی بگ ڈیل کے لئے ملنے آیا تھا۔ مینڈاگا کے پرسنل سیکرٹری نے انہیں مینڈاگا کے حکم پر اس کے آفس میں بھیج دیا تھا۔ جب انہیں مینڈاگا کے آفس میں گئے ہوئے کافی دیر ہوئی تو سنگھا پریشان ہو گیا کیونکہ مینڈاگا کسی کے ساتھ اتنی دیر میٹنگ نہیں کرتا تھا۔ اس نے مینڈاگا سے انٹرکام اور پھر فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن مینڈاگا کی طرف سے اسے کوئی رسپانس نہیں مل رہا تھا۔ مینڈاگا کا سیل فون بھی آف تھا۔ سنگھا کو تشویش لاحق ہوئی تو وہ مینڈاگا کے آفس کی طرف چلا گیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی لیکن اسے اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ سنگھا نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ سنگھا اندر داخل ہوا تو یہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا کہ وہاں ایک کرسی پر مینڈاگا رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر زخموں کے نشان تھے جیسے اسے کسی نے شدید تشدد کا نشانہ بنایا ہو اور پھر اسے گولی مار دی گئی ہو۔ گولی مینڈاگا کے سینے میں دل کے

مقام پر ماری گئی تھی اور بلیک لائن اور اس کے ساتھی غائب تھے’’...... جمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

‘‘اوہ۔ تو کیا ان تینوں نے مینڈاگا پر تشدد کیا تھا اور پھر اسے ہلاک کر دیا تھا’’...... ہارتھ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

‘‘یس باس’’...... جمی نے کہا۔

‘‘لیکن وہ تینوں کمرے سے کہاں غائب ہو گئے تھے۔ کیا کسی نے انہیں مینڈاگا کے کمرے سے نکلتے نہیں دیکھا تھا’’...... ہارتھ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

‘‘نو باس۔ مینڈاگا کے کمرے کے باہر ہر وقت ایک مسلح آدمی موجود رہتا ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق وہ تینوں کمرے سے باہر نہیں آئے تھے’’...... جمی نے جواب دیا۔

‘‘اگر وہاں مسلح آدمی ہر وقت موجود رہتا ہے تو پھر اس نے مینڈاگا کے چیخنے کی آوازیں کیوں نہیں سنیں۔ تم نے بتایا ہے کہ کمرے میں مینڈاگا کی تشدد زدہ لاش پڑی تھی۔ کیا اس مسلح آدمی نے مینڈاگا کے چیخنے یا فائر کی آواز نہیں سنی تھی’’...... ہارتھ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

‘‘مینڈاگا کا آفس مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے باس۔ اس لئے اسے اندر سے کوئی آواز سنائی نہیں دی تھی’’...... جمی نے کہا۔

‘‘اگر وہ تینوں مینڈاگا کے کمرے میں موجود تھے تو وہ غائب کہاں ہو گئے’’...... ہارتھ نے پوچھا۔

"شاید انہوں نے مینڈاگا کے کمرے میں موجود خفیہ راستہ ٹریس کر لیا ہو اور وہ اسی راستے سے باہر نکل گئے ہوں"...... جمی نے کہا تو ہارتھ نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا تم اس خفیہ راستے کے بارے میں جانتے ہو"...... ہارتھ نے پوچھا۔

"یس باس۔ مینڈاگا کے آفس کی عقبی دیوار میں ایک خفیہ راستہ کھلتا ہے جو کلب کے عقب کی طرف جاتا ہے۔ ایک روز میں اسے شراب سرو کرنے کے لئے گیا تھا تو مینڈاگا کے آفس کی عقبی دیوار میں ایک دروازے جیسا خلاء بنا ہوا تھا اور مینڈاگا اندر جا رہا تھا۔ اس نے چونکہ مجھے کمرے میں داخل ہوتے نہیں دیکھا تھا اس لئے میں نے اسے کافی سرو نہیں کی تھی اور دروازے سے پیچھے ہٹ گیا تھا"...... جمی نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آنے والے تین افراد جانتے تھے کہ مینڈاگا کے آفس میں ایک خفیہ راستہ ہے اور وہ کلب کے افراد کی نظروں میں آئے بغیر وہاں سے نکل سکتے ہیں"۔ ہارتھ نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... جمی نے کہا۔

"اب تم کہاں ہو"...... ہارتھ نے پوچھا۔

"میں ابھی بلیو لائٹ کلب میں ہی ہوں باس اور باہر آ کر آپ سے بات کر رہا ہوں"...... جمی نے کہا۔

"تم نے ان تینوں افراد کو دیکھا تھا"...... ہارتھ نے پوچھا۔

"یس باس۔ وہ پہلے کلب کے ہال میں آئے تھے۔ میں ہی انہیں مینڈاگا کے پرسنل سیکرٹری سنگھا کے پاس لے گیا تھا"...... جمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ واقعی غیر ملکی تھے"...... ہارتھ نے پوچھا۔

"یس باس۔ وہ غیر ملکی تھے لیکن ان کے چہرے انتہائی بھیانک تھے اور وہ انتہائی سخت گیر اور سفاک دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے چہروں پر وحشت ٹپک رہی تھی جنہیں دیکھ کر ایک لمحے کے لئے میں بھی خوفزدہ ہو گیا تھا"...... جمی نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب جبکہ مینڈاگا ہلاک ہو چکا ہے تو پھر تمہارا وہاں کیا کام باقی رہ جاتا ہے۔ میں نے تمہیں وہاں مینڈاگا پر نظر رکھنے کے لئے چھوڑا ہوا تھا۔ اس لئے اب تم واپس آ جاؤ۔ اب تمہارا وہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں ہے"...... ہارتھ نے کہا۔

"یس باس۔ جیسا آپ کا حکم"...... جمی نے کہا تو ہارتھ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اگر ان تینوں افراد کا تعلق ایکریمیا سے تھا اور وہ مینڈاگا سے یہ ڈیل کرنے آئے تھے تو پھر انہوں نے مینڈاگا کو تشدد کا نشانہ کیوں بنایا تھا اور اسے ہلاک کیوں کیا تھا"...... ہارتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس بار ہارتھ نے اپنا نام لینے کی بجائے الجھے ہوئے اور پریشان انداز میں یس کہنے پر ہی اکتفا کیا۔

"باس۔ ٹیڈی بول رہا ہوں کاؤنٹر سے"...... دوسری طرف سے اس کے کلب کے کاؤنٹر مین کی آواز سنائی دی۔

"بولو۔ کیوں کیا ہے فون"...... ہارتھ نے غرا کر کہا جیسے اس وقت کاؤنٹر مین کے فون کرنے پر اسے کوفت ہوئی ہو۔

"آپ سے ایک آدمی ملنا چاہتا ہے"......کاؤنٹر مین نے کہا۔

"آدمی۔ کون ہے وہ اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے"...... ہارتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے اپنا نام نہیں بتایا ہے۔ کہہ رہا ہے کہ باس سے کہو کہ اس سے ڈبل زیرو ون ملنے آیا ہے"...... کاؤنٹر مین نے کہا اور ڈبل زیرو ون کا سن کر ہارتھ بری طرح سے اچھل پڑا۔

"ڈبل زیرو ون۔ اوہ۔ کہاں ہے وہ"...... ہارتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے سامنے ہی موجود ہیں باس۔ بات کراؤں اس سے آپ کی"...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

"نہیں۔ اسے فوراً میرے آفس میں لاؤ۔ نانسنس"...... ہارتھ نے چیختے ہوئے انداز میں کہا۔

"یس۔ یس باس"...... اس کی چیختی ہوئی آواز سن کر کاؤنٹر مین کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور ہارتھ نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر میز کے پیچھے سے نکل کر وہ کمرے کے وسط میں آیا اور پھر انتہائی بے چین نظروں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور کسرتی جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر ہارتھ کے چہرے پر سراسیمگی پھیل گئی اور وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"ویلکم اِن ہاسٹ کلب سر"...... ہارتھ نے نوجوان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہارتھ"...... نوجوان نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں جناب۔ میں ہی ہارتھ ہوں۔ اس کلب کا مالک۔ آئیں تشریف لائیں"...... ہارتھ نے اسی انداز میں کہا تو نوجوان نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ آیا۔ ہارتھ نے اسے میز کے پاس کرسی پر بٹھایا اور پھر وہ میز کے گرد گھوم کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرا نام جم ہے۔ جم براؤن اور کوڈ ڈبل زیرو ون ہے"۔ نوجوان نے کہا۔

"آپ اپنے آمد کی پہلے اطلاع دے دیتے تو میں آپ کے

استقبال کے لئے خود دروازے پر پہنچ جاتا جناب''...... ہارتھ نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''میں ان تکلفات کا عادی نہیں ہوں مسٹر ہارتھ۔ جہاں میری ضرورت ہوتی ہے میں وہاں خود پہنچ جاتا ہوں''...... جم براؤن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ فرمائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... ہارتھ نے اسی طرح بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''چیف کی طرف سے تمہیں میری آمد کی خبر مل گئی ہو گی اور چیف نے تمہیں یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں''۔ جم براؤن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور سرد مہری کا عنصر تھا۔

''چیف سے تو میری بات نہیں ہوئی البتہ آپ کی آمد کے بارے میں مجھے مینڈاگا نے بتایا تھا کہ آپ کسی بھی وقت مجھ سے ملنے آ سکتے ہیں''...... ہارتھ نے کہا۔

''میں پہلے مینڈاگا سے ملنا چاہتا تھا اس لئے میں کافی دیر سے اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اس سے میرا رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ وہ اپنے آفس کا نمبر نہیں اٹھا رہا اور اس کا سیل فون بھی مسلسل آف مل رہا ہے''...... جم براؤن نے کہا۔

''مینڈاگا آف ہو چکا ہے جناب''...... ہارتھ نے کہا تو جم براؤن بری طرح سے چونک پڑا۔

''آف ہو چکا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے آف کیا ہے اسے اور کیوں''...... جم براؤن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ایکریمیا سے بلیک لائن کے ساتھ دو افراد اس سے ملنے آئے تھے۔ انہوں نے مینڈاگا سے ملاقات کی تھی اور پھر ان تینوں نے مینڈاگا کو گرفت میں لے کر ایک کرسی پر رسیوں سے جکڑ دیا تھا اور اس پر شدید تشدد کیا تھا۔ وہ شاید اس سے کچھ اگلوانے آئے تھے اس کے بعد انہوں نے مینڈاگا کے دل میں گولی ماری اور مینڈاگا کے آفس کے خفیہ راستے سے نکل گئے''...... ہارتھ نے کہا اور پھر اس نے ججی سے ملی ہوئی معلومات کی اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

''ہونہہ۔ یہ کام بلیک لائن کا نہیں ہو سکتا''...... جم براؤن نے غراتے ہوئے کہا۔

''لیکن جناب۔ ان میں سے ایک نے خود کو بلیک لائن بتایا تھا اور کہا تھا کہ وہ پنسلوانا سے آیا ہے''...... ہارتھ نے کہا۔

''میں نے کہا ہے نا کہ وہ بلیک لائن نہیں ہو سکتا۔ بلیک لائن میرا دوست ہے اور یہاں آنے سے پہلے میری اس سے ملاقات ہو چکی ہے۔ اس کا پاکیشیا آنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو وہ مجھے اس کے بارے میں ضرور بتا دیتا''...... جم براؤن نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر وہ کون تھا جس نے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ بلیک لائن بن کر مینڈاگا سے ملاقات کی تھی''...... ہارتھ نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

"جو بھی ہو گا مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ مینڈا گا کام کا آدمی تھا اس کی ہلاکت کا مجھے افسوس ہے لیکن وہ نہیں ہے تو اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرا جو کام اس نے کرنا تھا وہ تم بھی کر سکتے ہو"...... جم براؤن نے کہا۔

"یس سر۔ آپ حکم کریں۔ مارشل ایجنسی کے لئے تو میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں"...... ہارتھ نے کہا۔

"پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ کو جانتے ہو"...... جم براؤن نے اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ان کا نام سر سلطان ہے"...... ہارتھ نے کہا۔

"گڈ شو۔ میں اسے اغوا کرنا چاہتا ہوں"...... جم براؤن نے کہا تو ہارتھ بے اختیار چونک پڑا۔

"اغوا"...... ہارتھ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس میں بوکھلانے کی کیا بات ہے۔ تم اور تمہارے آدمی ایسے کاموں میں ایکسپرٹ ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق اب تک تم نجانے کتنے افراد کو اغوا کر کے غائب کر چکے ہو جن میں عام آدمی بھی ہیں اور خاص آدمی بھی، جن کا تعلق اہم سرکاری عہدوں سے تھا"...... جم براؤن نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کی اطلاع درست ہے۔ مگر سر سلطان خاص آدمیوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اسے اغوا کرنا اتنا آسان نہیں ہو گا ان کا ان دنوں پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر ہاؤس میں آنا جانا لگا ہوا ہے اس لئے وہ ان دنوں سخت سیکورٹی میں رہتے ہیں۔ سیکرٹریٹ اور ان کی رہائش گاہ کے گرد بھی ان کی حفاظت کا سخت ترین انتظام ہے"...... ہارتھ نے کہا۔

"یہ سب میں نہیں جانتا۔ مجھے سر سلطان چاہئے اور اسے کیسے اغوا کرنا ہے۔ یہ تمہارا کام ہے۔ میں تمہیں چوبیس گھنٹوں کا وقت دیتا ہوں۔ اگلے چوبیس گھنٹوں تک سر سلطان کو میرے پاس ہونا چاہئے۔ سمجھے تم"...... جم براؤن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ہارتھ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور پریشانی کے عالم میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جم براؤن سے کچھ کہنا چاہتا ہو لیکن اس میں جم براؤن سے بات کرنے کی ہمت نہ ہو رہی ہو۔

"ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... چند لمحے توقف کے بعد ہارتھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کوشش نہیں۔ یہ کام ہر صورت میں ہونا چاہئے"...... جم براؤن نے سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ہو جائے گا"...... ہارتھ نے سر جھٹک کر کہا۔

"گڈ شو۔ میں تمہیں اپنے مخصوص ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتا دیتا ہوں جب کام ہو جائے تو مجھ سے رابطہ کر لینا پھر میں تمہیں بتاؤں

گا کہ تمہیں سر سلطان کو کہاں پہنچانا ہے“...... جم براؤن نے کہا تو
ہارتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جم براؤن نے اسے ایک
فریکوئنسی نوٹ کرا دی۔

”مینڈاگا سے آخری مرتبہ تمہاری کب بات ہوئی تھی“...... جم
براؤن نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

”دو گھنٹے پہلے اس کی کال آئی تھی“...... ہارتھ نے کہا۔

”کیا کہہ رہا تھا وہ“...... جم براؤن نے پوچھا۔

”اس نے مجھے مہارانی جہاں آراء کو فوری طور پر آف کرنے کا
کہا تھا“...... ہارتھ نے جواب دیا۔

”مہارانی جہاں آراء۔ کون ہے یہ“...... جم براؤن نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا تعلق ہمارے ہی گروپ سے ہے۔ ہم تینوں کا ایک
ٹرائی اینگل ہے اور ہم ایک دوسرے کی مدد سے ہی اپنے دھندے
کرتے ہیں۔ اس ٹرائی اینگل میں ایک نام مینڈاگا کا ہے، دوسرا
میرا اور تیسرا نام مہارانی جہاں آراء کا۔ ضرورت پڑنے پر ہم ایک
دوسرے کے کام آتے ہیں۔ ہمیں جب بھی کوئی بڑا کام ملتا ہے تو
اسے ہم آپس میں بانٹ لیتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کی مدد سے
کام پورا کرتے ہیں اور اہم ایک دوسرے پر بھروسہ کر کے ہر بات
آپس میں شیئر بھی کرتے ہیں۔ مارشل ایجنسی کی طرف سے مینڈاگا
کو ایک کام سونپا گیا تھا اور یہ کام اس اکیلے کے بس کا نہیں تھا اس

لئے مارشل ایجنسی کے چیف سے اجازت لے کر مینڈاگا نے اس
کام میں مجھے اور مہارانی جہاں آراء کو بھی شامل کر لیا تھا۔ ہم تینوں
نے سپیشل میٹنگ کی تھی اور مارشل ایجنسی کا کام کرنے کے لئے
ایک مشترکہ لائحہ عمل بنایا تھا اور پھر ہم نے اس لائحہ عمل پر کام کرنا
شروع کر دیا تھا۔ مینڈاگا نے مارشل ایجنسی کے چیف سے میرا اور
مہارانی جہاں آراء سے رابطہ بھی کرا دیا تھا تاکہ چیف جب چاہے
ہم میں سے کسی سے بھی بات کر سکے۔ ہم تینوں چیف کے لئے
مسلسل کام کر رہے ہیں۔ چیف کے کہنے پر مینڈاگا نے مجھے اور
مہارانی جہاں آراء کو بھی آپ کی آمد کی اطلاع دے دی تھی اور یہ
بھی بتایا تھا کہ چیف نے خصوصی مشن پر آپ کے علاوہ ایک اور
مجرم تنظیم کو یہاں بھیجا ہوا ہے جسے ڈینجر فائیو کہا جاتا ہے۔ ڈینجر
فائیو کے ممبران مینڈاگا اور مہارانی جہاں آراء کے ساتھ مجھ سے بھی
مل چکے ہیں، ان کا پروگرام کیا ہے اس کی ابھی تک انہوں نے کوئی
وضاحت نہیں کی ہے لیکن ضرورت پڑنے پر مینڈاگا کے علاوہ میں
اور مہارانی جہاں آراء بھی ان کے کام آ سکتے ہیں۔ مہارانی جہاں
آراء سے کچھ عرصہ قبل میری جھڑپ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے
میرے اور اس کے درمیان کشیدگی چل رہی ہے۔ وہ میرے بارے
میں بہت کچھ جانتی تھی اور مجھے معلوم ہوا تھا کہ اس کے پاس
میرے خلاف خاصا سٹف موجود ہے۔ اس لئے میں نے فوری طور
پر اس کے پاس موجود اپنا سٹف حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ اس

کام کے لئے میں نے مہارانی کے محل میں اپنے دو آدمی بھیج دیئے
تھے جنہوں نے خفیہ طور پر محل کی تلاشی لے کر مہارانی کے خفیہ
سیف سے وہ سارا سٹف حاصل کر لیا تھا جس سے مہارانی مجھے کبھی
بھی بلیک میل کر سکتی تھی۔ سٹف حاصل کرنے کے باوجود میں نے
اپنے آدمیوں کو مسلسل مہارانی کی نگرانی پر مامور کر رکھا تھا تاکہ مجھے
مہارانی کی ایکٹوٹیز کا علم ہوتا رہے کہ وہ کس سے ملتی ہے اور اس
کی کن سے ڈیل ہوتی ہے۔ چونکہ اس نے میرے خلاف خفیہ طور
پر بلیک میلنگ سٹف جمع کیا تھا اس لئے میں بھی اس کے خلاف
کچھ ایسے ثبوت حاصل کرنا چاہتا تھا کہ وقت پڑنے پر میں مہارانی
کو اپنے قدموں میں جھکا سکوں۔ اس بات کا مینڈاگا کو بھی علم تھا۔
وہ بھی کسی بات سے مہارانی سے نالاں تھا۔ اس کے بھی کچھ آدمی
مہارانی کے محل میں موجود تھے۔ مینڈاگا کے ایک آدمی نے مینڈاگا
کو خبر دی کہ علی عمران جو دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے کو پھول
نگر میں دیکھا گیا ہے۔ مینڈاگا نے اپنے آدمیوں کو اس پر نظر
رکھنے کا حکم دیا۔ اس کے آدمیوں کی اطلاع کے مطابق عمران ایک
لڑکی کے ساتھ پھول نگر میں سیر و سیاحت کے لئے آیا ہے۔ اس
لڑکی کا تعلق بھی سیکرٹ سروس سے تھا۔ پھر اطلاع ملی کہ عمران اور
لڑکی، مہارانی سے ملنے اس کے محل میں جا رہے ہیں۔ ان دونوں
کے محل میں جانے کی خبر سن کر مینداگا کا ماتھا ٹھنکا۔ اسے خوف پیدا
ہوا کہ کہیں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی مہارانی کے خلاف کام نہ کر

رہے ہوں۔ اگر انہوں نے مہارانی کی گردن دبوچ لی تو مہارانی
اپنے ساتھ ساتھ اسے اور مجھے بھی لے ڈوبے گی اس لئے مینڈاگا
نے مجھے فون کیا اور مجھ سے کہا کہ نور محل میں میرے جو آدمی موجود
ہیں میں ان کے ذریعے فوری طور پر مہارانی کو ہلاک کرا دوں۔
مہارانی کے محل میں علی عمران کی موجودگی کا سن کر میں بھی پریشان
ہو گیا تھا۔ گو کہ میں نے مہارانی کے پاس موجود اپنا تمام سٹف
حاصل کر لیا تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ علی عمران ایک بار کسی کے
پیچھے لگ جائے تو وہ قبر تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے اور اس کا
مہارانی کے پاس جانا ہمارے لئے خطرے سے خالی نہیں ہو سکتا تھا
اس لئے اس کا آف ہو جانا ہی بہتر تھا''...... ہارتھ نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا تم نے اسے آف کرا دیا ہے''...... جم براؤن نے اس
کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ اسے وہاں موجود میرے ایک آدمی نے آف کر دیا
ہے''...... ہلدتھ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن عمران وہاں کس سلسلے میں گیا تھا''...... جم براؤن نے
حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میں نے تو مہارانی جہاں آراء کو اپنی بقاء
کے خطرے کے پیش نظر قتل کرایا ہے''...... ہارتھ نے جواب دیا تو
جم براؤن نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"بہرحال۔ اب یہ بتاؤ کہ تم سر سلطان کو کب اور کیسے اغوا کرو گے"...... جم براؤن نے دوبارہ اپنے مقصد کی طرف آتے ہوئے پوچھا۔

"اس کے لئے مجھے باقاعدہ پلاننگ کرنی پڑے گی کیونکہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ سر سلطان ان دنوں سخت سیکورٹی کے حصار میں رہتے ہیں۔ ان تک پہنچنا بہت مشکل ہے لیکن بہرحال میں آپ کا یہ کام کر دوں گا"...... ہارتھ نے کہا۔

"چوبیس گھنٹے۔ میں تمہیں چوبیس گھنٹوں سے زیادہ وقت نہیں دوں گا"...... جم براؤن نے سپاٹ لہجے میں کہا تو ہارتھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بڑی میز کے گرد پانچ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پانچ غیر ملکی بیٹھے ہوئے تھے۔

پانچوں افراد بے حد لمبے تڑنگے اور مضبوط جسموں کے مالک تھے اور ان کے چہروں پر سفاکی اور درندگی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ کافی دیر سے کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی کے سامنے جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں ٹرانسمیٹر پر جمی ہوئی تھیں اور وہ بار بار اپنی ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہروں پر شدید بے چینی اور اضطراب کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ کسی کی کال کے شدت سے منتظر ہوں۔

"چیف نے دو بجے کال کرنے کا کہا تھا اور اب دس منٹ اوپر ہو چکے ہیں۔ آخر چیف کال کیوں نہیں کر رہا"...... بار بار ریسٹ واچ دیکھنے والے نوجوان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ کہ چیف کسی کام میں مصروف ہو"...... اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان نے کہا۔

"چیف وقت کا پابند ہے۔ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ چیف نے بات کرنے کا وقت دیا ہو اور پھر اسے بات کرنے میں وقت لگا ہو"...... اس نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا وجہ ہوسکتی ہے جو چیف نے ابھی تک کال نہیں کی ہے"...... تیسرے نوجوان نے کہا۔

"سمجھ میں نہیں آ رہا ہے"...... اس نوجوان نے کہا۔

"کہا کیا تھا چیف نے۔ وہ کس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہے"...... چوتھے شخص نے کہا۔

"جس سلسلے میں اس نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ اس کے علاوہ چیف نے اور ہم سے کس سلسلے میں بات کرنی ہے"...... اس نے کہا۔

"تو کیا ہمارے کام کرنے کا وقت آ گیا ہے"...... پانچویں نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ چیف نے کہا تھا کہ وہ دو بجے ہمیں فائنل کال دے گا اور پھر ہم یہاں جس مقصد کے لئے آئے ہیں اسے انجام دینا شروع کر دیں گے"...... اس نوجوان نے کہا۔

"گڈ شو۔ چیف نے فائنل کال دینے کا فیصلہ کر کے اچھا کیا ہے کیونکہ میں یہاں فارغ رہ رہ کر بور ہوگیا تھا۔ میں بے چین تھا

کہ نجانے ہمیں یہاں کام کرنے کا موقع کب ملے گا اور میں کب اپنے ہاتھوں سے یہاں کے لوگوں میں موت بانٹنا شروع کروں گا۔ مجھے اپنے ہاتھوں سے بہایا ہوا انسانی خون بے حد پسند ہے اور جب سے میں یہاں آیا ہوں تب سے میں نے نہ تو کسی انسان کو ہلاک کیا ہے اور نہ ہی انسانی خون دیکھا ہے"...... دوسرے نوجوان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ جلد ہی تمہاری خواہش پوری ہو جائے گی۔ ہم یہاں اس قدر خون بہائیں گے جسے دیکھ کر تمہاری طبیعت خوش ہو جائے گی"...... تیسرے نوجوان نے سفاک لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئی۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں سن کر وہ سب خاموش ہو گئے اور چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھنے لگے۔

جس نوجوان کے سامنے ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف کالنگ فرام مارشل ایجنسی ہیڈ کوارٹر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے مسلسل کال دی جا رہی تھی۔

"یس۔ ڈی جان اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... اس نوجوان نے ایک بٹن پریس کر کے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کوڈ بتاؤ۔ اوور"...... دوسری طرف سے اس سے بھی زیادہ

سخت لہجے میں کہا گیا۔

''جی فائیو۔ اوور''...... ڈی جان نے جواب دیا۔

''سپیشل کوڈ۔ اوور''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''زیرو ون زیرو۔ اوور''...... ڈی جان نے جواب دیا۔

''اوکے۔ کوڈز درست ہیں۔ اب تم سے چیف بات کرے۔ اوور''...... دوسری طرف سے اسی طرح سخت لہجے میں کہا گیا۔

''اوکے۔ اوور''...... ڈی جان نے کہا اور ایک لمحے کے لئے دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

''چیف سپیکنگ۔ اوور''...... دوسری طرف سے انتہائی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''ڈی جان بول رہا ہوں۔ اوور''...... ڈی جان نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈی جان۔ تیار ہو جاؤ۔ اب تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے کام کا وقت آ گیا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے چیف نے کہا تو ڈی جان کی آنکھوں میں یکلخت مسرت کی چمک ابھر آئی۔ اس کے ساتھیوں کے چہرے بھی چیف کی بات سن کر کھل اٹھے تھے جیسے چیف نے کام کرنے کی اجازت دے کر انہیں بہت بڑی نوید سنا دی ہو۔

''گڈ شو۔ میں اور میرے ساتھی تیار ہیں چیف۔ ہمیں تو بس آپ کی طرف سے اجازت ملنے کا انتظار تھا۔ اوور''...... ڈی جان

نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کافی انتظار کرنا پڑا ہے لیکن میں کوئی بھی کام بغیر کسی مقصد کے نہیں کراتا۔ مجھے ایک خاص وقت کا انتظار تھا اس لئے میں نے تمہیں روک رکھا تھا اور اب وقت آ گیا ہے۔ اب تم اپنی کمریں کس لو اور پاکیشیا کو تباہ و برباد کرنے کا کام شروع کر دو۔ پاکیشیا میں اس قدر زیادہ اور خوفناک تباہی پھیلاؤ کہ پاکیشیا میں ہر سڑک اور ہر بازار خون سے بھر جائے۔ وہاں خوف اور دہشت کی ایسی فضاء پیدا کر دو کہ پاکیشیا کا ہر خاص و عام آدمی خوف سے کانپ اٹھے۔ نہ اسے رات کو چین نصیب ہو اور نہ دن کو سکون۔ ان کی زندگیوں میں موت کا ایسا خوف طاری کر دو کہ ان کی زندگیاں اجیرن ہو جائیں۔ انہیں ہر وقت اور ہر طرف موت ہی موت دکھائی دے۔ حکومت کی مشینری فیل ہو کر رہ جائے اور حکومت کے پاس پاکیشیائیوں کی لاشیں اٹھانے کے اور کوئی کام باقی نہ رہ جائے۔ اوور''...... دوسری طرف سے چیف نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم یہاں موت کا ایسا رقص کرائیں گے جس سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔ یہاں آگ اور خون کا ایسا بازار گرم ہو گا کہ سڑکیں ویران اور بازار سنسان ہو کر رہ جائیں گے۔ ہر طرف لاشیں اور خون کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے گا۔ اوور''...... ڈی جان نے بے رحمانہ لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا کی فضاء ہر وقت خوف اور دہشت کی لپیٹ میں ہونی چاہئے تاکہ پاکیشیا میں غیر ملکی مندوبین تو کیا ایک عام آدمی بھی آنے سے گریز کرے۔ یہاں ایسا ماحول پیدا کرو کہ پاکیشیا میں موجود دنیا بھر کے غیر ملکی نکل جانے پر مجبور ہو جائیں اور پاکیشیا میں موجود تمام دنیا کے سفارت خانے بند ہو جائیں۔ اوور“۔ چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ اس کے لئے ہمیں خصوصی طور پر چند سفارت خانوں کو بھی نشانہ بنانا پڑے گا تاکہ دوسرے ممالک کے سفارت اہلکار خود ہی پاکیشیا چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔ اوور“...... ڈی جان نے کہا۔

”کوئی پرواہ نہیں۔ پاکیشیا پر موت اور اندھیروں کا راج قائم کرنے کے لئے تمہیں کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے کرو۔ اس کے لئے میں تمہیں فری ہینڈ دے رہا ہوں۔ تم اپنی مرضی سے جسے چاہے ٹارگٹ کرو اور جہاں چاہے دھماکے کرو۔ ایک ساتھ سینکڑوں افراد کو موت کے گھاٹ اتار دو چاہے وہ بوڑھے ہوں، جوان ہوں، عورتیں ہوں یا بچے۔ پاکیشیا پر ایسی تباہی مسلط کر دو کہ پاکیشیا مکمل طور پر مفلوج اور تباہ حال ہو کر رہ جائے۔ اوور“...... چیف نے اسی طرح سرد اور سفاک لہجے مین کہا۔

”یس چیف۔ آپ نے ہمیں فری ہینڈ دے دیا ہے اب ہم پاکیشیا پر ایسی تباہی مسلط کریں گے کہ پاکیشیا برسوں اپنے زخم چاٹتا

رہے گا۔ یہاں کے لوگ زندگی کو ترس جائیں گے انہیں ہر طرف موت ہی موت دکھائی دے گی جس سے بچنا ان کے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ اوور“...... ڈی جان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”گڈ شو۔ یہ کام تم آج سے ہی شروع کر دو۔ اوور“...... چیف نے کہا۔

”یس چیف۔ ہم نے اس کام کے لئے پہلے سے ہی تیاری کر رکھی تھی۔ اب چونکہ آپ نے ہمیں فری ہینڈ دے دیا ہے اس لئے ہم یہاں کھل کر کام کریں گے اور موت کا بھیانک کھیل آج سے ہی شروع ہو جائے گا۔ دنیا بھر کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر پاکیشیا میں ہونے والی ہولناک تباہی کی ہیڈ لائنز ہوں گی اور ہر کوئی پاکیشیا کو حساس اور غیر محفوظ ملک تصور کرے گا اور کوئی بھی اس ملک میں آنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ ہم عام شاہراہوں اور علاقوں میں تباہی اور بربادی پھیلانے کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کے مین اداروں پر بھی حملے کریں گے اور پاکیشیا کا تمام نظام مکمل طور پر مفلوج اور تباہ کر دیں گے۔ اوور“۔ ڈی جان نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں تمہاری کارروائیوں کی رپورٹس کا منتظر رہوں گا مجھے یقین ہے کہ اگلے دو گھنٹوں کے بعد دنیا بھر کے ٹی وی چینلز پر پاکیشیا پر ہونے والی تباہ کاری کے علاوہ کوئی خبر نشر نہیں ہو گی اور ہر نشریاتی ادارہ دہشت گردی اور تباہی کا شکار ہونے والے پاکیشیا کے بارے میں خبر نشر کر رہا ہو گا۔ اوور“...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ اگلے دو گھنٹوں میں ہم پاکیشیا پر موت بن کر چھا جائیں گے۔ اوور"...... ڈی جان نے کہا۔

"سنو۔ تمہیں اس بات کا خاص خیال رکھنا ہے کہ پاکیشیا میں ہونے والی تباہی میں نہ تو مارشل ایجنسی کا نام آئے اور نہ ہی کسی کو اس بات کا علم ہو کہ اس تباہی کے پیچھے ڈینجر فائیو کا ہاتھ ہے۔ وہاں تمہیں اس انداز میں کام کرنا ہو گا کہ ہر موت کے پیچھے مقامی اور عسکریت پسندوں کا ہاتھ ہے۔ تمہیں خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچ کر رہنا ہو گا۔ اگر وہ تمہارے پیچھے لگ گئے تو پھر وہ قبروں تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تمہاری اور میری اس بات کی پہلے ہی کمٹمنٹ ہو چکی ہے کہ اگر تم یا تمہارا کوئی ساتھی پکڑا گیا تو وہ کسی بھی صورت میں زبان نہیں کھولے گا کہ ڈینجر فائیو کو پاکیشیا میں تباہی کے لئے اکیڈمی مارشل ایجنسی نے ہائر کیا ہے۔ اوور"...... چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ ڈینجر فائیو پاکیشیا کی کسی ایجنسی کے ہاتھ نہیں آئیں گے اور نہ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈینجر فائیو کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ڈینجر فائیو کے آڑے آنے والا اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔ بہرحال کمٹمنٹ کے تحت اگر ہم میں سے کوئی بھی کسی سرکاری ایجنسی یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ لگ گیا تو وہ ان کے سامنے زبان کھولنے سے زیادہ اپنی موت کو ترجیح دے گا۔ اس مقصد کے لئے ہم نے اپنے جسموں میں ایسی ڈیوائسز

لگا رکھی ہیں۔ ان ڈیوائسز کی مدد سے ہمیں محض زبان سے ایک مخصوص کوڈ بولنا ہو گا۔ اس کوڈ کے بولتے ہی ہمارے جسموں میں لگی ہوئی ڈیوائس آن ہو جائے گی اور ہمارا جسم کسی بم کی طرح پھٹ جائے گا اور ہمارے اردگرد جو بھی ہو گا وہ بھی اس تباہی کی زد میں آ کر ہلاک ہو جائے گا۔ پاکیشیائی ایجنسیاں کسی بھی صورت میں ہمارے جسموں میں چھپی ہوئی ڈیوائسز تلاش نہیں کر سکیں گی اور نہ ہی انہیں ہماری زبان کھلوانے کا کوئی موقع ملے گا۔ اوور"۔ ڈی جان نے کہا۔

"گڈ شو۔ اب تم پاکیشیا پر موت بن کر چھا جاؤ اور پاکیشیا کا سکون مکمل طور پر درہم برہم کر دو۔ اوور"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... ڈی جان نے کہا اور چیف نے اسے چند مزید ہدایات دے کر اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"چیف نے اچھا کیا ہے جو ہمیں فری ہینڈ دے دیا ہے۔ اب ہم اپنی مرضی سے جہاں چاہیں حملے کر سکتے ہیں اور جسے چاہیں ہلاک کر سکتے ہیں"...... ڈی جان کے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ یہ ڈینجر فائیو کا نمبر ٹو تھا جس کا نام رالف تھا۔ ڈی جان چونکہ ڈینجر فائیو کا باس تھا اس لئے اس کا کوڈ ڈی ون تھا۔ رالف ڈی ٹو تھا۔ اسی طرح تیسرے آدمی کا نام جیرم تھا جو ڈی تھری کہلاتا تھا۔ چوتھے آدمی کا نام فرانکو تھا اور پانچواں سٹانگر تھا۔ ان کے کوڈز ڈی فور اور ڈی فائیو تھے۔

’’ہاں۔ میں خود بھی یہی چاہتا تھا کہ چیف ہمیں مخصوص علاقوں پر حملے کرنے کا حکم دینے کی بجائے فری ہینڈ دے تاکہ ہم مناسب منصوبہ بندی کرتے ہوئے اپنے طور پر موت کا کھیل کھیل سکیں اور پاکیشیا کو خون میں نہلا سکیں‘‘...... ڈی تھری نے کہا۔

’’بہرحال۔ اب بتاؤ کیا پروگرام ہے۔ تم نے چیف سے تو کہہ دیا ہے کہ ہماری تیاری مکمل ہے۔ کیا ہمیں ایک ساتھ کام کرنا ہے یا پھر ہمیشہ کی طرح الگ الگ اور اپنے اپنے انداز میں‘‘...... ڈی فور نے کہا۔

’’ہم اپنے اپنے طریقے سے ہی کام کریں گے اور کسے کیا کرنا ہے یہ سب کو معلوم ہے۔ کارروائی کرتے ہوئے ہم ایک دوسرے سے الگ رہیں گے اس کے بعد ہم سب اسی ٹھکانے پر جمع ہو جایا کریں گے۔ ہمارے پاس ریسٹ واچز میں ٹرانسمیٹر لگے ہوئے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر ہم مخصوص فریکوئنسی پر ایک دوسرے سے رابطہ کر سکتے ہیں اور یہ بات واضح رہے کہ ہم کسی بھی صورت میں کسی ایجنسی کے ہاتھ نہیں آئیں گے چاہے اس کے لئے ہمیں مزید لاشوں کے پشتے لگانے پڑیں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی پکڑا جاتا ہے تو پھر اسے کیا کرنا ہے یہ مجھے دوبارہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے مارشل ایجنسی سے دس گنا معاوضے پر یہ مشن حاصل کیا ہے اور مارشل ایجنسی نے اس شرط پر ہمیں یہ مشن دیا ہے کہ پکڑے جانے کی صورت میں ہم اپنی جان دے دیں گے لیکن

مارشل ایجنسی کا نام زبان پر نہیں لائیں گے۔ اس مشن میں جس طرح ہمارے ہاتھوں پاکیشیائی موت کا شکار ہوں گے اسی طرح ہمیں بھی ہر حال میں اپنی جانیں اپنی ہتھیلیوں پر رکھنی ہوں گی۔ کیا تم سب اس کے لئے تیار ہو‘‘...... ڈی جان نے ان سب کی طرف باری باری دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

’’ہاں۔ ہم تیار ہیں‘‘...... ان چاروں نے بیک زبان ہو کر جواب دیا۔

’’گڈ شو۔ تو پھر تم سب اپنا اپنا سامان باندھو اور باہر جا کر اپنا کام شروع کر دو۔ آج کا دن پاکیشیا کے لئے قیامت خیز ثابت ہونا چاہئے۔ ہر طرف ایسی تباہی پھیلاؤ کہ موت بھی یہ تباہی دیکھ کر کانپ اٹھے‘‘...... ڈی جان نے سرد لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی چاروں بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر درندگی اور وحشت کے سائے لہرانے لگے تھے اور ان کی آنکھوں میں اس قدر شیطانی چمک ابھر آئی تھی جسے دیکھ کر عام آدمی یقینی طور پر لرز کر رہ جاتا۔

کمرہ زور دار تھپڑوں کی آواز سے گونج رہا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے مینڈاگا کو ایک کرسی پر بٹھا کر اسے مضبوطی کے ساتھ رسیوں سے باندھ دیا تھا۔

جب مینڈاگا رسیوں سے بندھ گیا تو تنویر آگے بڑھا اور اس نے مینڈاگا کے منہ پر زور دار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چوتھا تھپڑ پڑتے ہی مینڈاگا کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور اسے ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی مینڈاگا نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔

''یہ۔ یہ کیا۔ کون ہو تم اور تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا ہے''...... مینڈاگا کا جیسے ہی شعور بیدار ہوا اس نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''ہم موت کے نمائندے ہیں۔ تمہاری جان آسانی سے سلب

کر سکیں اسی لئے تمہیں باندھ دیا گیا ہے تاکہ تم جان کنی کے عالم میں ہاتھ پیر نہ مار سکو''...... تنویر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ موت کے نمائندے''...... مینڈاگا نے ہکلا کر کہا۔

''ہاں۔ اب اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تمہیں کوئی تکلیف نہ دیں تو بتاؤ کہ ڈینجر فائیو کہاں ہیں''...... تنویر نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''ڈینجر فائیو۔ کون ڈینجر فائیو''...... مینڈاگا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یہ نام اس نے زندگی میں پہلی بار سنا ہو۔ اس کے لہجے سے ہی تنویر اور اس کے ساتھیوں کو اندازہ ہو گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

''ایکریمیا کی قاتل تنظیم جسے تم نے پاکیشیا میں قتل و غارت کے لئے خصوصی طور پر بلایا ہے''...... صفدر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے بھلا یہاں کسی قاتل تنظیم کو بلانے کی کیا ضرورت ہے''...... مینڈاگا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے تم ایسے زبان نہیں کھولو گے''...... تنویر نے غرا کر کہا۔

''جب میں کسی قاتل تنظیم کے بارے میں جانتا ہی نہیں تو پھر میں اس کے بارے میں تمہیں کیا بتاؤں''...... مینڈاگا نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ اس نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا۔

''تو پھر تم ڈینجر فائیو کی تصویریں دیکھ کر چونکے کیوں تھے''۔

کیپٹن شکیل نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ تصویریں بے حد بھیانک شکل کے افراد کی تھیں۔ انہیں دیکھ کر تو کوئی بھی چونک سکتا تھا''...... مینڈاگا نے کہا تو تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک تیز دھار والا خنجر نکال لیا۔ خنجر دیکھ کر ایک لمحے کے لئے مینڈاگا کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہوئے لیکن اس نے خود کو فوراً سنبھال لیا۔

''اب بھی وقت ہے مینڈاگا۔ ہمیں ڈینجر فائیو کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں ہیں۔ ورنہ......'' تنویر نے خنجر اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... مینڈاگا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے کمرہ مینڈاگا کی انتہائی تیز اور دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر کا ہاتھ چلا تھا اور مینڈاگا کی ناک کا اگلا سرا کٹ گیا تھا۔ مینڈاگا کی کٹی ہوئی ناک سے خون کا فوارا پھوٹ پڑا تھا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس۔ میں کسی ڈینجر فائیو کو نہیں جانتا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں''...... مینڈاگا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے تنویر کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس مرتبہ مینڈاگا کا دایاں کان کٹ کر نیچے گر گیا۔ مینڈاگا کرسی پر بندھے ہونے کے باوجود ماہی بے آب کی طرح پھڑک رہا تھا۔ اس کے حلق سے چیخوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

''بولو۔ جلدی بولو ورنہ......'' تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں نہیں جانتا۔ میں نہیں جانتا''...... مینڈاگا نے شدید اذیت میں مبتلا ہونے کے باوجود ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے غراتے ہوئے خنجر والا ہاتھ مار کر اس کا دوسرا کان بھی کاٹ دیا۔ مینڈاگا کی حالت انتہائی دگرگوں ہو گئی تھی۔ وہ کچھ دیر چیختا رہا پھر اس کی چیخیں دم توڑنا شروع ہو گئیں اور اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ تکلیف کی شدت اس کے لئے ناقابل برداشت ہو گئی تھی اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

اسے بے ہوش ہوتا دیکھ کر تنویر نے اس کے زخمی چہرے پر ایک بار پھر تھپڑوں کی بارش کرنی شروع کر دی۔ تیسرا یا چوتھا تھپڑ پڑتے ہی مینڈاگا کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی وہ ایک بار پھر حلق کے بل چیخنا شروع ہو گیا۔

''بتاؤ مینڈاگا۔ ڈینجر فائیو کے بارے میں بتاؤ ورنہ میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا''...... تنویر نے انتہائی سخت اور سفاک لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے مینڈاگا کے سر کے ایک حصے پر زوردار پنچ مار دیا۔ یہ پنچ اس قدر زوردار تھا کہ مینڈاگا کا جسم یکبارگی بری طرح سے لرز کر رہ گیا اور پھر اس کے جسم میں جیسے تھرتھری سی دوڑ گئی۔

''رر۔ رر۔ رک۔ جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ تم انتہائی ظالم،

بے رحم اور سفاک انسان ہو۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ“...... مینڈاگا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو بتاؤ۔ کہاں ہیں ڈینجر فائیو اور تم نے انہیں یہاں کس مقصد کے لئے بلایا ہے“...... تنویر نے سرد لہجے میں کہا۔

”مم مم۔ میں نے انہیں نہیں بلایا“...... مینڈاگا نے اسی طرح سے تڑپتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کس نے بلایا ہے انہیں اور تم ان کے بارے میں کیسے جانتے ہو“...... تنویر نے خنجر کی نوک اس کی ایک آنکھ کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس بار مینڈاگا نے اسے جواب نہ دیا تو وہ خنجر کی نوک اس کی آنکھ میں گھسا دے گا۔

”وہ وہ......“ مینڈاگا نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور پھر اچانک اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کا سر ایک بار پھر ڈھلک گیا۔

”ہونہہ۔ بزدل کہیں کا۔ بار بار بے ہوش ہو جاتا ہے“...... تنویر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اس نے پھر مینڈاگا کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی لیکن اس بار مینڈاگا کے جسم میں نہ کوئی حرکت پیدا ہوئی اور نہ اسے ہوش آیا۔

”رک جاؤ تنویر۔ یہ مر چکا ہے“...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا تو تنویر کے ہاتھ رک گئے۔

”مر چکا ہے۔ کیا مطلب۔ اتنی جلدی کیسے مر گیا یہ“...... تنویر

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لگتا ہے یہ انتہائی کمزور دل کا مالک تھا۔ یہ تمہارا تشدد برداشت نہیں کر سکا ہے اور ہلاک ہو گیا ہے“...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو تنویر نے بھی جواباً غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔ صفدر آگے بڑھا اور وہ مینڈاگا کے دل کی دھڑکن اور پھر نبض چیک کرنے لگا۔

”یہ واقعی مر چکا ہے“...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ بس اس میں اتنی ہی جان تھی۔ ابھی تو میں نے اس کی آنکھیں اور پھر اس کی آنتیں نکالنی تھیں اور یہ پہلے ہی مر گیا ہے بزدل انسان“...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

”بعض انسان دیکھنے میں انتہائی طاقتور اور مضبوط اعصاب کے مالک ہوتے ہیں لیکن اندر سے وہ اتنے ہی کھوکھلے اور کمزور ہوتے ہیں کہ ایک تھپڑ کھاتے ہی ان کی جان نکل جاتی ہے۔ مینڈاگا دیکھنے میں ہی انتہائی طاقتور اور مضبوط اعصاب کا تھا لیکن اس میں قوت برداشت زیادہ نہیں تھی اس لئے یہ تمہارا تشدد برداشت نہیں کر سکا اور ہلاک ہو گیا“...... صفدر نے کہا۔

”بہرحال یہ طے ہے کہ ڈینجر فائیو کے بارے میں یہ سب کچھ جانتا تھا“...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے ہی پتہ چل رہا تھا کہ

ڈینجر فائیو کو یہاں اسی نے کسی مقصد کے لئے بلایا ہے''..... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اگر ڈینجر فائیو کو پاکیشیا بلانے والا یہی ہے تو پھر اس کے بارے میں ہمیں اس کے آفس سے ضرور کچھ نہ کچھ مل جائے گا۔ ہمیں اس کے آفس کی تلاشی لینی چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا لیا۔ تنویر خاموش کھڑا غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچے مینڈاگا کی لاش دیکھ رہا تھا۔

''چھوڑو۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ ہمارے ساتھ مل کر اس کے آفس کی تلاشی لو۔ یہاں سے ہمیں ڈینجر فائیو کے بارے میں ضرور کوئی نہ کوئی کلیو مل جائے گا''...... صفدر نے اسے خاموش کھڑا دیکھ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''اگر کچھ نہ ملا تو''...... تنویر نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیوں نہیں ملے گا۔ یہ اس کا مخصوص ٹھکانہ ہے۔ غیر ملکی مجرموں کو کسی بھی غرض سے بلانے کے لئے ایسے لوگوں کو ان مجرموں سے باقاعدہ تحریری معاہدے کرنے پڑتے ہیں۔ اگر ڈینجر فائیو کو اس نے ہائر کیا ہے تو پھر اس نے یقیناً ان سے کوئی نہ کوئی تحریری معاہدہ بھی کیا ہو گا جو اسی دفتر میں موجود ہو گا''...... صفدر نے کہا تو تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تینوں مینڈاگا کے دفتر کی انتہائی باریک بینی سے تلاشی

لینے لگے لیکن انہیں وہاں سے ڈینجر فائیو کے بارے میں کوئی ثبوت نہ ملا۔

''شاید اس نے ثبوت کسی خفیہ جگہ چھپا رکھے ہیں۔ میں اور کیپٹن شکیل اس خفیہ جگہ کو تلاش کرتے ہیں تم مینڈاگا کی جیبوں کی تلاشی لو اور اس کی جیب سے اس کا سیل فون نکال لو۔ اس کے سیل فون سے شاید ہمیں کوئی ایسا نمبر یا ڈیٹا مل جائے جو ہمارے کام آ سکے''...... صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ آگے بڑھ کر مینڈاگا کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔ مینڈاگا کا سیل فون اس کے کوٹ کی اوپر والی جیب میں ہی موجود تھا۔ تنویر نے اس کی جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس پر موجود نمبرز چیک کرنے لگا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل بدستور کمرے کی تلاشی لے رہے تھے وہ کمرے کی دیواروں کو بھی ٹھونک بجا کر دیکھ رہے تھے کہ شاید مینڈاگا نے دیواروں میں کوئی خفیہ سیف یا خانہ بنا رکھا ہو لیکن انہیں وہاں کوئی خفیہ سیف تو نہیں ملا البتہ دیوار پر لگی ہوئی ایک کیل دیکھ کر صفدر نے جیسے ہی اسے پریس کیا۔ دیوار میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ایک دروازے جیسا خلاء بن گیا۔

خلاء دیکھ کر وہ دونوں چونک پڑے اور اس کے قریب آ گئے خلاء کی دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی جو خالی تھی۔

''یہ تو کلب سے نکلنے کا خفیہ راستہ ہے''...... کیپٹن شکیل نے

کہا۔

"ہاں۔ شاید مینڈاگا نے یہ راستہ ایمرجنسی کے لئے بنوا رکھا ہے تاکہ ریڈ ہونے کی صورت میں وہ یہاں سے خفیہ طور پر نکل سکے"...... صفدر نے جواب میں اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ تنویر بھی تیز تیز چلتا ہوا دروازے کے پاس آ گیا۔

"تمہیں کچھ ملا اس کے سیل فون سے"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہاں۔ چند نمبر ملے ہیں جو شاید ہمارے کام آ سکیں"۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ہمیں اس کے دفتر سے کچھ نہیں ملا ہے۔ اب ہمیں اس سیل فون سے ہی ڈینجر فائیو کا سراغ لگانا ہوگا اگر اس سیل فون میں ان کا کوئی رابطہ نمبر ہوا تو ہم ٹریکنگ سسٹم سے ان کا پتہ لگا لیں گے"...... صفدر نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب ہمارا یہاں رکنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ گیا ہے۔ چلو یہاں سے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہمیں اسی خفیہ راستے سے باہر جانا چاہئے۔ دیکھتے ہیں کہ یہ راستہ کلب کے کس حصے سے نکلتا ہے"...... صفدر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ خلاء سے نکل کر راہداری میں آ گئے۔ جیسے ہی وہ راہداری میں آئے ان کے پیچھے خلاء خود بخود بند ہو گیا۔

وہ راہداری میں چلتے ہوئے آخری حصے میں بنے ہوئے ایک

کمرے میں پہنچے۔ یہ کمرہ شاید مینڈاگا نے عشرت کدے کے طور پر بنا رکھا تھا۔ وہاں آرام دہ بستر اور شراب کی بوتلوں کا ایک بڑا ریک لگا ہوا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ باہر آئے تو یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئے کہ دروازہ کلب کی عقبی سڑک کی طرف کھلا تھا۔

"ہم یہیں کھڑے ہیں تم جا کر کلب سے جیپ لے آؤ"۔ صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف بڑھ گیا اور آگے جا کر ایک گلی کی طرف گھوم گیا۔ یہ گلی خالی تھی۔ اس گلی میں دوسری عمارتوں کے عقبی حصے تھے جہاں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوئے تھے اس لئے شاید ہی کوئی اس طرف آتا ہو۔

"مینڈاگا کا سیل فون کہاں ہے"...... صفدر نے پوچھا تو تنویر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مینڈاگا کا سیل فون نکال کر اسے دے دیا۔ صفدر نے سیل فون آن کیا اور اس کا لاگ باکس کھول کر ان کمنگ اور آؤٹ گوئنگ کالز کا ڈیٹا چیک کرنے لگا۔ ابھی وہ ڈیٹا چیک کر ہی رہا تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے۔ سکرین پر ایک نیا نمبر ڈسپلے کر رہا تھا۔

"کوئی نیا نمبر ہے"...... صفدر نے کہا۔

"دیکھو کون ہے"...... تنویر نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سیل فون کا بٹن پریس کیا اور کان سے لگا لیا۔

"یس"...... صفدر نے آواز بدلتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ڈی جان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور ڈی جان کا سن کر صفدر بری طرح سے چونک پڑا۔ تنویر چونکہ اس کے قریب ہی کھڑا تھا اس لئے اس نے بھی یہ نام سن لیا تھا۔ ڈی جان، ڈینجر فائیو کے سربراہ کا نام تھا جس کی تلاش میں وہ یہاں تک پہنچے تھے اور اب وہی ڈی جان، مینڈاگا کے نمبر پر کال کر رہا تھا۔

"اوہ تم"...... صفدر نے جان بوجھ کر مختصر انداز میں بات کرتے ہوئے کہا تا کہ ڈی جان اس کی آواز پہچان نہ سکے۔

"ہاں۔ لیکن یہ تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے۔ کچھ بدلی بدلی سی محسوس ہو رہی ہے"...... ڈی جان نے کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ انتہائی احتیاط کے باوجود ڈی جان نے اس کی بدلی ہوئی آواز پہچان لی تھی۔

"کچھ نہیں۔ ایک تو گلا خراب ہے اور دوسرا میں نے ضرورت سے زیادہ پی لی تھی اس لئے شاید تمہیں میری آواز بدلی ہوئی محسوس ہو رہی ہے"...... صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہاری آواز میں مجھے نمایاں فرق محسوس ہو رہے۔ بتاؤ کون ہو تم اور مینڈاگا کہاں ہے"...... ڈی جان نے اس بار انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں مینڈاگا ہی بول رہا ہوں ڈی جان"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ میں مینڈاگا کی آواز بخوبی پہچان سکتا ہوں اور تم مینڈاگا نہیں ہو۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے ڈی جان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کان سے سیل فون ہٹا لیا۔

"بے حد ذہین اور چالاک انسان ہے ایک لمحے میں پہچان گیا تھا کہ تم مینڈاگا نہیں ہو"...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن بہرحال اس نے اس نمبر پر کال کر کے ہمیں خود تک پہنچنے کا راستہ ضرور دے دیا ہے"...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"اس کا نمبر"...... تنویر نے استفہامیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہم اس نمبر کو ٹریک کریں گے اور اس تک پہنچ جائیں گے"...... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ اس نے مینڈاگا کا نمبر آف کر دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں کیپٹن شکیل جیپ لے کر وہاں پہنچ گیا اور وہ دونوں جیپ میں سوار ہو گئے۔

"اب کہاں جانا ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"مینڈاگا کے سیل فون پر ڈینجر فائیو کے سربراہ ڈی جان کی کال آئی تھی۔ ہمیں اس کا نمبر ٹریک کرنا ہے تا کہ پتہ چل سکے کہ وہ اس وقت کہاں ہے"...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کو ڈی جان سے ہونے والی گفتگو سے آگاہ کر دیا۔

"چلو یہ تو کنفرم ہو گیا ہے کہ ڈی جان کا تعلق مینڈاگا سے تھا۔

مگر یہ اچھا نہیں ہوا ہے کہ مینڈا گا ہمیں کچھ بتائے بغیر ہلاک ہو گیا ہے۔ اگر وہ جلدی ہلاک نہ ہوتا تو ہم اس سے ڈی جان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ضرور کچھ نہ کچھ اگلوا لیتے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ کہتے ہیں کہ امید کا اگر ایک دروازہ بند ہو جائے تو اس کی جگہ سو دروازے کھل جاتے ہیں۔ ہم اسی طرح سے کام کرتے رہے تو جلد ہی ڈینجر فائیو تک پہنچ جائیں گے''۔ صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''خیریت۔ آپ کچھ الجھے الجھے سے دکھائی دے رہے ہیں''۔ سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میری زندگی ہی الجھی ہوئی ہے پیارے۔ کسی طرح سے سلجھنے کا نام ہی نہیں لیتی''...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب دیکھ لو۔ بڑی مشکلوں سے چیف کی منت سماجت کر کے جولیا کو پُر فضا پہاڑی مقام پر لے گیا تھا سوچا تھا کہ وہاں نہ ظالم سماج ہو گا اور نہ رقیب روسفید۔ اس لئے میں سکون سے اس سے اپنے دل کی بات کروں گا اور اس کی سنوں گا اور ہم مستقبل کی مکمل پلاننگ کر کے ہی واپس آئیں گے لیکن افسوس۔ کم بختی جب آئے

اونٹ چڑھے کو کتا کھائے“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے مثل دی ہے جس کا مطلب ہے کہ ہونی بہرحال ہو کر رہتی ہے خواہ لاکھ احتیاط کی جائے“...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ پھول نگر میں رقیب سفید رو سے تو بچ گیا تھا لیکن ظالم سماج بھلا راج ہنسوں کے جوڑے کو کہاں سکون لینے دیتا ہے۔ میری بدبختی ہی تھی جو میں جولیا سے مستقبل کی پلاننگ کرنے کی بجائے اسے لے کر مہارانی جہاں آراء کے دربار میں پہنچ گیا تھا۔ اگر میں وہاں نہ جاتا تو وہ بے چاری زندہ ہوتی اور میں اور جولیا اس سے اپنے ہونے والے بچوں کے نام بھی سلیکٹ کرا چکے ہوتے“...... عمران نے افسردہ لہجے میں کہا۔

”زندہ ہوتی۔ کیا مطلب۔ کیا مہارانی جہاں آراء ہلاک ہو چکی ہے“...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسے کسی نے گولی مار دی ہے اور اب وہ مہارانی بے چاری لاش بنی ہوئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن کس نے ماری ہے اسے گولی اور کیوں“...... بلیک زیرو نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

”اسے ہماری نظر لگی ہے“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”نظر لگی ہے۔ میں سمجھا نہیں“...... بلیک زیرو نے اسی انداز

میں کہا۔

”دانش منزل میں دانش مند ہونے کے باوجود کچھ نہ سمجھ سکو تو پھر تمہاری دانش پر مجھے رونا ہی آئے گا“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے وہ یہ جاننا چاہتا ہو کہ عمران آخر کہنا کیا چاہتا ہے۔

”کہیں آپ یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ آپ اور جولیا اس سے ملنے نور محل گئے تھے اسی لئے مہارانی کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اچھا بھلا سیٹ اپ چل رہا تھا۔ مہارانی نے راسکلز کنگ کو کال کیا تھا اور اس میٹنگ میں شرکت کے لئے ٹائیگر کو بھی تیار کیا تھا لیکن پھر پتہ نہیں کیوں میں نے مہارانی سے اس کے محل میں جا کر ملنے کا پروگرام بنا لیا اور پرنس آف ڈھمپ اپنی ہونے والی پرنسز کو لے کر سیدھا وہاں پہنچ گیا۔ وہاں شاید پہلے سے ہی ڈینجر فائیو کا کوئی رکن موجود تھا۔ اس نے مجھے نقصان پہنچانے کی بجائے مہارانی جہاں آراء کو ہی راستے سے ہٹا دیا تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آپ کو چاہئے تھا کہ آپ راسکلز کی میٹنگ ہونے تک انتظار کرتے۔ آپ کو اچانک وہاں جانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی“...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میرا اور جولیا کا ہمارے ہونے والے بچوں کے ناموں پر کوئی

سمجھوتا نہیں ہو رہا تھا۔ وہ بچوں کے جو نام رکھنا چاہتی تھی وہ مجھے پسند نہیں تھے اور جو نام میں نے اسے بتائے تھے اس پر جولیا نے ناک بھوں چڑھانی شروع کر دی تھی تو میں نے سوچا کہ ہم دونوں جہاندیدہ مہارانی کے پاس جاتے ہیں اور اس سے ہی اس بات کا فیصلہ کرا لیتے ہیں''...... عمران نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''مطلب یہ کہ آپ غیر ارادتاً جولیا کو لے کر مہارانی سے ملنے چلے گئے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اسی لئے تو کہتے ہیں کہ پاگلوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں لیکن میں نے تو سر پر ہاتھ پھیر کر دیکھا تھا میرے سر پر سینگ نہیں تھے پھر نجانے مجھ سے یہ حماقت کیوں ہو گئی''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا اس بات کا پتہ نہیں چل سکا ہے کہ مہارانی کو کس نے ہلاک کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹائیگر وہیں موجود ہے اور وہ اسی قاتل کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ وہ اس بیل کو کیسے منڈھے چڑھاتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہوا کیا تھا۔ کیا مہارانی جہاں آراء کو آپ کے سامنے گولی ماری گئی تھی''...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اسے سارا واقعہ سنا دیا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ مہارانی کا قاتل نور محل میں ہی

موجود تھا۔ اس نے جب آپ کو مہارانی کے پاس دیکھا تو اسے خطرہ ہوا کہ کہیں آپ ان کے رنگ میں بھنگ ڈالنے تو نہیں آ گئے اس لئے اس نے شاید اوپر سے ملنے والی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے مہارانی کو گولی مار دی ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''حالات اور واقعات سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ مہارانی کو میری وجہ سے گولی ماری گئی ہے بہرحال جو بھی ہو گا ٹائیگر اس معاملے میں خاصا ہوشیار ہے وہ جلد ہی سارے معاملے کا پتہ چلا لے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس بات کا کیسے پتہ چلے گا کہ مہارانی نے محل میں پاکیشیا کے نامور کرمنلز کو میٹنگ کال کیوں کی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا بھی پتہ چل جائے گا۔ مجھے اصل فکر تو اس معاملے کی ہے کہ ڈینجر فائیو کا ایک رکن مہارانی سے کیوں ملا تھا۔ اس کے بعد ہی مہارانی نے راسکلز کنگز کی میٹنگ کال کی تھی۔ ڈینجر فائیو کا پاکیشیا میں ہونا ہی ایک بڑا المیہ ہے۔ مجھے تو اس بات کی حیرت ہے کہ ڈینجر فائیو پچھلے کئی روز سے پاکیشیا میں موجود ہیں اور ابھی تک ان کی طرف سے ایک بھی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی ہے جبکہ ڈینجر فائیو جس ملک میں جاتے ہیں وہاں جاتے ہی آگ اور خون کا طوفان برپا کر دیتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ہمیں فوری طور پر

ڈینجر فائیو کی پاکیشیا آمد کا علم ہو گیا ہے ورنہ نجانے وہ یہاں کیا طوفان برپا کر دیتے۔ شاید ان کے علم میں بھی یہ بات آ گئی ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے پیچھے لگ چکی ہے اس لئے وہ یہاں کسی بھی قسم کی کارروائی کرنے سے گریز کر رہے ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ اطلاع ہمیں ایکریمیا کے فارن ایجنٹ پال نے دی تھی۔ کیا اس نے دوبارہ رابطہ نہیں کیا۔ میں نے اسے ہدایات دی تھیں کہ وہ اس بات کا پتہ لگانے کی کوشش کرے کہ ڈینجر فائیو کو پاکیشیا میں کارروائیاں کرانے کے لئے کس نے ہائر کیا ہے اور ان کے پیچھے ایسے کون سے خفیہ ہاتھ ہیں جو پاکیشیا کا سکون تہہ و بالا کرانا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تک تو اس کی طرف سے مجھے کوئی رپورٹ نہیں ملی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے بی سکس ٹرانسمیٹر لا کر دو۔ میں خود اس سے بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر ملحقہ روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو ابھی ٹرانسمیٹر لینے دوسرے کمرے میں گیا ہی تھا کہ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کی سکرین پر ٹائیگر کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے سیل فون کا بٹن پریس کیا اور کان سے لگا لیا۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"مہارانی کے قاتل کا کوئی کلیو ملا"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے مہارانی کا سیل فون اُڑا لیا تھا۔ سیل فون پر جو آخری کال کی گئی تھی۔ میں نے اس نمبر کے بارے میں تمام انفارمشن حاصل کر لی ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ کیا پتہ چلا ہے۔ کس کا نمبر ہے وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ یہ نمبر ہاسٹ کلب کے ایک آدمی کا ہے جس کا نام جیمز ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کون ہے یہ جیمز اور یہ کس کے لئے کام کرتا ہے"...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ہاسٹ کلب کے مالک ہارتھ کا ساتھی ہے اور اس کے ایک مخصوص گروپ کے لئے کام کرتا ہے۔ کال اسی کے نمبر سے کی گئی تھی۔ مہارانی کے کمرے میں چونکہ سیل فون کے سگنل کلیئر نہیں آتے اس لئے مہارانی کو ہر بار سیل فون پر بات کرنے کے لئے باہر برآمدے میں آنا پڑتا ہے۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ جیمز نے جان بوجھ کر مہارانی جہاں آراء کو کال کی تا کہ وہ فون سننے کے لئے برآمدے میں آ جائے اور پھر جیسے ہی مہارانی فون سننے کے

لئے برآمدے میں آئی، محل کی چھت پر بیٹھے ہوئے ایک شوٹر نے اسے گولی مار دی“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تو کیا مہارانی کو جیمز نے ہی گولی ماری ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”نو باس۔ مہارانی کے سیل فون سے ہی میں نے اسے ٹریک کیا ہے۔ اس نے کلب سے ہی مہارانی کو کال کی تھی۔ میں نے فوری طور پر جیمز کے سیل فون کا ڈیٹا حاصل کیا۔ اس ڈیٹا سے مجھے ایک اور نمبر ملا ہے جو ہیرلڈ نامی آدمی کا ہے۔ جیمز کے نمبر پر ہیرلڈ کے نمبر سے ہی کال کی گئی تھی۔ جب میں نے ہیرلڈ کے نمبر کو ٹریک کیا تو پتہ چلا کہ اس کے فون کی لوکیشن نور محل ہی تھی۔ وہ نور محل میں موجود تھا اور مہارانی جہاں آراء کو ہلاک کرنے کے کچھ ہی دیر بعد وہ محل سے نکل گیا تھا۔ میں نے اس کے نمبر کو ٹریکنگ سسٹم پر ڈال رکھا تھا اور مسلسل اس کی لوکیشن چیک کر رہا ہوں۔ جیسے ہی وہ کسی مخصوص ٹھکانے پر پہنچے گا میں فوری طور پر وہاں پہنچ جاؤں گا اور اسے وہاں سے اٹھا لوں گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ اسی ہیرلڈ نے ہی مہارانی کو گولی ماری ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”اس کے بارے میں ابھی میں کنفرم نہیں ہوں۔ البتہ اس کا نور محل میں ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ مہارانی کو گولی مارنے میں اسی کا ہاتھ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ مہارانی کے محل میں کام کرنے والے

افراد پھول نگر سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ مہارانی باہر کے آدمی کو محل میں رکھنا پسند نہیں کرتی۔ ہیرلڈ کے بارے میں تو فون ٹریک کرنے سے پتہ چلا ہے کہ وہ بھی محل میں موجود تھا۔ ہوسکتا ہے کہ اس نے محل کے کسی آدمی کی جگہ لے رکھی ہو۔ یہاں ایک آدمی، مہارانی کے قتل کے بعد سے غائب ہے۔ اس کا تعلق محل کی سیکورٹی سے ہے۔ اس کا نام نشاط ہے اور اس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اسے مہارانی کے قتل کے بعد چھت سے اترتے دیکھا گیا تھا اس کے آدھے گھنٹے کے بعد وہ محل سے اچانک غائب ہو گیا تھا۔ شاید وہی ہیرلڈ تھا اور کام ہو جانے کے بعد اس نے وہاں سے نکل جانا ہی مناسب سمجھا ہو“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”بہرحال۔ اس بات کا پتہ تب ہی چلے گا جب ہیرلڈ تمہارے ہاتھ آئے گا۔ اگر یہ کام ہیرلڈ کا ہے تو پھر مہارانی کو ہلاک کرنے کے لئے اس نے اپنے طور پر کارروائی نہیں کی ہو گی۔ اگر وہ ہاسٹ کلب کے مالک ہارتھ کا آدمی ہے تو اس معاملے میں ہارتھ کا بھی ہاتھ ہوسکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ میں بھی اسی نکتے پر کام کر رہا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”نکتوں پر کام کرنا چھوڑو اور فوری طور پر ان کے خلاف بھرپور انداز میں کام کرو اور ہیرلڈ کی بجائے ہارتھ کو چیک کرو۔ اگر اس معاملے میں ہارتھ کا ہاتھ ہے تو پھر اس نے یقینی طور پر ڈینجر فائیو کو

بچانے کے لئے یہ کارروائی کرائی ہو گی تا کہ ہم مہارانی سے ڈینجر فائیو کے بارے میں معلومات حاصل نہ کر سکیں“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”یس باس۔ میں ابھی ہاسٹ کلب جاتا ہوں اور وہاں سے ہارتھ کو اٹھا کر لے آتا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”سنو۔ اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دو۔ میں تھوڑی دیر تک وہاں پہنچ رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد اس کی زبان کھلوائی جا سکے تا کہ ڈینجر فائیو تک پہنچا جا سکے۔ آنے والا ہر لمحہ پاکیشیا کو خوفناک تباہی کی طرف دھکیل رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ڈینجر فائیو کو تلاش کرتے رہ جائیں اور وہ پاکیشیا میں تباہی پھیلانا شروع کر دیں“...... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ میں جلد سے جلد ہارتھ کو رانا ہاؤس پہنچا دوں گا تا کہ اس سے ڈینجر فائیو کے بارے میں اگلوایا جا سکے“...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا تو عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور رابطہ منقطع کر دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لے کر اندر آ گیا۔

”کس کا فون تھا“...... بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر عمران کو دیتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر کا“...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے مہارانی کی ہلاکت کے معاملے میں ہونے والی پیش رفت کے بارے میں

اسے آگاہ کرنے لگا۔

”تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف سے بھی مجھے ایک اطلاع ملی تھی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا کہا ہے انہوں نے“...... عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے اسے تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کے بارے میں بتا دیا کہ انہیں کس طرح سے بلیو لائٹ کلب کے مالک مینڈاگا تک رسائی حاصل ہوئی تھی۔

”ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ مینڈاگا بھی اس معاملے میں شامل تھا اور وہ ڈینجر فائیو کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کس مقصد کے لئے پاکیشیا آئے ہیں“...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ صفدر کے کہنے کے مطابق مینڈاگا، ڈینجر فائیو کے لئے انہیں بہترین کلیو دے سکتا تھا لیکن تنویر کے تشدد کی وجہ سے وہ کچھ بتائے بغیر ہی ہلاک ہو گیا تھا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”تنویر ڈی ایجنٹ ہے اور اس جیسے ایجنٹ سے اور بھلا کیا توقع کی جا سکتی ہے“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور ایکریمیا میں موجود اپنے فارن ایجنٹ پال کو کال کرنے لگا۔

”یس پال اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اوور"...... عمران نے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔

"اوہ۔ یس چیف حکم۔ اوور"...... ایکسٹو کی آواز سنتے ہی پال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں جس کام پر مامور کیا گیا تھا اس سلسلے میں کیا معلوم کیا ہے تم نے۔ اوور"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں چیف لیکن ابھی تک مجھے اس بارے میں معلومات نہیں مل سکی کہ ڈینجر فائیو کو کس نے پاکیشیا کے لئے ہائر کیا ہے اور اس کے پیچھے کیا مقصد ہے۔ اوور"...... پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم مقصد کو رہنے دو۔ صرف یہ معلوم کرو کہ ڈینجر فائیو کو پاکیشیا کے لئے کس نے ہائر کیا ہے۔ اوور"...... ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔ البتہ مجھے ایک اور اطلاع ملی ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ اوور"...... پال نے کہا۔

"کیسی اطلاع۔ اوور"...... ایکسٹو نے کہا۔

"ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ مارشل ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ جس کا نام جم براؤن ہے وہ بھی کسی مشن کے لئے پاکیشیا روانہ ہوا ہے اور اب تک شاید وہ پاکیشیا پہنچ بھی چکا ہو۔ اوور"...... پال نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مارشل ایجنسی اور جم براؤن کا نام سن کر عمران اور بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے۔ اوور"...... عمران نے ایکسٹو کے

مخصوص لہجے میں کہا۔

"اس کے بارے میں مجھے جم براؤن کی گرل فرینڈ روتھ نے بتایا ہے۔ روتھ میری بھی دوست ہے۔ وہ جم براؤن سے زیادہ مجھے پسند کرتی ہے لیکن کسی وجہ سے وہ جم براؤن کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہے اس لئے مجبوراً اسے جم براؤن کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔ جم براؤن کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ روتھ میری بھی دوست ہے۔ روتھ جب بھی مجھے ملتی ہے تو وہ میرے سامنے جم براؤن کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیتی ہے۔ آج صبح میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے باتوں باتوں میں اس سے جم براؤن کے بارے میں پوچھا کہ وہ اس سے کیسے جان چھڑا کر میرے پاس پہنچی ہے تو اس نے کہا کہ جم براؤن سے وقتی طور پر اس کی جان چھوٹی ہے۔ جم براؤن کل رات اس کے ساتھ تھا اور جم براؤن نے رات کے وقت بے تحاشہ شراب پی لی تھی۔ اس نے جم براؤن کے بارے میں بتایا تھا کہ بے تحاشہ شراب پینے سے وہ جلد ہی آؤٹ ہو جاتا ہے اور نیم بے ہوشی کے عالم میں بڑبڑاتا رہتا ہے۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ بے تحاشہ شراب پینے کی وجہ سے وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا اور اس نے نیم بے ہوشی کے عالم میں روتھ کو بتایا تھا کہ وہ کسی اہم مشن کے لئے پاکیشیا جا رہا ہے۔ وہ روتھ کو بھی اپنے ساتھ لانا چاہتا تھا لیکن روتھ نے اس کے ساتھ پاکیشیا جانے سے انکار کر دیا تھا۔ اوور"...... پال نے کہا۔

''جم براؤن نے روتھ کو یہ نہیں بتایا کہ وہ پاکیشیا کس مقصد کے لئے جا رہا ہے۔ اوور''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ روتھ اسی بات پر بے حد خوش تھی کہ جم براؤن کے پاکیشیا جانے سے چند دنوں کے لئے اس کی جم براؤن سے جان چھوٹ جائے گی۔ اس لئے اس نے جم براؤن کو کریدنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ اوور''...... پال نے جواب دیا۔

''نشے کی حالت میں اس نے روتھ کے سامنے اور کیا باتیں کی تھیں۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ وہ صبح فرسٹ فلائٹ سے پاکیشیا کے لئے روانہ ہو رہا ہے جہاں اسے ایک اہم مشن مکمل کرنا ہے۔ اوور''...... پال نے کہا۔

''کیا تمہارا مارشل ایجنسی میں کوئی سیٹ اپ ہے جہاں سے تم یہ معلوم کرا سکو کہ آخر جم براؤن کو پاکیشیا کس مشن پر بھیجا گیا ہے۔ اوور''...... ایکسٹو نے کہا۔

''نو چیف۔ سوائے روتھ کے اور میرا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ میں مارشل ایجنسی سے معلومات حاصل کر سکوں۔ البتہ مارشل ایجنسی کا ایک ایجنٹ مائیکل ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے اغوا کرا سکتا ہوں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ اس سے یہ معلوم ہو سکے کہ جم براؤن کو پاکیشیا کس مشن پر بھیجا گیا ہے۔ اوور''...... پال نے کہا۔

''مارشل ایجنسی کا چیف کون ہے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ کوئی نہیں جانتا چیف کہ مارشل ایجنسی کا چیف کون ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مکمل طور پر اندھیرے میں رہتا ہے اور انتہائی خفیہ انداز میں مارشل ایجنسی کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مارشل ایجنسی کا کوئی ایجنٹ بھی اس کے نام سے واقف نہیں ہے۔ ان کا چیف سے مخصوص ٹرانسمیٹر یا پھر سیل فون پر ہی رابطہ ہوتا ہے۔ مارشل ایجنسی کے تمام سیکرٹ ایجنٹس ان رابطوں سے ہی اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ اوور''...... پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تب تو تمہیں مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا بھی علم نہیں ہو گا۔ اوور''...... ایکسٹو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''نو چیف۔ ایک مرتبہ میں نے اس سلسلے میں روتھ سے بات کی تھی کہ جب دوبارہ اس کی جم براؤن سے ملاقات ہو اور وہ شراب کے نشے میں آؤٹ ہو جائے تو وہ اس سے مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پوچھے۔ روتھ نے میرے کہنے پر عمل بھی کیا تھا۔ اس نے جم براؤن کی شراب میں ایک نشہ آور دوا بھی ملا دی تھی تاکہ وہ مکمل طور پر آؤٹ ہو جائے اور پھر اس نے جم براؤن سے مارشل ایجنسی اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کریدنا شروع کر دیا لیکن جم براؤن نہ تو چیف کے بارے میں کچھ جانتا ہے اور نہ ہی اسے مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے۔ مارشل

ایجنسی کے تمام ایجنٹوں نے اپنے اپنے مخصوص سیکشن ہیڈ کوارٹرز بنا رکھے ہیں۔ جہاں ان کے بڑے بڑے گروپس کام کرتے ہیں اور مارشل ایجنسی کا چیف صرف سیکشن ہیڈ کوارٹر کے انچارج یعنی ٹاپ ایجنٹ سے ہی رابطے کرتا ہے اور اسے احکامات دیتا ہے اور اس کے احکامات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سیکشن انچارج جو مارشل ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ ہوتا ہے اپنے گروپ کو حرکت میں لاتا ہے اور مارشل ایجنسی کا مشن مکمل کراتا ہے۔ جم براؤن کا سیکشن ہیڈ کوارٹر جم براؤن سیکشن کہلاتا ہے۔ اسی طرح مائیکل کا سیکشن ہیڈ کوارٹر اسی کے نام سے منسوب ہے۔ اوور''...... پال نے کہا۔

''او کے۔ تم ڈینجر فائیو کے ساتھ ساتھ مارشل ایجنسی اور جم براؤن کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرو اور جلد سے جلد مجھے رپورٹ کرو۔ ضرورت پڑنے پر تم مائیکل کو بھی اٹھا سکتے ہو۔ اوور''...... ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی سے یہ کام شروع کر دیتا ہوں۔ اوور''...... پال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایکسٹو نے اسے چند مزید ہدایات دے کر رابطہ ختم کر دیا۔

''کیا چکر ہے۔ ایکریمین ایجنٹوں نے پاکیشیا کا رخ کرنا کیوں شروع کر دیا ہے۔ پہلے سے ہی ڈینجر فائیو کیا کم تھے جو ایکریمین مارشل ایجنسی کا جم براؤن بھی پاکیشیا پہنچ گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''معاملہ ہماری سوچوں سے کہیں زیادہ گمبھیر ہے بلیک زیرو۔ مارشل ایجنسی کے ایجنٹس معمولی ایجنٹس نہیں ہے۔ یہ اسی وقت حرکت میں آتے ہیں جب کوئی اہم اور کٹھن مشن درپیش ہو اور یہ ایجنٹس واقعی کوئی بھی مشن مکمل کرنے کے لئے اپنی جان لڑا دیتے ہیں اور ہر صورت میں کامیابی سمیٹ کر لے جاتے ہیں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''لیکن مارشل ایجنسی کے لیول کا پاکیشیا میں ایسا کون سا مشن ہو سکتا ہے جسے مکمل کرنے کے لئے جم براؤن جیسا ٹاپ ایجنٹ یہاں پہنچا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جم براؤن بھی حکومتی تختے الٹنے اور ملک میں بدنظمی اور افراتفری پھیلانے میں مشہور ہے۔ یہ ایجنٹ بڑی اور خوفناک تباہیاں پھیلانے میں ماہر ہے اور اسے جس ملک میں بھی دیکھا گیا ہے وہاں ہر طرف تباہی اور بربادی کی نہ ختم ہونے والی داستان شروع ہو جاتی ہے''...... عمران نے غصے اور پریشانی کے عالم میں مسلسل دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ڈینجر فائیو کا بھی تباہی بربادی اور قتل و غارت پھیلانے کا ریکارڈ ہے اور جم براؤن بھی اسی نسبت سے کام کرتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ڈینجر فائیو اور جم براؤن یہاں ایک ہی مقصد سے آئے ہوں تاکہ پاکیشیا جو پہلے ہی بدحالی کا شکار ہے اسے مزید تباہ و برباد اور بدحال کر سکیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ڈینجر فائیو اور جم براؤن کا آگے پیچھے پاکیشیا آنا ایک ہی زنجیر کی دو کڑیاں ہو سکتی ہیں''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ ڈینجر فائیو کو مارشل ایجنسی نے ہی ہائر کیا ہو تاکہ وہ پاکیشیا پہنچ کر آگ اور خون کا طوفان برپا کر دیں اور ان کی آڑ میں جم براؤن اپنا کوئی مشن مکمل کر سکے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ جم براؤن یہاں ضرور کسی بڑے کام کے لئے آیا ہے۔ اس کے پاکیشیا آنے سے پہلے ڈینجر فائیو کو یہاں بھیجا گیا ہے تاکہ جیسے ہی جم براؤن اپنے مشن پر کام کرنا شروع کرے ڈینجر فائیو یہاں ایسی کارروئیوں کا آغاز کر دے جس سے پاکیشیا کے تمام سیکورٹی ادارے اور خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے پیچھے بھاگتے رہ جائیں اور جم براؤن کو اپنا مشن پورا کرنے کا موقع مل جائے''...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''تب تو ہمیں اور زیادہ الرٹ ہونا پڑے گا۔ نجانے جم براؤن کا مشن کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جم براؤن کا مشن انتہائی ہائی لیول کا ہو گا۔ اسے سوچ سمجھ کر بھیجا گیا ہے۔ ہمیں جلد سے جلد اس بات کا پتہ لگانا ہو گا کہ جم براؤن کا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے اور پاکیشیا میں ایسا کیا ہو رہا

ہے یا ہونے جا رہا ہے جسے سبوتاژ کرنے کے لئے خصوصی طور پر جم براؤن کو بھیجا گیا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کیسے پتہ چلے گا یہ سب''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''چل جائے گا''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب آپ کہاں جا رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نیچے لیبارٹری میں۔ وہاں مجھے کچھ وقت لگے گا تم مجھے کافی بنا کر وہیں پہنچا دینا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

تنویر تیز تیز چلتا ہوا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا سامنے صوفے پر صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ جولیا کو بیٹھے دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے کے تاثرات بدلے لیکن اس نے خود کو فوراً سنبھال لیا اور پھر وہ مسکراتا ہوا اندر آ گیا۔

''آؤ۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے''...... سلام و دعا کے بعد صفدر نے تنویر کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ کب آئی ہیں''...... تنویر نے جولیا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''سنا ہے کہ آپ عمران کے ساتھ تفریح کے لئے پھول نگر گئی تھیں''...... تنویر نے تلخ لہجے میں کہا۔

''کون سی تفریح کیسی تفریح''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا تو تنویر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''صفدر بتا رہا تھا کہ آپ عمران کے ساتھ پھول نگر گئی ہیں سیر و تفریح کرنے''...... تنویر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس احمق کے ساتھ سیر و تفریح کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو بلا مقصد کسی کو اپنے ساتھ لے جائے اور وہ بھی محض تفریح کرانے کے لئے''...... جولیا نے تلخ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... تنویر نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مس جولیا نے بتایا ہے کہ یہ عمران صاحب کے ساتھ ان کی مرضی سے نہیں بلکہ چیف کے حکم سے گئی تھیں اور ان کا مقصد وہاں موجود مہارانی جہاں آراء کی چیکنگ کرنا تھا''...... صفدر نے کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا جیسے یہ سن کر اس کی ساری کوفت دور ہو گئی ہو کہ جولیا، پھول نگر عمران کے ساتھ تفریح کرنے نہیں گئی تھی بلکہ چیف نے اسے عمران کے ساتھ مہارانی جہاں آراء کی چیکنگ کے لئے بھیجا تھا جس کے بارے میں اسے علم تھا کہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ صفدر نے اسے وہ ساری باتیں بتا دیں جو جولیا اور عمران کے ساتھ پھول نگر میں پیش آئی تھیں۔ ساری باتیں سن کر تنویر کی خوشی مزید بڑھ گئی تھی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ صفدر نے چونکہ ٹریکنگ سسٹم کے ذریعے ڈی جان کا پتہ لگانے کا ذمہ لیا تھا اس لئے تنویر کچھ وقت کے لئے اس سے الگ ہو گیا تھا۔ اب سے تھوڑی دیر قبل اسے صفدر نے فون کر کے اپنے فلیٹ میں بلا لیا تھا لیکن اس نے تنویر کو یہ نہیں بتایا تھا کہ جولیا بھی اس کے فلیٹ میں موجود ہے۔

جولیا کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے تنویر کے جسم میں غصے کا طوفان سا اٹھا تھا کہ وہ اکیلی ہی عمران کے ساتھ سیر و تفریح کے لئے پھول نگر چلی گئی تھی۔ اب جب صفدر نے اسے ساری باتیں بتا دیں تو اس کا سارا غصہ ختم ہو گیا تھا بلکہ اسے خوشی ہو رہی تھی کہ مہارانی جہاں آراء کی ہلاکت کی وجہ سے جولیا اور عمران پھول نگر میں نہیں رکے تھے اور فوراً واپس آ گئے تھے۔

"ڈی جان کا کچھ پتہ چلا"...... تنویر نے سر جھٹک کر صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ اس نے اپنا سیل فون ضائع کر دیا تھا۔ جس سیل فون اور سم کارڈ سے اس نے مینڈاگا کے نمبر پر کال کی تھی میں اسے ٹریک کرتا ہوا وارث کالونی پہنچ گیا تھا اور پھر مجھے وہ سیل فون کچرے کے ایک ڈھیر سے ملا تھا۔ ڈی جان ضرورت سے زیادہ چالاک ثابت ہوا ہے۔ اسے شاید شک ہو گیا تھا کہ مینڈاگا کا سیل فون پاکیشیا کی کسی سرکاری ایجنسی کے ہاتھ لگ چکا ہے اور اس کے

نمبر کو ٹریک کر کے اس تک پہنچا جا سکتا تھا اس لئے اس نے سم کارڈ سمیت سیل فون کچرے کے ڈھیر پر پھینک دیا تھا"...... صفدر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تب پھر ہم اس کا پتہ کیسے لگائیں گے"...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"کچرے کے ڈھیر کے پاس سے مجھے ایک کارڈ ملا ہے"۔ صفدر نے کہا اور اس نے جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر تنویر کی طرف بڑھا دیا۔ تنویر نے اس سے کارڈ لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ کارڈ ہارتھ کلب کا تھا جس پر ہارتھ میتھونزا کا نام اور اس کا سیل فون نمبر درج تھا۔

"یہ تو ہارتھ کلب کے منیجر ہارتھ میتھونزا کا کارڈ ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ کارڈ یقیناً ڈی جان کی جیب سے نکل کر وہاں گر گیا تھا۔ میں اسے وہاں سے اٹھا لایا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ کارڈ ڈی جان کی جیب سے ہی گرا تھا"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کارڈ کے عقب میں وہی نمبر لکھا ہوا ہے جو ڈی جان کے پاس تھا۔ شاید اسے سیل فون اور سم کارڈ ہارتھ نے ہی مہیا کیا تھا اور وہ ایسے مزید سیل فون اور نمبر حاصل کر سکتا تھا اس لئے اس نے اپنا سیل فون پھینک دیا۔ سیل فون جیب سے نکالتے ہوئے یہ وزیٹنگ

کارڈ بھی وہیں گر گیا ہوگا"...... صفدر نے کہا تو تنویر نے کارڈ پلٹ کر دیکھا۔ کارڈ کی پشت پر واقعی ایک سیل فون نمبر لکھا ہوا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ مینڈاگا کی طرح ہارتھ بھی ان کا معاون ہے"...... تنویر نے پوچھا۔

"ہاں۔ مینڈاگا کے سیل فون میں ہارتھ کا نمبر بھی موجود ہے اور ان کے لاگ بک میں ایک دوسرے کو کی گئی کالز کا بھی ڈیٹا موجود ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"تو کیا اب ہمیں ہارتھ کو چیک کرنا ہے"...... تنویر نے پوچھا۔

"نہیں۔ اب شاید اس کی ضرورت نہ پڑے"...... صفدر نے کہا۔

"کیوں"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"میں کارڈ ملنے کے بعد سیدھا ہارتھ کلب گیا تھا۔ میں اسے چیک کرنا چاہتا تھا اس لئے میں کلب کے عقبی حصے سے گیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے وہاں عمران صاحب کے شاگرد ٹائیگر کو دیکھا۔ وہ ایک آدمی کو اٹھائے کلب کے عقبی حصے سے نکل رہا تھا۔ گو کہ ٹائیگر میک اپ میں تھا لیکن میں نے اسے پہچان لیا تھا۔ میں نے ٹائیگر کو روک کر اس سے پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے ہارتھ کو باس کے حکم پر اغوا کیا ہے۔ ٹائیگر اور عمران صاحب بھی ڈینجر فائیو کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور ان کو ٹریس کرنے کے لئے کلیو حاصل کرتے پھر رہے ہیں"...... صفدر نے

جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اگر ہارتھ کو ٹائیگر اٹھا کر لے گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اب کچھ بھی نہیں کر سکتے"...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں کر سکتے ہم کچھ"...... جولیا نے کہا جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیا کریں۔ ڈی جان نے بھی اپنا سیل فون کچرے کے ڈھیر پر پھینک دیا تھا اور اب ہارتھ کو بھی ٹائیگر اٹھا کر لے گیا ہے۔ ہمارے پاس ڈینجر فائیو تک پہنچنے کا اب کون سا راستہ باقی رہ گیا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہم انہیں شہر میں گھوم پھر کر تلاش کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ بھی کافی دیر سے خاموش تھا۔

"اس کے سوا شاید اب کوئی چارہ بھی نہیں ہے"...... تنویر نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"فور سٹارز بھی شہر میں گھوم پھر کر ڈینجر فائیو کو تلاش کر رہے ہیں۔ ہم بھی ان کی طرح شہر کی گلیوں اور بازاروں میں انہیں تلاش کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری یہ کوشش رائیگاں نہیں جائے گی اور ان میں سے کوئی نہ کوئی ہمیں ضرور مل جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"میں بھی تم سب کے ساتھ انہیں تلاش کروں گی۔ ہمیں سپیشل

گاگلز لگانے ہوں گے تاکہ اگر وہ میک اپ میں ہوں تو ہم آسانی سے ان کے اصل چہرے دیکھ سکیں“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ مناسب رہے گا“...... صفدر نے کہا۔

”تو پھر ہمیں ابھی سے اپنا کام کرنا شروع کر دینا چاہئے۔ ڈینجر فائیو سے کوئی بعید نہیں کہ وہ کب کیا کر گزریں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”آؤ پھر۔ دیکھیں وہ کب تک ہم سے چھپتے ہیں۔ اب جب تک ہم انہیں تلاش نہیں کر لیتے اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے“...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اس کے اٹھتے ہی وہ تینوں بھی اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور پھر وہ چاروں وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دو کاروں میں سوار شہر کی سڑکوں پر گھومتے پھر رہے تھے۔ جولیا، صفدر کی کار میں آ گئی تھی جبکہ تنویر کے ساتھ کیپٹن شکیل بیٹھ گیا تھا۔ ان سب نے آنکھوں پر سپیشل گلاسز والی گاگلز لگا لی تھیں اور وہ ارد گرد سے گزرنے والی کاروں سمیت دائیں بائیں سڑکوں پر موجود افراد کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کے ذہنوں میں چونکہ ڈینجر فائیو کے ارکان کی تصویریں تھیں اس لئے وہ خاص طور پر ایسے خدوخال والے افراد کو چیک کر رہے تھے جو ڈینجر فائیو سے ملتی جلتی شکلوں اور قد کاٹھ کے حامل تھے۔

”ہمیں عمران صاحب سے بات کرنی چاہئے“...... صفدر نے

کہا۔

”وہ کیوں۔ اس سے بات کرنے سے کیا فائدہ ہوگا“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”ٹائیگر نے عمران صاحب کے کہنے پر ہارتھ کو اغوا کیا ہے۔ اگر عمران صاحب کو ہارتھ پر شک ہے تو وہ یقیناً اس سے کچھ نہ کچھ ضرور اگلوا لیں گے۔ اگر وہ ہمیں یہ بتا دیں کہ ہارتھ کا ڈینجر فائیو سے کیا تعلق ہے تو ہم انہیں آسانی سے ٹریس کر سکتے ہیں“۔ صفدر نے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ عمران نے اگر ہارتھ سے کچھ اگلوایا تو کیا وہ آسانی سے ہمیں بتا دے گا“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”ہاں یہ بات تو ہے۔ ہارتھ سے تو سب کچھ اگلوایا جا سکتا ہے لیکن عمران صاحب سے واقعی کچھ اگلوانا ان کی مرضی کے بغیر مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے“...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

”وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ جب اس کی مرضی ہوتی ہے تو وہ بنا پوچھے ہی سب کچھ بتا دیتا ہے ورنہ اس سے جتنا مرضی سر ٹکرا لو وہ کچھ نہیں بتاتا“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم عمران صاحب سے بات کرنے کی بجائے جو کرنا ہے ہم خود کریں“...... صفدر نے کہا۔

”مناسب تو یہی ہے کہ اپنا کام خود کریں اور اس کا کام اس پر

ہی چھوڑ دیں''...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے اس کے ہینڈ بیگ میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا نے چونک کر ڈلیش بورڈ پر رکھا ہوا اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں موجود اپنا سیل فون نکال لیا۔

''چیف کی کال ہے''...... جولیا نے سکرین پر ڈسپلے دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا نے بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس چیف۔ جولیا سپیکنگ''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم اس وقت کہاں پر ہو''...... ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''میں صفدر کے ساتھ ہوں چیف اور ہم شہر میں گھوم پھر کر ڈینجر فائیو کو تلاش کر رہے ہیں''...... جولیا نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تنویر اور کیپٹن شکیل کہاں ہیں''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

''وہ ہمارے پیچھے دوسری کار میں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ تم ان تینوں کو ساتھ لو اور فوری طور پر رانا ہاؤس پہنچ جاؤ''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف''...... جولیا نے جواب دیا۔

''عمران وہیں موجود ہے۔ اسے ہارتھ نامی ایک غیر ملکی سے

ڈینجر فائیو کے بارے میں کچھ پتہ چلا ہے۔ تم سب وہاں پہنچ جاؤ اور اس کے کہنے پر عمل کرو''...... چیف نے کہا۔

''کیا معلوم ہوا ہے اسے ہارتھ سے چیف''...... جولیا نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہ سب تمہیں عمران بتا دے گا۔ تم وقت ضائع مت کرو اور جلد سے جلد اس کے پاس پہنچ جاؤ''...... چیف نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سیل فون کان سے ہٹایا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اسے واپس اپنے ہینڈ بیگ میں ڈال لیا۔

''کیا ہوا''...... صفدر نے پوچھا۔

''عمران نے ہارتھ سے کچھ اگلوا لیا ہے۔ چیف کا حکم ہے کہ ہم رانا ہاؤس جا کر عمران کی ہدایات پر عمل کریں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا میں کار رانا ہاؤس کی طرف موڑ دوں''...... صفدر نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ چیف کا حکم ہے اس پر عمل تو کرنا ہی پڑے گا''۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا ہم دونوں نے ہی جانا ہے یا میں کیپٹن شکیل اور تنویر کو بھی اشارہ کروں کہ وہ ہمارے پیچھے آ جائیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''چیف نے ہم سب کو وہاں پہنچنے کا حکم دیا ہے''...... جولیا نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے کار کی

کھڑکی سے ہاتھ نکال کر پیچھے آنے والی کار میں موجود تنویر اور کیپٹن شکیل کو مخصوص انداز میں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر دیا۔

وہ شہر کے وسط میں تھے۔ ایک کراسنگ پر آتے ہی صفدر نے کار دائیں طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ لی۔ وہاں ٹریفک کا خاصا اژدہام تھا۔ دائیں طرف کمرشل علاقہ تھا جہاں شہر بھر سے لوگ خرید و فروخت کے لئے آتے جاتے رہتے تھے اور یہ علاقہ صبح سے لے کر شام تک لوگوں سے بھرا رہتا تھا۔ اس سڑک کے دائیں طرف پیدل چلنے والوں کے لئے چھوٹے چھوٹے راستے بنا دیئے گئے تھے تاکہ خریداری کرنے والے پیدل افراد کو اس طرف سے گزرنے میں مسئلہ نہ ہو اور ٹریفک کا نظام بھی رواں دواں رہ سکے۔ مین سڑک سے نکلنے والی یہ ذیلی سڑکیں تھیں جو مختلف راستوں سے گزرتی ہوئیں آگے جا کر دوسری مین سڑک سے مل جاتی تھیں۔

صفدر نے کار جیسے ہی ایک ذیلی سڑک پر ڈالی تنویر بھی کار اس کے پیچھے لے آیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک ایک کان پھاڑ دھماکا ہوا اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کی کار کسی طاقتور دیو نے اٹھا کر ہوا میں اچھال دی ہو۔ دوسرے لمحے اس کی کار ہوا میں قلابازیاں کھاتی ہوئی آگے موجود ایک گاڑی کے عین اوپر جا گری اور نہ چاہتے ہوئے بھی صفدر اور اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا کے حلق سے تیز اور دردناک چیخیں نکل گئیں۔

یہی حال پیچھے آنے والی تنویر کے کار کے ساتھ ہوا تھا۔ اس کی کار بھی ہوا میں اچھل کر پلٹا کھا کر سڑک پر گری تھی اور چھت کے بل سڑک پر دور تک گھسٹتی چلی گئی تھی اور کار میں موجود تنویر اور کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کی کار مکمل طور پر پچک گئی ہو اور وہ ان کے جسم بھی کار کے ساتھ پچک گئے ہوں۔

عمران بلیک روم میں داخل ہوا تو جوزف اسے دیکھ کر یکلخت مستعد ہو گیا۔ وہاں ایک ادھیڑ عمر مگر انتہائی مضبوط اور کسرتی جسم کا آدمی راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا تھا اور اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔

''ہوش نہیں آیا اسے ابھی''...... عمران نے اندر آتے ہی ادھیڑ عمر کا ڈھلکا ہوا سر دیکھ کر جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نو باس''...... جوزف نے کہا۔

''تو پھر لاؤ اسے ہوش میں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے اسی انداز میں کہا اور تیزی سے بے ہوش آدمی کے سامنے آ گیا۔ اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور کمرہ یکلخت زور دار تھپڑوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر ادھیڑ عمر کو ہوش آ گیا۔ اس کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ

وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا ہے۔ پھر اس کی نظریں اپنے سامنے کھڑے سیاہ فام دیو اور عمران پر پڑیں تو اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیل گئے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ مجھے یہاں کس لئے باندھا گیا ہے اور تم دونوں کون ہو''...... ادھیڑ عمر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام ہارتھ ہے اور تم ہاسٹ کلب کے جنرل مینجر اور مالک ہو''...... عمران نے آگے بڑھ کر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں ہارتھ ہوں مگر......'' ادھیڑ عمر نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''جوزف''...... عمران نے ہارتھ سے کچھ کہنے کی بجائے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تم سے کہا تھا کہ بلیک روم میں جاتے ہوئے کلاسیو لائڑ کا انجکشن لیتے جانا۔ لائے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور اس نے جیب سے ایک سرنج نکال لیا۔ سرنج کی سوئی پر کیپ چڑھا ہوا تھا اور اس میں ہلکے گلابی رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔

''اسے یہ انجکشن لگا دو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ادھیڑ عمر ہارتھ بری طرح سے چونک پڑا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم مجھے یہ انجکشن کیوں لگوا رہے ہو۔ کیا ہے اس انجکشن میں"...... ہارتھ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"کلاسیو لائر کے بارے میں نہیں جانتے تم"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کیا ہے کلاسیو لائر"...... ہارتھ نے اسی انداز میں کہا۔

"جوزف۔ اسے کلاسیو لائر کے بارے میں بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا۔

"کیا یس باس۔ بتاؤ کیا ہے اس انجکشن میں"...... ہارتھ نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس سرنج میں جو محلول بھرا ہوا ہے یہ زہریلے کیمیکلز کا مرکب ہے جسے خصوصی طور پر جانداروں کی ہڈیاں پگھلانے کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ میں تمہیں یہ انجکشن لگاؤں گا تو یہ محلول خون میں مل کر تمہاری رگوں سے ہوتا ہوا ہڈیوں تک پہنچ جائے گا اور پھر تمہارے جسم میں یکلخت آگ بھڑک اٹھے گی۔ یہ آگ تمہارے جسم کی ہڈیوں کو جلا کر اس طرح سے پگھلانا شروع کر دے گی جس طرح آگ موم کو پگھلا دیتی ہے"...... جوزف نے کہا۔ ہارتھ کا رنگ اُڑ گیا اور وہ انتہائی خوف بھری نظروں سے جوزف

کے ہاتھ میں موجود سرنج کی طرف دیکھنے لگا جس کا جوزف نے کیپ ہٹا لیا تھا اور وہ سرنج لے کر ہارتھ کے نزدیک آ گیا تھا۔

"اوہ اوہ۔ لیکن یہ انجکشن تم مجھے کیوں لگا رہے ہو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"...... ہارتھ نے خوف کے عالم میں بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا ہارتھ"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ انجکشن تم مجھے کیوں لگوا رہے ہو"...... ہارتھ نے اسی انداز میں کہا۔

"ملک دشمن عناصر کو میں اسی طرح ہولناک اور اذیت ناک موت سے دوچار کرتا ہوں"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"ملک دشمن عناصر۔ کیا مطلب۔ کیا میں تمہیں ملک دشمن دکھائی دیتا ہوں"...... ہارتھ نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جو آدمی ملک دشمن عناصر کی مدد کرتا ہے میری نظر میں وہ بھی ملک کا دشمن ہوتا ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ میں نے کس کی مدد کی ہے اور تم ہو کون جو مجھ سے اس انداز میں باتیں کر رہے ہو"...... ہارتھ نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم مجھے بخوبی جانتے ہو"۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں نہیں جانتا"...... ہارتھ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اتنی دیر میں وہ خاصی حد تک سنبھل گیا تھا۔

"پھر تو تم ڈینجر فائیو کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے ہو گے"...... عمران نے کہا۔

"ڈینجر فائیو۔ یہ کیا ہے"...... ہارتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"پانچ قاتل جو ایکریمیا سے تم نے ہائر کر کے پاکیشیا بلائے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں ایکریمیا سے کرائے کے قاتلوں کو بلاؤں۔ مجھے جسے ہلاک کرنا ہوتا ہے اس کے لئے میں اور میرا گروپ ہی کافی ہے"...... ہارتھ نے کہا۔

"چلو۔ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں کہ تم ڈینجر فائیو کے بارے میں کچھ نہیں جانتے لیکن جم براؤن کو تو جانتے ہی ہو گے جو خصوصی مشن پر ایکریمیا سے آنے کے بعد تمہیں کلب میں ملنے کے لئے آیا تھا"...... عمران نے کہا تو ہارتھ کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔

"جم براؤن۔ اب یہ کون ہے۔ یہ تم مجھ سے کن لوگوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو اور میرا ان سے کیا تعلق ہے"...... ہارتھ نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"یہ تو تم بتاؤ گے کہ تمہارا ان سے کیا تعلق ہے اور تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ اس کالے دیو نے اگر تمہیں انجکشن لگا دیا تو تم اس کی اذیت برداشت نہیں کر سکو گے"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"جب میں کچھ جانتا ہی نہیں تو پھر میں تمہیں کیا بتاؤں۔ نہ مجھے ڈینجر فائیو کا کچھ پتہ ہے اور نہ ہی اس آدمی کا جس کا تم نے نام لیا ہے۔ ہاں جم براؤن۔ میں کسی جم براؤن کو نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے یہ نام پہلے کبھی سنا ہے"...... ہارتھ نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"جوزف"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیس باس"...... جوزف نے مستعد لہجے میں کہا۔

"لگا دو اسے انجکشن۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں نے تو اسے موقع دیا تھا لیکن اگر یہ موقع سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا تو اس کی مرضی"...... عمران نے کہا تو جوزف آگے بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ ہارتھ کچھ کہتا جوزف نے سرنج کی سوئی اس کی گردن میں پیوست کر دی۔ ہارتھ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

"رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ یہ انجکشن مجھے مت لگاؤ۔ رک جاؤ"...... ہارتھ نے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی اس نے تمہاری گردن میں صرف سوئی پیوست کی ہے۔ انجکشن انجیکٹ نہیں کیا ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ اپنی زبان کھول دو

ورنہ......'' عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم میری بات کا یقین کرو'' ...... ہارتھ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے جوزف کو اشارہ کیا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر سرنج کا محلول اس کی گردن میں انجیکٹ کر دیا۔ سوئی سے نکلنے والا محلول ہارتھ کو تیزاب کی طرح اپنی رگوں میں اترتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ یکلخت حلق کے بل چیخنا شروع ہو گیا اور چند ہی لمحوں میں اس کی چیخیں کمرے کی چھت اُڑانے لگیں۔ جوزف نے اس کی گردن سے سوئی نکال کر سرنج ایک طرف پڑے ہوئے ڈسٹ بن کی طرف اچھال دی۔

''بس اب چند لمحوں کی بات ہے۔ کلاسیو لائر تمہاری رگوں سے ہوتا ہوا تمہاری ہڈیوں تک پہنچ جائے گا اور پھر......'' عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ فار گاڈ سیک۔ مجھ پر ایسا ظلم مت کرو۔ اس محلول کو میرے جسم سے نکال دو۔ میں یہ اذیت برداشت نہیں کر سکوں گا۔ نکال دو اس محلول کو میرے جسم سے'' ...... ہارتھ نے چیختے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ کلاسیو لائر کا اینٹی لائے ہو'' ...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نو باس۔ آپ نے مجھے صرف یہی انجکشن لانے کا حکم دیا تھا اس لئے میں صرف یہی لایا تھا'' ...... جوزف نے کہا۔

''جاؤ۔ جلدی جاؤ اور بھاگ کر اینٹی لے آؤ۔ اس کے پاس پانچ منٹ ہیں۔ اگر پانچ منٹ میں اسے اینٹی لگ گیا تو اس کے جسم میں موجود کلاسیو لائر کا عمل رک سکتا ہے اور اگر پانچ منٹ سے پہلے اسے اینٹی نہ لگایا گیا تو پھر اینٹی لگنے کے باوجود ہم اسے نہیں بچا سکیں گے اور اس کی ساری ہڈیاں پگھل جائیں گی اور اس بے چارے کو انتہائی دردناک موت مرنا پڑے گا'' ...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں ابھی لاتا ہوں'' ...... جوزف نے کہا۔

''ایک منٹ۔ پہلے مجھے اس سے پوچھنے دو۔ اگر یہ ڈینجر فائیو اور جم براؤن کے بارے میں بتانے کے لئے تیار ہے تو میں اسے اینٹی لگاؤں گا ورنہ نہیں'' ...... عمران نے کہا۔ ہارتھ بدستور چیخ رہا تھا۔ مسلسل چیخنے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور شاید اسے اپنے جسم میں آگ بھڑکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں کا بھی رنگ بدل گیا تھا اور اس کی آنکھوں سے پانی نکلنا بھی شروع ہو گیا تھا اور وہ دائیں بائیں بری طرح سے سر مار رہا تھا۔

''لاؤ۔ جلدی لاؤ اینٹی۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ فار گاڈ سیک جلدی کرو۔ میرا جسم بری طرح سے جل رہا ہے'' ...... ہارتھ نے عمران کی بات سن کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو عمران

کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''اس نے سب کچھ بتانے کا وعدہ کیا ہے اس لئے جاؤ اور جلدی جا کر اینٹی لے آؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بلیک روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''جوزف کے آنے سے پہلے پہلے مجھے بتا دو کہ ڈینجر فائیو اور خاص طور پر جم براؤن کہاں ہے۔ جب تک تم مجھے ان کے بارے میں معلومات فراہم نہیں کرو گے میں تمہیں اینٹی نہیں لگواؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''ڈینجر فائیو کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ ان کی معاونت میں نہیں بلیو لائٹ کلب کا مالک مینڈا گا کر رہا تھا جسے کسی نے اس کے آفس میں اذیتیں دے کر ہلاک کر دیا ہے۔ مجھے اس بات کا تو علم ہے کہ ڈینجر فائیو پاکیشیا میں موجود ہیں لیکن وہ کہاں ہیں یہ مجھے معلوم نہیں ہے اور نہ میرا ان سے رابطہ ہے''...... ہارتھ نے چیختے ہوئے کہا۔

''اور جم براؤن۔ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''وہ۔ وہ......'' ہارتھ نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''وہ۔ وہ کیا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''وہ یہاں کس مشن پر آیا ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ وہ مجھ سے ملا ضرور تھا لیکن اس نے مجھے اپنے

یہاں آنے کے مقصد کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا''...... ہارتھ نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''جھوٹ مت بولو ہارتھ۔ جھوٹ بول کر تم اپنی موت کو اور زیادہ قریب کر رہے ہو''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''میں جھوٹ نہیں بول رہا''...... ہارتھ نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ تانبے کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور اس کے جسم میں لرزہ طاری ہوتا جا رہا تھا جیسے اس کے جسم میں اندر ہی اندر آریاں چل رہی ہوں اور رگوں سمیت اس کی ہڈیاں کٹنا شروع ہو گئی ہوں۔

''میں سچ اور جھوٹ کی تمیز کر سکتا ہوں۔ تمہارے لہجے سے مجھے صاف پتہ چل رہا ہے کہ تم سب کچھ جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''میں کچھ نہیں جانتا۔ میں کچھ نہیں جانتا''...... ہارتھ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب اس کا سانس تیز تیز چلنا شروع ہو گیا تھا۔ اسی لمحے جوزف بھاگتا ہوا واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک اور سرنج دکھائی دے رہی تھی۔ اس سرنج میں سبز رنگ کا چمکدار محلول بھرا ہوا تھا۔

''جوزف تمہاری زندگی لے آیا ہے ہارتھ۔ اگر دردناک موت سے نجات چاہتے ہو تو سچ بول دو ورنہ......'' عمران نے اسی طرح انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''میں میں......'' ہارتھ نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اسی لمحے اس کا جسم زور سے پھڑکا اور پھر اچانک اس کا سر ڈھلک گیا۔

''اسے کیا ہوا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں ہارتھ کے منہ پر پڑیں اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ہارتھ کے منہ سے ہلکے نیلے رنگ کا لعاب نکل رہا تھا۔

''ہونہہ۔ تو اس نے دانتوں میں زہریلا کیپسول چھپا رکھا تھا جسے اس نے اذیت سے بچنے کے لئے چبا لیا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ ہلاک ہو چکا ہے''...... جوزف نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کے دانت میں سائنائیڈ بھرا کیپسول تھا''...... عمران نے جواب دیا اور سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ٹھوس چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی اور وہ قدرے پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

''ویسے بھی یہ بڑا سخت جان واقع ہوا تھا۔ کلاسیو لائر کا انجکشن لگنے کے باوجود یہ اپنی بات پر اڑا ہوا تھا اور کچھ بتانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا''...... جوزف نے کہا۔

''ایسے لوگ بے حد خطرناک ہوتے ہیں اور یہ جن لوگوں کے لئے کام کر رہے ہوتے ہیں وہ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے سیل فون پر گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ سکرین پر ایکسٹو کا نمبر فلیش کر رہا تھا۔ عمران نے سیل فون کا بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ہارتھ کی ناگہانی موت نے اسے انتہائی سنجیدہ کر دیا تھا اور اس کی موت سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ حالات انتہائی سنگین اور خوفناک ہیں جن کا اگر جلد سے جلد اعادہ نہ کیا گیا تو ملک واقعی شدید مشکلات کا شکار ہو سکتا ہے اس لئے اس کے چہرے سے حماقتوں کا نقاب اتر گیا تھا اور وہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

''کچھ دیر کے لئے آپ دانش منزل آ سکتے ہیں''...... عمران کی سنجیدگی کو محسوس کر کے بلیک زیرو نے بھی انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''کیوں۔ کوئی خاص بات''...... عمران نے کہا۔

''لیبارٹری میں آپ نے رسیونگ سسٹم کی جو سیٹنگ کی تھی وہاں ایک کال ریکارڈ ہوئی ہے آپ اسے ایک بار آ کر سن لیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''کس کی کال ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مارشل ایجنسی کے چیف اور ڈبل زیرو ون کی کال ہے اور یہ کوڈ جم براؤن کے لئے مخصوص ہے''...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کال مجھے رانا ہاؤس کے سسٹم پر ٹرانسفر کر دو۔ یہاں حالات

ضرورت سے زیادہ مخدوش ہوتے ہوئے معلوم ہو رہے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد اس کا کوئی حل نکالا جائے ورنہ حالات کی سنگینی ہمارے لئے اور زیادہ خطرناک صورتحال اختیار کر جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ریکارڈنگ ون زیرو تھری پر ٹرانسفر کر دیتا ہوں۔ اسے آپ چیک کر لیں۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی اطلاع ملی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''پانچ مختلف جگہوں پر ایک ہی وقت میں اور ایک ہی انداز میں تباہ کن کارروائیاں کی گئی ہیں جن سے بے شمار افراد ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

''کس قسم کی کارروائیاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''پانچوں جگہوں پر کاروں میں بم نصب کئے گئے تھے جو ایک ہی وقت میں کسی ڈیوائس کے ذریعے بلاسٹ کئے گئے ہیں۔ بابل سٹریٹ جو درالحکومت کا سب سے زیادہ مصروف علاقہ ہے اور وہاں بے شمار شاپنگ پلازہ ہیں سب سے بڑا بلاسٹ وہاں ہوا ہے جس میں سو سے زائد افراد کو لقمہ اجل بنایا گیا ہے۔ وہاں موجود عمارتوں کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے اور پارکنگ اور سڑک پر موجود گاڑیوں کو بھی بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ وہاں کم و بیش تین سو افراد زخمی

ہیں جن میں سے متعدد کی حالت تشویشناک ہے''...... بلیک زیرو نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

''باقی چار کارروائیاں کہاں کی گئی ہیں''...... عمران نے غصے اور پریشانی سے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ایک کار سیکرٹریٹ کے باہر کھڑی کی گئی تھی۔ کار لاوارث ہونے کی وجہ سے اسے مشکوک سمجھا جا رہا تھا اور وہاں فوری طور پر بم ڈسپوزل والوں کو بلا لیا گیا تھا۔ وہ کار کی چیکنگ کر رہے تھے کہ کار میں موجود بم بلاسٹ ہو گیا۔ وہاں سے چونکہ لوگوں کو فوری طور پر ہٹا لیا گیا تھا اس لئے بم ڈسپوزل اور سیکورٹی کے چند افراد اس تباہی کی زد میں آئے ہیں۔ اسی طرح ایک کار بلیو کراس روڈ پر موجود اقوام متحدہ کی عمارت کے پاس دیکھی گئی تھی اس سے پہلے کہ اس کی چیکنگ کی جاتی اس کار کو بھی بلاسٹ کر دیا گیا۔ کار کی تباہی سے اقوام متحدہ کے مرکزی دفتر کی عمارت کو نقصان پہنچا ہے اور وہاں موجود چند افراد زخمی ہوئے ہیں۔ چوتھا دھماکا اسلامی کونسل سنٹر کے باہر کیا گیا ہے۔ عمارت خالی تھی وہاں بھی چند سیکورٹی اہلکار زخمی ہوئے ہیں جبکہ پانچواں دھماکا سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی پارکنگ میں ہوا ہے وہاں بھی متعدد ہلاکتیں ہوئی ہیں اور کئی افراد زخمی ہوئے ہیں اور سنٹرل انٹیلی جنس کی عمارت کو بھی کافی نقصان پہنچا ہے''...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو زیادہ تر سیکورٹی اداروں کو نشانہ بنانے کی کوشش کی

گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو کیا تم تمام علاقوں میں سیکورٹی کے انتظام اس قدر ناقص تھے کہ بارود سے بھری گاڑیاں وہاں پہنچنے کا کسی کو علم ہی نہیں ہوا اور نہ انہیں ان جگہوں پر پہنچنے سے روکا گیا تھا''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اسلامی کونسل سنٹر، سیکرٹریٹ، سنٹرل انٹیلی جنس بیورو اور اقوام متحدہ کے دفاتر کی انتہائی سخت اور فول پروف سیکورٹی ہے۔ وہاں جگہ جگہ چیکنگ کی جاتی ہے اور کسی بھی غیر متعلقہ گاڑی یا افراد کو نہیں آنے دیا جاتا۔ ان جگہوں پر چیک پوائنٹس کے ساتھ ساتھ خفیہ کیمرے بھی نصب ہیں لیکن اس کے باوجود گاڑیاں ان جگہوں پر پہنچ گئیں۔ ان کے بارے میں تو سیکورٹی ادارے ہی کچھ بتا سکتے ہیں جن کے وہاں موجود ہونے کے باوجود بارود سے بھری گاڑیاں ان حساس علاقوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئی تھیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پاکیشیا کا سیکورٹی نظام انتہائی ناقص ہو کر رہ گیا ہے۔ مجرم سر عام اسلحہ لے کر دندناتے پھرتے ہیں اور بارود سے بھری ہوئی گاڑیاں ایک جگہ سے دوسری جگہ آسانی سے پہنچ جاتی ہیں۔ اگر دارالحکومت کا یہ حال ہے تو پھر پاکیشیا کے باقی شہروں کا کیا حال ہوگا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی حکومت ہر ممکن طریقے سے پاکیشیا کے ہر صوبے خاص طور پر دارالحکومت کی سیکورٹی مضبوط اور مربوط کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود مجرم شہر میں داخل ہونے اور حساس مقامات پر پہنچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈ ہی لیتے ہیں اور تمام سیکورٹی سسٹم کو ڈاج دے کر کارروائی کر جاتے ہیں اور سیکورٹی اداروں کے تمام انتظامات دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ جانے مجرم تنظیموں کے پاس ایسی کون سی ٹیکنالوجی آ گئی ہے کہ وہ اپنے سامنے آنے والی ہر دیوار توڑ دیتے ہیں''...... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''سائنسی ٹیکنالوجی کے علاوہ اور ان کے پاس کون سی ٹیکنالوجی ہوسکتی ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ کے خیال میں کیا یہ کارروائیاں ڈینجر فائیو کی ہوسکتی ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ سیکورٹی کے بہترین انتظامات کے باوجود بارود سے بھری گاڑیاں اگر حساس مقامات پر پہنچنے میں کامیاب ہوگئی ہیں تو اس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ یہ کام ڈینجر فائیو کا ہی ہے۔ وہی بے دریغ لاشوں کے پشتے لگاتے ہیں اور انسانوں کو کیڑے مکوڑے سمجھ کر ہلاک کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں انسان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے''...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اگر یہ ڈینجر فائیو کا کام ہے تو پھر دارالحکومت شدید

خطرے کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔ وہ شدت کے ساتھ اور انتہائی بہیمانہ انداز میں انسانیت کا قتل کرتے ہیں اور ایک کارروائی کرنے کے بعد دوسری کارروائی کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی کارروائیوں میں شدت آ جائے اور دارالحکومت میں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بچھ جائیں۔ ان پانچ دھماکوں نے پہلے ہی ہر طرف خوف اور دہشت کی فضاء قائم کر دی ہے۔ یہاں موجود ہر شخص ڈرا ڈرا اور سہما سہما سا دکھائی دیتا ہے۔ لوگ گھروں میں ہی قید ہو کر رہ گئے ہیں اور شہر ویران اور سنسان سا ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر ڈینجر فائیو نے یہاں اسی طرح کی دو چار وارداتیں اور کر دیں تو دارالحکومت مکمل طور پر مفلوج اور منجمد ہو کر رہ جائے گا بلکہ اس کے اثرات دوسرے شہروں پر بھی پڑیں گے جس سے ملک کی معیشت تباہ ہو کر رہ جائے گی''...... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''شاید وہ لوگ یہی چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا ڈینجر فائیو پاکیشیا کی معیشت اور استحکام تباہ کرنے کے لئے یہ کارروائیاں کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس کے علاوہ ان کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''اللہ نہ کرے کہ کبھی ایسا ہو''...... بلیک زیرو نے بے ساختہ

کہا۔

''بہرحال۔ تم مجھے فوری طور پر ٹرانسمیٹر کی ریکارڈنگ یہاں ٹرانسفر کرو تاکہ کم از کم جم براؤن کا تو پتہ چل سکے کہ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ ممبران کو کال کر کے میرے پاس رانا ہاؤس بھیج دو۔ وہ ابھی تک یہاں نہیں پہنچے ہیں۔ کیا تم نے انہیں ہدایات نہیں دی تھیں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے جولیا کو کال کر دی تھی۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر اسی کے ساتھ تھے۔ وہ آپ کے پاس پہنچنے ہی والے ہوں گے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اور فور سٹارز۔ وہ بھی ابھی تک نہیں آئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''صدیقی سے میری بات ہوئی تھی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کچھ فاصلے پر تھا اس لئے اس کے آنے میں تھوڑی دیر ہو جائے گی لیکن بہرحال جلد ہی وہ بھی آپ کے پاس پہنچ جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم مجھے کال کی ریکارڈنگ ٹرانسفر کرو''۔ عمران نے کہا اور اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

''جوزف''...... عمران نے سیل فون جیب میں ڈالتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے پاس خاموش کھڑا تھا۔

''یس باس''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اس کی لاش لے جاؤ اور برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دو اور ون زیرو تھری ٹرانسمیٹر لے آؤ۔ میں میٹنگ روم میں جا رہا ہوں۔ ممبران آئیں تو ان سب کو وہیں بھیج دینا“...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر وہ بلیک روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ابھی وہ میٹنگ روم میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اسی لمحے ایک بار پھر اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

عمران نے جیب سے سیل فون نکالا تو اسے سکرین پر ایکسٹو کا نمبر ڈسپلے ہوتا ہوا دکھائی دیا۔

”اب کیا ہوا ہے“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

”عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ ایک بری اطلاع ہے“۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

”لگتا ہے آج کا دن ہی بری اطلاعات کے لئے ہے۔ بہرحال بولو۔ اب کیا ہوا ہے“...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”مجھے ابھی صفدر کی کال آئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ میرے حکم پر وہ آپ کے پاس آنے کے لئے بابل سٹریٹ سے رانا ہاؤس آنے کے لئے مڑے ہی تھے کہ وہاں زور دار دھماکا ہو گیا

جس کے نتیجے میں نہ صرف اس کی کار بلکہ تنویر کی کار بھی اچھل کر دوسری کاروں پر جا گری تھی۔ صفدر کے ساتھ جولیا تھی اور تنویر کی کار میں کیپٹن شکیل موجود تھا۔ وہ چاروں وہاں ہونے والے دھماکے کے باعث بری طرح سے زخمی ہو گئے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ ان کی حالت زیادہ خراب تو نہیں“...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل کی حالت زیادہ خراب ہے۔ ان کی کاریں اچھل کر جس بری طرح دوسری کاروں سے ٹکرائی تھیں اس سے وہ شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ صفدر کو چونکہ کم چوٹیں لگی تھیں اس لئے اس نے فوری طور پر کار سے نکل کر پہلے جولیا کو اور پھر تنویر کی کار سے تنویر اور کیپٹن شکیل کو نکال لیا تھا۔ شدید زخمی ہونے کی وجہ سے ان کی حالت بہت خراب ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اب وہ کہاں ہیں“...... عمران نے بے چینی سے پوچھا۔

”صفدر چونکہ ہوش میں تھا اور زیادہ زخمی نہیں ہوا تھا اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں کی حالت دیکھ کر فوری طور پر سڑک پر موجود ایک کار حاصل کی اور اپنے ساتھیوں کو کار میں ڈال کر سپیشل ہسپتال لے جا رہا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ بابل سٹریٹ پر ہونے والی تباہی انتہائی ہولناک ہے۔ وہاں انتہائی روح فرسا مناظر دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ سارا علاقہ خون اور انسانی لاشوں کے ٹکڑوں سے

بھرا ہوا ہے ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے اور جگہ جگہ زخمی افراد کی چیخ پکار سے ماحول گونج رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے اس علاقے پر قیامت صغریٰ برپا ہو گئی ہو۔ وہاں انتہائی دلسوز اور دردناک منظر دیکھنے میں آ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''ڈینجر فائیو کے ارکان انسان نہیں درندے ہیں۔ خونخوار درندے۔ انہوں نے پاکیشیا کے معصوم اور بے گناہ انسانوں کی لاشیں گرا کر درندگی کا ثبوت دیا ہے۔ ان معصوم اور بے گناہ انسانوں کے خون کے ایک ایک قطرے کا انہیں حساب دینا پڑے گا اور میں ان کا انتہائی بھیانک حشر کروں گا۔ ان کی بوٹیاں اُڑا دوں گا اور انہیں اس قدر اذیت ناک موت دوں گا جسے دیکھ کر ان کی روحیں بھی کانپ اٹھیں گی''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''ان درندہ صفت اور سفاک انسانوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے تاکہ انہیں احساس ہو کہ تکلیف کیا ہوتی ہے اور اذیت ناک موت کسے کہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ تم سپیشل ہسپتال میں ڈاکٹر صدیقی کو کال کرو اور انہیں صفدر کے ساتھ آنے والے ممبران کے بارے میں بتا دو تاکہ وہ ان کی آمد سے پہلے ہی ان کی ٹریٹمنٹ کی تیاری کر سکیں۔ ان سے کہنا کہ وہ اپنی پوری توانائی ممبران کی جانیں بچانے کے لئے صرف کر دیں۔ ان چاروں میں سے کسی ایک کو بھی کچھ نہیں ہونا چاہئے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں کہہ دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اور تم ایک کام کرو''...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''فرمائیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دانش منزل میں ڈی آر ایکس مشین آن کرو اور اسے ٹرانسمیٹر رسیونگ مشین سے منسلک کر دو اور ریسکو بائل ٹرانسمیشن لائنیں اوپن کر کے ڈی آر ایکس سے بیس سٹاپر الٹرا ساؤنڈ اور ہائی فائی جیمر ریز آن کر کر کے پورے دارالحکومت میں پھیلا دو تاکہ اگر ایسی مزید بارود سے بھری ہوئی گاڑیاں دارالحکومت میں موجود ہیں جنہیں ڈیوائسز کے ذریعے بلاسٹ کیا جا سکتا ہو تو ان ریز سے وہ ڈیوائسز بلاک ہو جائیں گی اور دارالحکومت مزید تباہی سے بچ جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اگر میں نے دارالحکومت میں جیمر ریز پھیلائیں تو اس سے دارالحکومت کے تمام سیل فون، ٹرانسمیٹر بلکہ ٹرانسمیشن کا سارا نظام جام ہو جائے گا اس کے علاوہ لینڈ لائنیں بھی متاثر ہوں گی اور پاکیشیا میں وائرلیس سسٹم سے چلنے والے تمام سسٹم بلاک ہو جائیں گے''...... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میں نے تمہیں الٹرا ساؤنڈ کے ساتھ ہائی فائی جیمر ریز آن کرنے کا کہا ہے نانسنس۔ ان ریز سے صرف وہی ڈیوائسز بلاک ہوں گی جن سے بم اور ڈائنامائٹس بلاسٹ کئے جا سکیں۔ ان کے علاوہ ٹرانسمیشن کے کسی نظام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا نہ سیل فون

آف ہوں گے اور نہ ٹرانسمیٹر نہ ہی کسی وائرلیس سسٹم میں بلاکنگ پیدا ہو گی''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ میں ابھی یہ سسٹم آن کرتا ہوں''...... بلیک زیرو نے عمران کا سرد لہجہ سن کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے رابطہ ختم کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد جوزف وہاں آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا عجیب و غریب ٹرانسمیٹر تھا جو ٹرانسمیٹر کم اور ریکارڈر زیادہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

''فور سٹارز نہیں آئے ابھی تک''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس۔ ابھی تک تو کوئی نہیں آیا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم باہر رک کر انتظار کرو۔ اب یہاں صرف فور سٹارز ہی آئیں گے۔ جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر شہر میں ہونے والے ایک بم بلاسٹ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ وہ اب یہاں نہیں آئیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کیا وہ زیادہ زخمی ہیں''...... جوزف نے چونک کر کہا۔

''میں نے شدید کا لفظ استعمال کیا ہے نانسنس۔ شدید کا مطلب ہوتا ہے بہت زیادہ''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ پے در پے ہونے والے خوفناک واقعات نے اس کے دماغ پر برا اثر ڈالا تھا اور وہ بے حد غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔ اسے غصے میں دیکھ کر

جوزف نے کان دبا کر میٹنگ روم سے نکل جانے میں ہی عافیت سمجھی اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ انتہائی غصہ اور پریشانی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ وہ دل ہی دل میں اپنے زخمی ہونے والے ساتھیوں کی صحت کے لئے دعا کر رہا تھا۔ اسے ڈینجر فائیو پر شدید غصہ آ رہا تھا جنہوں نے واقعی درندگی کی انتہا کر دی تھی اور بارود سے بھری ہوئی گاڑیاں تباہ کر کے بے شمار بے گناہ اور معصوم لوگوں کو ہلاک اور زخمی کر دیا تھا۔ وہ اب جلد سے جلد ڈینجر فائیو کے خلاف کارروائی کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ ایسی مزید کارروائی نہ کر سکیں۔

عمران انہی خیالوں میں گم تھا کہ اس کے سامنے رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے بیپ کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا ایک بلب جلنا بجھنا شروع ہو گیا تھا۔ سرخ بلب جلتے بجھتے دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ بلیک زیرو نے اس ٹرانسمیٹر پر ریکارڈنگ ٹرانسمٹ کی ہے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے بیپ کی آواز آنی بند ہو گئی۔ بیپ بند ہوتے ہی عمران ٹرانسمیٹر آپریٹ کرنے لگا اور پھر اس نے ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے اسے ایک آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ زیرو ون زیرو کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... یہ آواز سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ اس آواز کو بخوبی

پہچانتا تھا۔ یہ مارشل ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ جم براؤن کی آواز تھی۔ جم براؤن کال دے رہا تھا جس کا مطلب ہے کہ وہ مارشل ایجنسی سے رابطہ کر رہا تھا

''یس۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''جم براؤن بول رہا ہوں۔ میری چیف سے بات کراؤ۔ اوور''۔ جم براؤن نے کہا۔

''ویٹ کرو۔ چیف دوسری لائن پر مصروف ہے۔ جیسے ہی وہ فری ہوتے ہیں تمہاری بات کرا دی جائے گی۔ اوور''...... دوسری طرف سے کرخت لہجے میں کہا گیا۔ پھر چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔ ریکارڈر سے کچھ دیر سر سر کی آوازیں سنائی دیتی رہیں پھر ایک بھاری اور انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

''چیف آف مارشل ایجنسی سپیکنگ۔ اوور''...... آواز میں بے حد کرختگی اور غراہٹ تھی جیسے کوئی خونخوار بھیڑیا غرا رہا ہو۔

''جم براؤن بول رہا ہوں۔ اوور''...... جم براؤن کی آواز سنائی دی۔

''یس جم براؤن۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''چیف۔ یہاں کی صورتحال انتہائی مخدوش ہو گئی ہے۔ اوور''۔ جم براؤن نے کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پاکیشیا میں ڈینجر فائیو کی موجودگی کا علم ہوگیا تھا جن کی تلاش کے لئے وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ علی عمران بھی ہے جو اپنی ایک ساتھی کے ساتھ پھول نگر پہنچ گیا تھا اور اس نے مہارانی جہاں آراء سے ملنے کی کوشش کی تھی۔ اس کی اطلاع یہاں موجود ہمارے فارن ایجنٹ ہارتھ کو ملی تو اس نے فوری طور پر مہارانی جہاں آراء کو ہلاک کرا دیا۔ اس کے بعد مجھے پتہ چلا کہ ہمارے دوسرے فارن ایجنٹ مینڈاگا کو بھی تین افراد نے ہلاک کر دیا ہے۔ اب یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ مینڈاگا نے ان کے سامنے زبان کھولی ہے یا نہیں۔ میں نے یہاں آنے کے بعد مینڈاگا سے کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جب میرا اس سے رابطہ نہ ہوا تو میں اپنی معاونت کے لئے ہارتھ کے پاس چلا گیا تھا۔ ہارتھ کے ساتھ مل کر میں نے ایس ایم پی سی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک آدمی کو اغوا کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ہارتھ کے کہنے کے مطابق ایس ایم پی سی کے لئے یہی آدمی پاکیشیا میں سب سے زیادہ متحرک نظر آ رہا تھا۔ ہارتھ نے اس آدمی کو اغوا کرنے کی ساری تیاری مکمل کر لی تھی لیکن اب مجھے پتہ چلا ہے کہ ہارتھ کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے اور اسے اغوا کرنے والا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ علی عمران کا شاگرد ہے جس کا نام ٹائیگر ہے۔

ٹائیگر نے ہارتھ کو اس کے آفس سے اغوا کیا ہے۔ ٹائیگر شاید اس بات سے ناواقف تھا کہ ہارتھ کے کمرے میں سیکورٹی کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ ان کیمروں کی ریکارڈنگ سے ٹائیگر کو ہارتھ کے آفس میں آتے اور اس پر حملہ کر کے اسے وہاں سے لے جاتے دیکھا گیا تھا۔ اب ظاہر ہے ہارتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے قبضے میں ہے جس کا بچنا ناممکن ہے۔ میں چونکہ یہاں نیا ہوں اور میرے ساتھ کوئی گروپ نہیں ہے۔ اس لئے میں ایس ایم پی سی کو سبوتاژ کرنے کے منصوبے پر اکیلا کام نہیں کر سکتا ہوں۔ مہارانی جہاں آراء اور مینڈاگا ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہارتھ پر بھی چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہاتھ ڈال چکی ہے اس لئے اگر وہ زندہ رہا تب بھی اب وہ میرے کسی کام نہیں آئے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاکیشیا میں موجود کسی ایسے گروپ کا بتائیں جو ہمارے لئے کام کرتا ہو اور میرے مشن میں مجھے مدد مہیا کر سکے تاکہ میں جلد سے جلد مشن کو مکمل کر سکوں۔ اوور“...... جم براؤن نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور“...... چیف نے پوچھا۔

”میں دارالحکومت کے ایک ہوٹل میں مقیم ہوں چیف۔ اوور“۔ جم براؤن نے کہا۔

”اوکے۔ پاکیشیا میں ہمارا ایک اور گروپ کام کرتا ہے جو گرین ہیڈ گروپ کہلاتا ہے۔ گرین ہیڈ کا گروپ انچارج بلیکی ہے۔ میں

بلیکی کو تمہارے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی نوٹ کرا دیتا ہوں۔ وہ جلد ہی تم سے رابطہ کر لے گا اور پھر تم اس کی مدد سے اپنا مشن مکمل کرنا۔ بلیکی، مہارانی جہاں آراء، مینڈاگا اور ہارتھ سے کہیں زیادہ باوسائل اور ذہین آدمی ہے۔ میں نے اسے تمہارے لئے ریزرو ایجنٹ کے طور پر رکھا تھا لیکن اب جبکہ ہمارے تین مین ایجنٹ ختم ہو گئے ہیں اس لئے میں تمہیں اس کے بارے میں بتا رہا ہوں۔ وہ انتہائی کام کا آدمی ہے جو تمہارے ہر کام میں تمہارا انتہائی مددگار ثابت ہو گا۔ اوور“...... چیف نے کہا۔

”یس چیف۔ مجھے بھی ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے جو ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا جانتا ہو۔ اوور“...... جم براؤن نے کہا۔

”بے فکر رہو۔ وہ تمہاری توقعات سے کہیں زیادہ تیز اور فعال ہے۔ اوور“...... چیف نے کہا۔

”اوکے چیف۔ آپ اسے میرے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی دے دیں اور اس سے کہیں کہ وہ فوری مجھ سے رابطہ کرے تاکہ میں اس کی مدد سے ایس ایم پی سی پر کام کرنے والے آدمی کو فوری طور پر اٹھا سکوں اور اس سے ایس ایم پی سی کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں۔ اوور“...... جم براؤن کی آواز سنائی دی۔

”کون ہے وہ آدمی جو تمہارے خیال کے مطابق ایس ایم پی سی کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ اوور“...... چیف نے پوچھا۔

”اس کے بارے میں آپ کو میں ٹرانسمیٹر پر نہیں بتا سکتا چیف۔ میں جس ٹرانسمیٹر پر آپ سے بات کر رہا ہوں اگرچہ یہ مکمل طور پر سیف ہے۔ اس کی نہ تو کہیں کال ٹریس کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اسے کہیں سنا جا سکتا ہے لیکن اس کے باوجود نجانے مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے ہماری باتیں سنی بھی جا رہی ہیں اور ان کی ریکارڈنگ بھی کی جا رہی ہے۔ اوور“...... جم براؤن کی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ جم براؤن انتہائی تیز اور ذہین ایجنٹ تھا۔ اس کا شک غلط نہیں تھا۔ یہ کال واقعی ریکارڈ کی گئی تھی۔

”کیا مطلب۔ ایک طرف تم کہہ رہے ہو کہ ٹرانسمیٹر سیف ہے نہ تو اس کی کال ٹریس کی جا سکتی ہے اور نہ کہیں سنی جا سکتی ہے اور دوسری طرف تم کہہ رہے ہو کہ ہماری کال سنی بھی جا رہی ہے اور اس کی ریکارڈنگ بھی کی جا رہی ہے۔ اوور“...... چیف کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”میں بی ڈی ایم ٹرانسمیٹر یوز کر رہا ہوں چیف۔ اس ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بظاہر مشکل ہے لیکن اگر بی ڈیم ایل ایم ٹرانسمیٹر کو وائل ایم کی کے ساتھ اٹیچ کر دیا جائے اور الٹرا فیڈ ٹرائم ریز کا استعمال کیا جائے تو پھر اس ٹرانسمیٹر کی کال کیچ کی جا سکتی ہے اور اس کی ریکارڈنگ بھی کی جا سکتی ہے۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ پاکیشیا نے ابھی اس قدر ترقی نہیں کی ہے کہ اس کے پاس بی

ڈیم ایل ایم ٹرانسمیٹر موجود ہو اور اسے وائل ایم کے ساتھ اٹیچ کیا جا سکے لیکن اس کے باوجود میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہماری کال کیچ کی جا رہی ہے اور اس کی ریکارڈنگ بھی ہو رہی ہے۔ اوور“...... جم براؤن نے کہا۔

”ہونہہ۔ اگر ہماری یہ کال ریکارڈ کی جا رہی ہے تو پھر تم اتنی دیر سے مجھ سے بات کیوں کر رہے ہو نانسنس۔ کیا تم کال کرنے والوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہو کہ ہم کون ہیں اور کس مقصد کے لئے کال کر رہے ہیں اور یہ کال کہاں سے کی جا رہی ہے۔ اوور“۔ چیف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”نو چیف۔ یہ سب کنفرم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ میرا وہم ہو اس لئے میں احتیاط سے کام لے رہا ہوں۔ اوور“...... جم براؤن نے کہا۔

”ہونہہ۔ لگتا ہے وہاں جا کر تمہارے دماغ کو زنگ لگ گیا ہے جو تم اپنے ہی ہاتھوں اپنا گلا کاٹنے کی تیاری کر رہے ہو۔ ہماری کال اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے چیک کر لی تو انہیں تم تک پہنچنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگے گی۔ اس کے بعد کیا ہو گا یہ تم بخوبی جانتے ہو۔ نانسنس۔ اوور“...... چیف نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جم براؤن کچھ کہتا چیف نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم ہونے پر عمران نے ایک طویل سانس لیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

''یہ ایس ایم پی سی کیا ہے جسے جم براؤن سبوتاژ کرنا چاہتا ہے اور وہ کون سا آدمی ہے جو ایس ایم پی سی کے بارے میں جانتا ہے جسے جم براؤن، بلیکی گروپ کی مدد سے اغوا کرنا چاہتا ہے''۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ آپ۔ فرمائیں۔ ٹیپ سن لیا آپ نے''...... بلیک زیرو نے عمران کی آواز پہچان کر اپنے اصلی لہجے میں کہا۔

''ہاں سن لیا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''پھر کیا نتیجہ اخذ کیا ہے آپ نے۔ جم براؤن اور مارشل ایجنسی کا چیف کس ایس ایم پی سی کے بارے میں بات کر رہے تھے اور وہ شخصیت کون ہے جسے وہ اغوا کرنا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا اس نے بھی شاید ساری ریکارڈنگ سن لی تھی اسی لئے وہ عمران سے یہ سوال کر رہا تھا۔

''ابھی تک تو میرا مائنڈ بلینک ہے۔ ایس ایم پی سی کے بارے میں میرے ذہن میں کوئی اہم پوائنٹ نہیں آ رہا ہے اور نہ ہی میں اس بات کا اندازہ لگا پا رہا ہوں کہ وہ شخصیت کون ہے اور جسے جم براؤن اغوا کرانا چاہتا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میں نے اپنے طور پر ایس ایم پی سی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ایس ایم پی سی کے بارے میں کسی کو بھی کچھ علم نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''سر سلطان سے بھی بات کی تھی تم نے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے کوشش کی تھی لیکن سر سلطان، پرائم منسٹر ہاؤس میں ہیں اور پرائم منسٹر کو کسی اہم سلسلے میں بریفنگ دے رہے ہیں اس لئے ابھی تک میری ان سے بات نہیں ہو سکی ہے۔ جیسے ہی وہ میٹنگ سے فارغ ہوں گے میں پھر سے انہیں رابطہ کرنے کی کوشش کروں گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آج کل سر سلطان کا پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ ہاؤسز میں بہت آنا جانا ہو رہا ہے۔ کہیں وہ پریذیڈنٹ صاحب یا پرائم منسٹر صاحب کے وزیر، مشیر بننے کے لئے تو ہاتھ پاؤں نہیں مار رہے ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ سر سلطان صاحب ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ وہ پریذیڈنٹ صاحب اور پرائم منسٹر صاحب سے اسی کانفرنس کے سلسلے میں ملتے ہیں جن کی ذمہ داری پریذیڈنٹ صاحب اور پرائم منسٹر صاحب نے انہیں سونپ رکھی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں۔ میں سمجھ گیا۔ اس کانفرنس کی وجہ سے واقعی ان کی ذمہ داریاں بڑھی ہوئی ہیں۔ بہرحال میں نے تمہیں یہ پوچھنے کے

لئے فون کیا ہے کہ جم براؤن نے جہاں سے کال کی تھی کیا اس کی لوکیشن معلوم ہوئی ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں کوشش کر رہا ہوں لیکن آپ جانتے ہیں کہ بی ڈی ایم ٹرانسمیٹر کی لوکیشن ٹریس کرنا آسان نہیں ہے۔ یہ تو آپ کا بنایا ہوا خصوصی سسٹم ہے جس کے ذریعے جم براؤن کی کال کیچ کر لی گئی تھی۔ آپ نے سسٹم میں مارشل ایجنسی کے ساتھ ساتھ جم براؤن اور ڈینجر فائیو کے حوالے سے جو فیڈنگ کی تھی اس کی وجہ سے کال کیچ ہو گئی تھی ورنہ شاید ہی اس کال کا پتہ چلتا۔ میں نے سسٹم کو کمپیوٹر گراف پر لگا دیا ہے۔ کمپیوٹر گرافک کر رہا ہے امید ہے جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ جم براؤن نے دارالحکومت کے کس علاقے سے کال کی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تب تک شاید وہ نجانے کہاں سے کہاں نکل جائے۔ اسے کال کیچ ہونے اور ریکارڈنگ کا خدشہ ہو گیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ دوبارہ اس ٹرانسمیٹر کا استعمال نہیں کرے گا اور اسے ضائع کر دے گا تاکہ ہم کسی طرح سے اس کی لوکیشن چیک نہ کر لیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ابھی تک سسٹم کو ایسا کوئی کاشن نہیں ملا ہے کہ اس نے ٹرانسمیٹر ضائع کر دیا ہو۔ ٹرانسمیٹر آف ضرور ہے لیکن اس کا پینل سسٹم آن ہے اور اس میں لگی ہوئی بیٹری چارجڈ ہے جس کی وجہ سے مشین اسے فالو کر رہی ہے۔ جب تک بیٹری کو تباہ نہیں کیا جاتا

اور ٹرانسمیٹر کے پینل کی سپلائی بحال رہتی ہے اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ کوشش میں لگے رہو۔ ہو سکتا ہے کہ کام بن جائے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ صدیقی اور اس کے ساتھی تھے۔

''فور سٹارز نہیں پہنچے ابھی''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''آ گئے ہیں۔ اوکے۔ میں تم سے پھر بات کروں گا''..... عمران نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

''بڑی دیر کر دی آنے میں۔ کہاں رہ گئے تھے''...... سلام و دعا کے بعد عمران نے ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم کافی دور نکل گئے تھے۔ شہر میں ہونے والے دھماکوں کی وجہ سے شہر کو سیلڈ کر دیا گیا ہے اس لئے ہمیں آنے میں کچھ دیر ہو گئی''...... صدیقی نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد دکھی تھا۔ چوہان، نعمانی اور خاور کے چہروں پر بھی دکھ کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید انہوں نے ان علاقوں کو دیکھا تھا جہاں بلاسٹ کئے گئے تھے اور بے شمار بے گناہ اور معصوم افراد کو بے موت مارا اور زخمی کیا گیا تھا۔

''حالات بہت نازک ہیں عمران صاحب۔ ڈینجر فائیو نے تو انتہا کر دی ہے۔ انہوں نے ہر طرف دہشت اور خوف کے سائے مسلط کر دیئے ہیں۔ بے شمار لوگ ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔ ہم

وہ دل ہلا دینے والے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے ہیں“۔ چوہان نے کہا۔

”اسی لئے تم سب کے چہرے لٹکے ہوئے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ بے گناہ اور معصوم انسانوں کی کٹی پھٹی لاشیں دیکھ کر اور زخمیوں کی چیخ و پکار سن کر اچھے اچھوں کے دل دہل جاتے ہیں۔ وہ مناظر اس قدر روح فرسا تھے کہ ہم سے بھی نہیں دیکھے جا رہے تھے“...... صدیقی نے کہا۔

”جو ظلم کرتا ہے اسے ایک نہ ایک دن اپنے کئے کا حساب دینا پڑتا ہے۔ ڈینجر فائیو نے یہاں جو تباہی پھیلائی ہے انہیں اس کا حساب دینا پڑے گا اور ہم ان سے ان تمام افراد کے خون کا بدلہ لیں گے“...... عمران نے کہا۔

”ہمیں جلد سے جلد انہیں ٹریس کرنا ہو گا عمران صاحب۔ اگر انہوں نے ایسی دو چار کارروائیاں اور کر دیں تو واقعی لوگوں کا گھروں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا“...... خاور نے کہا۔

”ایس ایم پی سی کے بارے میں کچھ جانتے ہو“...... عمران نے کچھ سوچ کر ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ایس ایم پی سی۔ یہ کیا ہے“...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب کے چہروں پر بھی ایسے ہی تاثرات تھے جیسے وہ ایس ایم پی سی کے بارے میں پہلی بار سن رہے ہوں۔

”ڈینجر فائیو ایکریمیا کی مارشل ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ جم براؤن کا راستہ صاف کرنے کے لئے یہ ساری کارروائی کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکیشیا کے تمام سیکورٹی ادارے ڈینجر فائیو کے پیچھے بھاگ دوڑ کرتے رہیں اور ان کی آڑ میں جم براؤن اپنا مشن آسانی سے مکمل کر لے جو کسی ایس ایم پی سی کو سبوتاژ کرنے کے لئے یہاں آیا ہوا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا جم براؤن بھی یہاں موجود ہے“...... صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ چیف نے اس کی ایک کال ٹیپ کی تھی۔ میں یہاں بیٹھا وہی سن رہا تھا۔ کال میں جم براؤن نے باقاعدہ ڈینجر فائیو کا حوالہ دیا ہے اور ایس ایم پی سی کے سبوتاژ کرنے کی بات کی ہے جس کے بارے میں پاکیشیا کی کوئی اہم شخصیت جانتی ہے۔ جم براؤن اس شخصیت کو کسی گروپ کی مدد سے اغوا کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے تاکہ وہ اس سے ایس ایم پی سی کی تفصیلات حاصل کر سکے“۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کون ہے وہ اہم شخصیت“...... نعمانی نے پوچھا۔

”جم براؤن نے اس کا نام نہیں لیا تھا۔ ہمیں ان سب چیزوں کو دیکھنا ہو گا۔ سب سے پہلے ایس ایم پی سی کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ یہ ہے کیا اور کس چیز کا مخفف ہے۔ ایس ایم پی سی کا پتہ چل گیا تو پھر وہ اہم شخصیت بھی ہمارے سامنے آ جائے گی اور

پھر ہم جم براؤن تک پہنچنے کے لئے جال پھیلا سکتے ہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''تو آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم ایس ایم پی سی کے بارے میں پتہ لگائیں''...... چوہان نے پوچھا۔

''نہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تم میں سے کوئی گرین ہیڈ گروپ کے بارے میں جانتا ہے جس کا باس بلیکی نامی شخص ہے''...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''گرین ہیڈ گروپ۔ یہ نام کچھ سنا سنا سا ہے''..... چوہان نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''گڈ شو۔ یاد کرو۔ کہاں سنا ہے یہ نام تم نے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''راسٹن کلب۔ ہاں یاد آیا۔ راسٹن کلب کا ایک گروپ ہے جو گرین شرٹس کا استعمال کرتا ہے وہ گرین ہیڈ گروپ تو نہیں البتہ گرین گروپ ضرور کہلاتا ہے۔ یہ دس افراد کا گروپ ہے جو راسٹن کلب کے لئے کام کرتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ وہی گروپ ہو جس کا آپ بتا رہے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''اس گروپ کا باس کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''گرین گروپ کا باس تو راسٹن ہی ہے۔ لیکن گروپ انچارج کروفن ہے جو انتہائی طاقتور، بے رحم، سفاک اور درندہ صفت بدمعاش ہے۔ انتہائی ہتھ چھٹ اور لڑاکا آدمی ہے جس کا شمار ٹاپ

کے بدمعاشوں میں ہوتا ہے''...... چوہان نے جواب دیا۔

''کیا تم نے اسے دیکھا ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں اسے بخوبی جانتا ہوں''...... چوہان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تو پھر تم سب اسی کو کور کرو۔ ہوسکتا ہے کہ کروفن کا ہی اصل نام بلیکی ہو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم اسے اٹھا لیتے ہیں۔ اگر وہ بلیکی ہے تو پھر ہم اس سے نہ صرف سب کچھ اگلوا لیں گے بلکہ اس کے سارے گروپ کو بھی ختم کر دیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال اس گروپ کو ختم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اس آدمی کو تلاش کرنا ہے جسے جم براؤن گرین ہیڈ گروپ کی مدد سے اغوا کرانا چاہتا ہے۔ تم گرین ہیڈ گروپ کے انچارج کی نگرانی کرو تاکہ اس خاص شخصیت کا پتہ چل سکے البتہ انہیں ایسا موقع نہ دینا کہ وہ اس اہم شخصیت کو اغوا کر سکے''۔ عمران نے کہا تو ان چاروں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''کیا تمہارے پاس کروفن کا کوئی فون نمبر ہے''...... عمران نے کچھ سوچ کر چوہان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ اس سے کبھی نمبر لینے کی ضرورت نہیں پڑی''... چوہان نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔

''راسٹن کا نمبر تو ہوگا تمہارے پاس''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس کا نمبر ہے''...... چوہان نے جیب سے سیل فون نکالتے ہوئے کہا۔

''اسے کال کر کے کروفن کا نمبر پوچھو''...... عمران نے کہا تو چوہان اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سیل فون سے راسٹن کو کال کرنے لگا۔ نمبر پریس کر کے اس نے سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا تاکہ اس کے ساتھی اور عمران اس کی اور راسٹن کی باتیں سن سکیں۔

''راسٹن سپیکنگ''...... دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''وائٹ کنگ بول رہا ہوں''...... چوہان نے بھی اپنے لہجے میں کرختگی لاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ وائٹ کنگ تم۔ آج اتنے عرصے کے بعد تمہیں میری یاد کیسے آ گئی''...... دوسری طرف سے راسٹن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ وائٹ کنگ کو پہلے سے جانتا ہو۔ وائٹ کنگ کی آواز سنتے ہی اس کے لہجے میں قدرے نرمی آ گئی تھی جیسے چوہان نے وائٹ کنگ کے روپ میں راسٹن جیسے بدمعاش پر خاصا رعب جما رکھا تھا اور اس کی آواز میں دھیما پن پیدا ہو گیا تھا۔

''تم سے ایک کام ہے مجھے''...... چوہان نے اسی انداز میں کہا۔

''ضرور۔ تمہارا کام کر کے مجھے خوشی ہو گی اور میں جانتا ہوں کہ تمہارا کوئی بھی کام انتہائی ہائی لیول کا ہوتا ہے۔ بولو۔ کیا کام

ہے''...... راسٹن نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''کام کے بارے میں تم سے میں فون پر بات نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے میں تمہارے پاس آ کر بات کروں گا''...... چوہان نے کہا۔

''تو پھر ابھی آ جاؤ۔ میں دفتر میں ہی ہوں۔ بیٹھ کر کام کی بھی بات کر لیں گے اور ساتھ میں ڈرنک بھی لے لیں گے''...... راسٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آج نہیں۔ میں تم سے کل ملنے آؤں گا اور آنے سے پہلے میں تمہیں کال کر دوں گا''...... چوہان نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں کل تمہارا انتظار کروں گا''...... راسٹن نے جواب دیا۔

''مجھے کروفن کا نمبر دو۔ اس سے مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے''...... چوہان نے مطلب کی طرف آتے ہوئے کہا۔

''کروفن سے۔ اس سے تم نے کیا بات کرنی ہے''...... راسٹن نے چونک کر کہا۔

''تمہارے ساتھ جو بات کرنی ہے وہ تم سے ہو گی اور کروفن سے مجھے جو کہنا ہے میں اسی سے کہوں گا۔ وہ مجھے جانتا ہے اور جو کام میں تم سے لینا چاہتا ہوں اس کے لئے ہو سکتا ہے کہ مجھے کروفن اور اس کے گرین گروپ کی بھی ضرورت پڑ جائے۔ اس لئے میں اسے ریزرو کرنا چاہتا ہوں تاکہ میرا کام پورا ہونے تک وہ

کوئی اور کام نہ پکڑ سکے“...... چوہان نے کہا۔

”تم کہو تو میں اسے تمہارے لئے خود ہی ریزرو کر لیتا ہوں۔ وہ میرے انڈر ہی کام کرتا ہے“...... راسٹن نے کہا۔

”تو تم مجھے اس کا نمبر نہیں دینا چاہتے“...... چوہان نے غرا کر کہا۔

”اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس سے تم بات کرو یا میں کیا فرق پڑتا ہے“...... وائٹ کنگ کا غصیلا لہجہ سن کر راسٹن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو بتاؤ اس کا نمبر“...... چوہان نے سرد لہجے میں کہا تو راسٹن نے اسے کروفن کے سیل فون کا نمبر بتا دیا۔

”اوکے۔ کل ملاقات ہو گی“...... چوہان نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے بٹن پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا۔

”خاصا رعب جما رکھا ہے تم نے زیر زمین دنیا میں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فارغ اوقات میں اب ہم یہی سب کرتے ہیں۔ میری ایک دو مرتبہ راسٹن سے ملاقات ہو چکی ہے اور میں نے اس پر وائٹ کنگ کی ایسی چھاپ لگا رکھی ہے کہ وائٹ کنگ کا سنتے ہی اس کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے“...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”جوزف“...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک

طرف بڑے مستعد انداز میں کھڑا تھا۔

”یس باس“...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سیٹلائٹ فون لاؤ۔ میں کروفن سے سیٹلائٹ فون پر بات کرنا چاہتا ہوں تاکہ اسے پتہ نہ چل سکے کہ اسے کس نمبر سے کال کی گئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”یس باس“...... جوزف نے کہا اور مڑ کر دروازہ کھولتا ہوا باہر نکل گیا۔

”کیا آپ خود کروفن سے بات کرنا چاہتے ہیں“...... صدیقی نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ بلیکی ہے بھی یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم خواہ مخواہ اس کے پیچھے لگے رہیں اور اصل بلیکی کوئی اور ہی ہو“...... عمران نے کہا۔

”کیسے پتہ چلے گا کہ وہ بلیکی ہے یا نہیں“...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”عمران صاحب شاید اس سے جم براؤن کی آواز میں بات کریں گے۔ اگر اس نے جم براؤن کو پہچان لیا تو کنفرم ہو جائے گا کہ وہی بلیکی ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”پہلے کیا کیپٹن شکیل کم تھا جو میرے دل کی ہر بات سمجھ جاتا تھا اور اب تم بھی......“ عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو صدیقی سمیت اس کے ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹیں آ

گئیں۔ عمران کی اس بات نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ واقعی ایسا ہی
کرنا چاہتا تھا جیسا صدیقی نے بتایا تھا۔ اسی لمحے جوزف ایک کارڈ
لیس فون لے کر اندر آ گیا۔ اس نے فون عمران کو دیا اور پھر دوبارہ
پیچھے ہٹ کر اسی جگہ جا کھڑا ہوا جہاں وہ پہلے کھڑا تھا۔ عمران نے
فون آن کیا اور پھر وہ راسٹن کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے
لگا۔ نمبر پریس کر کے اس نے فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''یس۔ کروفن سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے
پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔

''جم براؤن بول رہا ہوں''...... عمران نے جم براؤن کی آواز
میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کون جم براؤن۔ میں کسی جم براؤن کو نہیں جانتا''...... دوسری
طرف سے کروفن نے چیختی ہوئی آواز میں کہا اور اس نے ساتھ ہی
رابطہ ختم کر دیا گیا۔

''لگتا ہے یہ بلیکی نہیں ہے''...... چوہان نے ایک طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ بلیکی ہی ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک
پڑے۔

''لیکن اس نے تو کہا ہے کہ وہ کسی جم براؤن کو نہیں جانتا''۔
صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے ڈائریکٹ جم براؤن کا نام لیا ہے۔ جم براؤن یہاں

یہ مشن مکمل کرنے کے لئے آیا ہے۔ اس نے بلیکی کو اپنا اصل
نام نہیں بتایا ہو گا بلکہ ان کے درمیان کوڈ ورڈز طے ہوں گے تا کہ
وہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ اگر کروفن بلیکی نہیں ہے تو پھر اسے
جم براؤن کا نام سن کر حیران ہونا چاہئے تھا اور مجھ سے اس کے
بارے میں پوچھنا چاہئے تھا لیکن اس نے جم براؤن کا نام سنتے ہی
غصے میں بات کی تھی اور فوراً فون بند کر دیا''...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے جم براؤن نے کہا ہو گا کہ
وہ اس سے صرف کوڈ نام سے ہی بات کرے گا''...... صدیقی نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ جم براؤن ذہین انسان ہے وہ ہماری نفسیات سمجھتا ہے
اور جانتا ہے کہ ہم اس تک پہنچنے کے لئے کیا کر سکتے ہیں''۔ عمران
نے کہا۔

''تو کیا اب ہم کروفن کو گھیریں''۔ خاور نے پوچھا۔

''پہلے اس کے سیل فون کا ڈیٹا حاصل کرو تا کہ اس کے سیل فون
سے ہمیں جم براؤن کا وہ نمبر مل جائے جس سے وہ اس سے بات
کرتا ہے۔ ڈیٹا حاصل کرنے کے بعد ہم جم براؤن کا نمبر خاموشی
سے ٹریک کر سکتے ہیں اور اس تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں''۔
عمران نے کہا۔

''یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ واقعی اس طرح جم براؤن کو پتہ بھی نہیں

چلے گا کہ ہم نے اسے ٹریس کر لیا ہے۔ اسے فوری طور پر کہیں بھاگنے کا موقع بھی نہیں ملے گا''...... چوہان نے کہا۔

''بلیکی کے سیل فون کا ڈیٹا میں حاصل کر لوں گا لیکن اس سے کیسے پتہ چلے گا کہ جم براؤن کا نمبر کون سا ہے''...... خاور نے کہا۔

''اسے ایک دو روز میں جتنی کالیں آئی ہوں گی ان نمبروں پر کال کر کے چیک کرنا پڑے گا۔ میں تمہیں جم براؤن کی آواز سنا دیتا ہوں۔ تم بلیکی کے سیل فون سے حاصل کئے ہوئے نمبروں پر کال کرنا اور جب تمہیں ایسی آواز سنائی دے جس پر تمہیں شک ہو کہ یہ جم براؤن ہو سکتا ہے تو اس نمبر کو ٹریکنگ سسٹم پر ڈال دینا اور اس کی ہر موومنٹ پر نظر رکھنا تا کہ پتہ چل سکے کہ وہ کہاں کہاں جاتا ہے''...... عمران نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے انہیں جان بوجھ کر جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے زخمی ہونے کے بارے میں نہیں بتایا تھا تا کہ اس نے ان کے ذمہ جو کام لگایا تھا وہ اس پر بھرپور توجہ دے سکیں۔

فون کی گھنٹی بجی تو ڈی جان نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔ وہ ایک آرام کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کرسی سیدھی کی اور سامنے میز پر پڑا ہوا سیل فون اٹھا لیا۔ سیل فون کی سکرین پر ڈسپلے دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ سکرین پر اس کے ساتھی رالف کے سیل فون کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔

''یس''...... ڈی جان نے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

''ڈی ٹو بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے رالف کی آواز سنائی دی۔

''کیوں فون کیا ہے''...... ڈی جان نے پوچھا۔

''میں تم سے ملنا چاہتا ہوں''...... رالف نے کہا۔

''کیوں۔ کوئی خاص بات ہے کیا''...... ڈی جان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

’’ہاں۔ ایک اہم مسئلہ ہے‘‘...... رالف نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ آجاؤ۔ میں اپنے ہوٹل کے کمرے میں ہی موجود ہوں‘‘۔ ڈی جان نے کہا تو رالف نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

’’یس کم اِن‘‘...... ڈی جان نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور رالف اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ ڈی فور فرانکو بھی تھا۔

’’تم بھی اس کے ساتھ ہو‘‘...... ڈی جان نے فرانکو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’ہاں‘‘...... فرانکو نے کہا۔ ڈی جان کے اشارے پر وہ دونوں اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئے۔

’’اب بولو۔ کیا مسئلہ ہے اور تم دونوں ایک ساتھ کیسے دکھائی دے رہے ہو۔ میں نے تم سب سے کہا تھا کہ جب تک ہم یہاں ہیں اس وقت تک ہم ایک دوسرے سے الگ رہیں گے اور آپس میں میل ملاپ نہیں رکھیں گے‘‘...... ڈی جان نے انہیں تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

’’ہم الگ الگ ہوٹلوں میں ہی رہ رہے ہیں۔ فرانکو کو مجھ سے کام تھا۔ میرے سامان میں اس کا کچھ سامان آ گیا تھا جو یہ مجھ سے لینے کے لئے آیا تھا‘‘...... رالف نے کہا۔

’’تو پھر‘‘...... ڈی جان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

’’میں نے اس کا سامان نکال کر الگ رکھ دیا تھا۔ جب یہ میرے پاس آیا تو اس وقت لنچ کا وقت ہو رہا تھا۔ میں ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں اسے بھی ساتھ لے گیا تاکہ ہم ایک ساتھ لنچ کریں۔ لنچ کرنے کے بعد جب میں اسے لے کر اپنے روم میں آیا تاکہ اسے اس کا سامان دے کر واپس بھیج سکوں لیکن جیسے ہی میں کمرے میں داخل ہوا یہ دیکھ کر میں اور فرانکو پریشان ہو گئے کہ میرے کمرے کی ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ہمارے نیچے جانے کے بعد کوئی کمرے میں آیا تھا اور اس نے کمرے کی تلاشی لیتے ہوئے ہر چیز الٹ پلٹ دی تھی‘‘...... رالف نے جواب دیا تو ڈی جان بری طرح سے چونک پڑا۔

’’اوہ۔ کس نے لی تھی تمہارے کمرے کی تلاشی‘‘...... ڈی جان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

’’ہمارے کمرے میں واپس جانے تک وہ جو کوئی تھا وہاں سے نکل چکا تھا‘‘...... فرانکو نے کہا۔

’’کیا تم نے اپنا سامان چیک کیا ہے۔ کوئی چیز مسنگ تو نہیں ہے‘‘...... ڈی جان نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ کچھ غائب نہیں ہوا ہے۔ ہم نے لنچ کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگایا تھا اور جلد ہی واپس آ گئے تھے۔ شاید تلاشی لینے والے کو زیادہ وقت نہیں ملا تھا۔ وہاں ضرور اس کا کوئی اور بھی ساتھی موجود ہو گا جس نے اسے ہماری آمد کا بتا دیا ہو گا اس لئے وہ

فوری طور پر میرے کمرے سے نکل گیا تھا“...... رالف نے کہا۔

”لیکن وہ کون ہو سکتا ہے جس نے تمہارے کمرے کی تلاشی لی تھی“...... ڈی جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں نے اور فرانکو نے وہاں موجود ہر چیز کا جائزہ لیا تھا۔ کمرے کے قالین پر قدموں کے دباؤ کے نشانات تھے جو ایک آدمی کے تھے۔ وہ جو کوئی بھی تھا اکیلا ہی میرے کمرے میں گیا تھا۔ اس نے میرے سامان کی ہر چیز بکھیر کر رکھ دی تھی جیسے وہ کسی خاص چیز کی تلاش میں ہو“...... رالف نے کہا۔

”یہ تو برا ہوا ہے کہ کوئی تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے کمرے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ تمہیں فوری طور پر وہ کمرہ چھوڑ دینا چاہئے تھا“...... ڈی جان نے کہا۔

”چھوڑ دیا ہے۔ میں نے فرانکو کو واپس بھیج دیا تھا اور پھر میں میک اپ بدل کر اس ہوٹل کے عقبی راستے سے نکل گیا تھا اور ایک اور ہوٹل میں جا کر نئے نام سے کمرہ بک کرا لیا تھا“...... رالف نے جواب دیا۔

”اگر فرانکو واپس چلا گیا تھا تو پھر یہ دوبارہ تمہارے ساتھ کیسے دکھائی دے رہا ہے“...... ڈی جان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اس نے مجھے کچھ دیر پہلے فون کیا تھا۔ فون پر اس نے مجھے بتایا کہ جب یہ واپس اپنے ہوٹل کے روم میں پہنچا تو اس کے

کمرے کی ہر چیز بھی بکھری ہوئی تھی۔ کسی نے بالکل اسی انداز میں اس کے کمرے کی بھی تلاشی لی تھی جیسے میرے کمرے کی لی گئی تھی“...... رالف نے کہا تو ڈی جان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات گہرے ہو گئے۔

”کیا مطلب۔ تمہارے کمرے کی بھی تلاشی لی گئی تھی اور دوسرے ہوٹل میں موجود فرانکو کے کمرے کی بھی تلاشی لی گئی تھی“...... ڈی جان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کمرے میں موجود میرا سامان بھی بکھرا ہوا تھا جیسے تلاشی لینے والے کو کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔ میرے سامان میں دو قیمتی گھڑیاں اور خاصی بڑی رقم موجود تھی لیکن تلاشی لینے والے نے ان چیزوں کو چھوا تک نہیں تھا اور وہاں بھی مجھے ایسے ہی قدموں کے نشانات دکھائی دیئے تھے جیسے میں نے رالف کے کمرے میں دیکھے تھے“...... فرانکو نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ مطلب یہ کہ تم دونوں کے کمروں کی ایک ہی آدمی نے تلاشی لی ہے“...... ڈی جان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”لگتا تو ایسا ہی ہے“...... فرانکو نے کہا۔

”کیا تم اپنے ہوٹل سے نکل کر سیدھے رالف کے پاس آئے تھے“...... ڈی جان نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں ہوٹل سے نکل کر پہلے ایک رینٹ اے کار کے آفس میں گیا تھا۔ وہاں مجھے ایک گھنٹہ لگ گیا تھا اور پھر وہاں سے

کار لے کر میں اس ہوٹل میں گیا تھا جہاں رالف ٹھہرا ہوا تھا" فرانکو نے کہا۔

"رینٹ اے کار کا آفس اس ہوٹل سے کتنے فاصلے پر ہے جہاں تم ٹھہرے ہوئے تھے"...... ڈی جان نے پوچھا۔

"زیادہ فاصلے پر نہیں ہے۔ ہوٹل سے دو یا تین فرلانگ کے فاصلے پر ہے"...... فرانکو نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ آدمی جس نے تم دونوں کے کمروں کی تلاشی لی ہے وہ تمہارے پیچھے تھا۔ اس نے تمہیں رینٹ اے کار کے آفس میں جاتے دیکھا ہو گا اور پھر اس نے پہلے تمہارے کمرے کی تلاشی لی ہو گی اور پھر وہ دوبارہ تمہارے پیچھے لگ گیا ہو گا۔ تم جب رالف سے ملے تو اس نے رالف کو بھی چیک کر لیا اور جب تم دونوں ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں گئے تو اس نے تمہاری غیر موجودگی میں رالف کا کمرہ بھی چیک کر لیا"...... ڈی جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ ضرور خفیہ ایجنسیوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جہاں بھی دھماکے اور شدت پسندانہ کارروائیاں ہوتی ہیں ان علاقوں کو سیل کر دیا جاتا ہے اور تمام سیکورٹی ادارے حرکت میں آ جاتے ہیں اور خاص طور پر ہوٹلوں، کلبوں اور باروں کی چیکنگ کرتے ہیں تاکہ وہاں موجود مشکوک افراد کو حراست میں لے سکیں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی سیکورٹی ادارے کے اہلکار ہوٹلوں کی چیکنگ کر رہے ہوں اور بند کمرے

کھلوا کر سامان چیک کر رہے ہوں تاکہ ان افراد کے خلاف شواہد اکٹھے کر سکیں جنہوں نے دارالحکومت میں تباہی پھیلائی ہے"۔ رالف نے کہا۔

"کیا تمہاری طرح وہاں موجود دوسرے کمروں کی بھی اسی طرح سے تلاشی لی گئی تھی جیسے تمہارے کمرے کی لی گئی تھی"...... ڈی جان نے پوچھا۔

"نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہوٹل میں یہ بات ہر زبان پر ہوتی۔ میں نے سائیڈ کے کمروں میں جھانک کر دیکھا تھا لیکن وہاں ایسی کوئی صورتحال دکھائی نہیں دی تھی"...... رالف نے کہا۔

"اور تم جس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہو۔ وہاں کی کیا صورتحال ہے"...... ڈی جان نے فرانکو سے پوچھا۔

"وہاں بھی نارمل سچوئیشن ہے۔ میرے کمرے کے علاوہ شاید ہی کسی اور کمرے کی ایسی حالت کی گئی ہو"...... فرانکو نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ جو کوئی بھی تھا اسے تم دونوں سے ہی مطلب تھا اور اس نے تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے کمروں کی تلاشی لی تھی تاکہ تمہارے خلاف کوئی ایسا ثبوت حاصل کر سکے جس سے اس بات کا پتہ چل سکے کہ شہر میں ہونے والے دھماکوں کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہے یا نہیں"...... ڈی جان نے کہا۔

"لیکن وہ ہے کون اور اسے ہم پر شک کیسے ہوا ہے ہم تو کسی ایک جگہ ٹھہرتے ہی نہیں ہیں۔ ہم روزانہ نہ صرف میک اپ بدلتے

ہیں بلکہ ٹھکانے بھی بدل رہے ہیں“ ...... فرانکو نے کہا۔

”کہیں نہ کہیں تو کوئی گڑ بڑ ہے۔ کوئی ایسا ہے جو تم دونوں کے بارے میں جانتا ہے اور تم دونوں کے پیچھے لگا ہوا ہے اور اب وہ یقیناً تمہارا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک آن پہنچا ہو گا اور اسے اب شاید میرے بارے میں بھی پتہ چل گیا ہو گا“ ...... ڈی جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہم نے اس بات کا بہت دھیان رکھا تھا کہ یہاں آتے ہوئے کوئی ہمارا پیچھا نہ کر رہا ہو لیکن ایسا کچھ نہیں تھا“ ...... فرانکو نے کہا۔

”یہ جدید سائنس کا دور ہے نانسنس۔ ضروری نہیں ہے کہ کوئی تمہارے پیچھے پیچھے چلتا ہوا یہاں تک آیا ہو گا۔ ممکن ہے کہ کسی نے سائنسی آلات سے تم دونوں کی نگرانی کی ہو“ ...... ڈی جان نے غراتے ہوئے کہا تو ان دونوں کے رنگ زرد پڑ گئے۔

”اوہ۔ تو کیا ہمیں یہاں نہیں آنا چاہئے تھا“ ...... فرانکو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”تمہاری وجہ سے اب مجھے بھی یہ جگہ چھوڑنی پڑے گی۔ اسے تم دونوں کے کمروں سے تو کچھ نہیں ملا ہو گا لیکن اگر وہ یہاں آ گیا اور اس نے میرے کمرے کی تلاشی لی تو اسے یہاں سے بہت کچھ مل جائے گا جس سے اسے پتہ چل جائے گا کہ ہمارا تعلق ڈینجر فائیو سے ہے اور شہر میں پانچ کار بموں کے دھماکے ہم نے ہی کئے

ہیں“ ...... ڈی جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر اب کیا کیا جائے“ ...... رالف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”اب ہمیں اس کا شکار کرنا ہو گا تاکہ پتہ چل سکے کہ وہ ہے کون اور وہ ہمارے بارے میں کیا جانتا ہے“ ...... ڈی جان نے اسی انداز میں کہا۔

”شکار۔ لیکن ہم اس کا شکار کریں گے کیسے“ ...... فرانکو نے چونک کر کہا۔

”میں اپنے کمرے سے ضروری چیزیں اٹھا لیتا ہوں اور اس کمرے میں ایک خفیہ کیمرہ لگا دیتا ہوں جس کا وژنل رسیور میرے پاس ہو گا پھر ہم اس کمرے سے ایک ساتھ باہر جائیں گے۔ ہمارے جانے کے بعد وہ اگر میرے کمرے میں آیا تو مجھے رسیور پر اس کا کاشن مل جائے گا اور پھر میں وژنل سکرین آن کر دوں گا۔ وہ جو کوئی بھی ہو گا اس کا پتہ چل جائے گا“ ...... ڈی جان نے کہا۔

”یہ بہتر رہے گا۔ اس طرح ہماری پریشانی بھی دور ہو جائے گی کہ نجانے وہ کون ہے اور ہاتھ آنے کے بعد ہم فوری طور پر اس کا خاتمہ بھی کر دیں گے“ ...... رالف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو پھر اٹھو۔ میں تمہیں جو سامان دوں گا اسے اپنی جیبوں میں ڈال لو۔ ہم اپنے خلاف یہاں کوئی سامان چھوڑ کر نہیں جائیں گے“ ...... ڈی جان نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اس کے اٹھتے ہی وہ دونوں بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ڈی جان نے بیڈ کے نیچے سے ایک بریف کیس نکالا اور اسے کھول کر اس میں موجود کاغذات اور دوسرا سامان نکال کر انہیں دے دیا جو ان دونوں نے اپنی اپنی جیبوں میں منتقل کر لیا۔ ڈی جان نے وارڈ روب کھول کر اس میں سے بھی اسلحہ اور دوسرا سامان نکال کر کچھ اپنی جیبوں میں ڈالا اور کچھ انہیں دے دیا اور پھر وہ ایک وائرلیس کیمرہ آن کر کے کمرے کے ایک کونے میں لے گیا جہاں ایک بڑا سا گلدان رکھا ہوا تھا۔ گلدان میں تازہ پھول سجے ہوئے تھے۔ ڈی جان نے وائرلیس کیمرہ ان پھولوں میں اس انداز میں چھپا دیا جو قریب آنے سے بھی دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ اس نے کیمرے کی پوزیشن ایسی رکھی تھی کہ کمرے کا دروازہ اور کمرے کا وہ حصہ واضح دکھائی دے سکتا تھا جہاں ڈی جان کا باقی سامان موجود تھا۔ اگر کوئی کمرے میں داخل ہوتا تو وہ اس کیمرے کی مدد سے آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''ہم ہوٹل کے ریسٹورنٹ کے کیبن میں جائیں گے تاکہ میں وہاں آسانی سے وژنل مشین آن کر سکوں''...... ڈی جان نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ تینوں ریسٹورنٹ کے ایک الگ کیبن میں موجود تھے۔ انہوں نے چونکہ کچھ دیر وہاں رکنا تھا اس لئے ڈی جان کے کہنے پر فرانکو نے ویٹر

کو کھانے کا ہلکا پھلکا سامان لانے کا حکم دے دیا تھا۔ ڈی جان کے پاس ایک سمال سائز کا ٹیبلٹ کمپیوٹر تھا جس کی سکرین پانچ انچ کی تھی۔ وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے ٹیبلٹ کمپیوٹر آن کیا اور اسے آپریٹ کرنا شروع ہو گیا۔ کچھ دیر وہ کمپیوٹر آپریٹ کرتا رہا پھر اس نے ایک بٹن پریس کیا تو سکرین پر کمرے کا منظر ابھر آیا۔ یہ اسی کے کمرے کا منظر تھا جہاں اس نے پھولوں کے گلدان میں مائیکرو وائرلیس کیمرہ لگایا تھا۔

''اب جو بھی ہو گا جلد ہی سامنے آ جائے گا''...... ڈی جان نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کچھ ہی دیر میں ویٹر نے انہیں کھانے پینے کا سامان سرو کر دیا۔ چونکہ ٹیبلٹ کمپیوٹرز کا پوری دنیا میں استعمال عام ہو چکا تھا اس لئے ویٹر نے ڈی جان کے پاس ٹیبلٹ کمپیوٹر دیکھ کر کسی حیرت کا اظہار نہ کیا تھا۔ ڈی جان نے سکرین کا رخ اپنی طرف کر رکھا تھا اس لئے ویٹر کی نظریں سکرین پر نہیں پڑ سکتی تھیں اسی وجہ سے ڈی جان نے کمپیوٹر آف نہیں کیا تھا۔ ویٹر کھانے پینے کا سامان رکھنے کے بعد وہاں سے نکل گیا۔

''آیا ہے کوئی''...... فرانکو نے بے چین نظروں سے ڈی جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابھی تک تو کوئی نہیں آیا ہے''...... ڈی جان نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ واقعی کوئی ہمارے پیچھے آیا ہی نہ ہو''...... رالف

نے کہا۔

"جب وہ فرانکو کا تعاقب کرتا ہوا تمہارے کمرے تک پہنچ سکتا ہے تو تم دونوں کا تعاقب کرتا ہوا یہاں بھی آ سکتا ہے۔ ہمیں ابھی یہاں بہت کام کرنا ہے اس لئے ہمیں یہاں انتہائی محتاط رہنا ہو گا تاکہ ہم کسی کی گرفت میں نہ آ سکیں"...... ڈی جان نے سرد لہجے میں کہا۔

"اگر اس آدمی کا تعلق کسی ایجنسی یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوا تو"...... فرانکو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"وہ جو بھی ہو گا ایک بار میں کمرے میں داخل ہونے کے بعد وہاں سے نہیں نکل سکے گا۔ میں کمرے میں اسے شکار کرنے کا پورا بندوبست کر کے آیا ہوں"...... ڈی جان نے کہا۔

"ضروری نہیں ہے کہ وہ اکیلا ہی ہو۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہو جو باہر رک کر ہماری نگرانی کرتا ہو اور ایک آدمی کمرے میں جا کر چیکنگ کرتا ہوں۔ تم زیادہ سے زیادہ اسی آدمی کو شکار کر سکتے ہو جو تمہارے کمرے میں داخل ہو گا۔ اگر اس کا ساتھی کمرے سے باہر رہا تو اس کا کیسے پتہ چلے گا"۔ رالف نے کہا۔

"اس کا بھی پتہ چل جائے گا۔ جب کمرے میں داخل ہونے والا آدمی کچھ دیر تک کمرے سے باہر نہیں آئے گا تو باہر موجود آدمی اسے چیک کرنے کمرے میں ضرور جائے گا۔ میں اسے بھی یہاں بیٹھے بیٹھے شکار کر لوں گا"...... ڈی جان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن ہم کب تک انتظار کریں گے کہ وہ اپنے ساتھی کا پتہ کرنے کے لئے کمرے میں جائے گا"...... فرانکو نے کہا۔

"کمرے میں آنے والے پہلے آدمی کو شکار کرنے کے بعد ہم کچھ دیر انتظار کریں گے۔ اس کے بعد تم دونوں میرے کمرے کی طرف چلے جانا۔ اگر اس کا دوسرا ساتھی یہاں ہوا تو وہ فوری طور پر کمرے میں گئے ہوئے آدمی کو تمہاری آمد کے بارے میں بتانے جائے گا جب کمرے میں موجود آدمی اسے کوئی جواب نہیں دے گا تو اسے لامحالہ اپنے ساتھی کا پتہ لگانے کے لئے کمرے میں جانا پڑے گا اور جیسے ہی وہ کمرے میں جائے گا اس کی بھی وہی حالت ہو گی جو میں اس کے پہلے ساتھی کی کر چکا ہوں گا"...... ڈی جان نے کہا۔

"گڈ شو۔ تم واقعی جینیئس ہو ڈی جان"...... فرانکو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو ڈینجر فائیو کا باس ہوں"...... ڈی جان نے مسکرا کر کہا تو وہ دونوں بھی مسکرا دیئے۔ اسی لمحے ڈی جان چونک پڑا۔

"وہ آ گیا ہے"...... ڈی جان نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔ ڈی جان نے سکرین کا رخ ان کی جانب کر دیا۔ کمرے کا دروازہ کھل رہا تھا اور ایک نوجوان سر نکالے

احتیاط سے کمرے میں جھانک رہا تھا۔

''اس کا چہرہ کلوز کرو''...... رالف نے کہا تو ڈی جان نے سکرین پر دو انگلیاں رکھ کر سکرین کو انلارج کرنا شروع کر دیا۔ یہ ٹچ سکرین تھی جسے فنگرز سے انلارج اور رڈیوس کیا جا سکتا تھا۔ سکرین انلارج ہوئی تو اس نوجوان کا چہرہ واضح ہو گیا۔ وہ شکل و صورت سے چھٹا ہوا بدمعاش دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحے وہ کمرے میں جھانکتا رہا پھر اس نے دروازہ کھولا اور اندر آ گیا۔ اندر آتے ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

نوجوان نے پہلے احتیاط سے کمرے کا جائزہ لیا جیسے وہ یہ دیکھنا چاہتا ہو کہ کمرے میں کوئی موجود تو نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ انتہائی باریک بینی سے کمرے کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔

''تو یہ ہے وہ شخص جس نے تم دونوں کے کمروں کی تلاشی لی تھی''...... ڈی جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''لگتا تو یہی ہے''...... رالف نے کہا۔

''اب تم اسے کیسے شکار کرو گے''...... فرانکو نے کہا۔

''میں نے کیمرے کے ساتھ لائٹ بلاسٹر لگا رکھا ہے۔ جیسے ہی میں لائٹ بلاسٹ فائر کروں گا یہ بے ہوش ہو جائے گا''...... ڈی جان نے کہا اور پھر اس نے ٹیبلٹ کمپیوٹر کے بٹنوں کو پریس کر کے اسے ایک بار پھر آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد سکرین پر ایک ہلکا سا جھماکا ہوا اور کمرے میں داخل ہونے والا نوجوان اچھل پڑا۔ وہ اچھلتے ہی نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

''گڈ شو۔ لگتا ہے یہ بے ہوش ہو گیا ہے''...... رالف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لائٹ بلاسٹر سے انسان ایک لمحے میں بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے''...... ڈی جان نے جواب دیا۔

''اب میں اور رالف تمہارے کمرے کی طرف جاتے ہیں تاکہ باہر اگر اس کا کوئی ساتھی ہو تو ہمیں آتے دیکھ کر وہ اپنے ساتھی کو کاشن دے اور کاشن کا جواب نہ ملنے پر وہ بھی اندر جانے پر مجبور ہو جائے''...... فرانکو نے کہا۔

''ہاں۔ تم دونوں باتیں کرتے ہوئے آہستہ روی سے جانا تاکہ اس کے دوسرے ساتھی کو اپنے ساتھی کو چیک کرنے کے لئے کمرے میں جانے کا موقع مل جائے''...... ڈی جان نے کہا اور اس نے جیب سے اپنے کمرے کی چابی نکال کر رالف کو دے دی۔

''کیا ہم کمرے کے اندر چلے جائیں''...... رالف نے پوچھا۔

''اگر تم دونوں کے کمرے تک پہنچنے سے پہلے کوئی اور اندر نہ گیا تو پھر اس کا یہی مطلب ہو گا کہ یہ اکیلا ہی ہے۔ کمرے میں جا کر تم اسے رسیوں سے باندھ لینا۔ میں تمہیں سکرین پر چیک کرتا رہوں گا۔ جب تم کمرے میں پہنچ کر اسے باندھ دو گے تب میں بھی وہاں آ جاؤں گا اور پھر ہم اس سے اپنے طریقے سے پوچھ

پوچھ گچھ کریں گے کہ یہ کون ہے اور ہمارے کمروں میں یہ کیا تلاش کرتا پھر رہا ہے“...... ڈی جان نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور اٹھ کر کیبن سے نکلتے چلے گئے۔ ڈی جان بدستور وہیں بیٹھا رہا۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اس نے ایک بار پھر کمرے کا دروازہ کھلتے دیکھا اور پھر یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر رالف اور فرانکو اندر داخل ہوئے تھے۔

”ہونہہ۔ تو یہ اکیلا ہی تھا“...... ڈی جان نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھیوں نے کمرے میں داخل ہو کر نوجوان کو سیدھا کیا اور اس کی جیبوں کی تلاشی لینے لگے۔ اور پھر انہوں نے نوجوان کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ پھر انہوں نے وارڈ روب کھول کر وہاں موجود رسی کا ایک بنڈل نکالا اور نوجوان کو کرسی پر رسیوں سے باندھنا شروع ہو گئے۔ ڈی جان چند لمحے انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے سکرین آف کی اور وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ویٹر سامان کے ساتھ بل بک بھی رکھ گیا تھا جس میں بل کی سلپ لگی ہوئی تھی۔ چونکہ ڈی جان اسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اس لئے اسے فوری پے منٹ نہیں کرنی پڑتی تھی۔ اسے سلپ پر صرف اپنے دستخط کرنے تھے اور ہوٹل چھوڑتے وقت اسے تمام ڈیوز کلیئر کرنے تھے۔ ڈی جان نے ٹیبلٹ کمپیوٹر کوٹ کی بڑی جیب میں رکھا اور پھر اس نے بل بک میں موجود سلپ پر دستخط کئے اور اٹھ کر کیبن

سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے کمرے کی طرف آتے ہوئے ہر طرف گہری نظروں سے چیکنگ کی تھی لیکن اسے وہاں ایسا کوئی شخص دکھائی نہیں دیا تھا جو اس پر نظر رکھ رہا ہو۔

”لگتا ہے یہ اکیلا ہی سب کچھ کرتا پھر رہا ہے۔ باہر اس کا کوئی ساتھی موجود نہیں ہے“...... اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر رالف نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے بھی چیک کر لیا ہے۔ باہر واقعی اس کا کوئی ساتھی دکھائی نہیں دیا ہے“...... ڈی جان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اب اس کا کیا کرنا ہے۔ یہ ہوٹل ہے۔ اگر ہم نے اس کی مخصوص انداز میں زبان کھلوانے کی کوشش کی تو اس کی چیخیں سن کر ہوٹل کے تمام لوگ باہر اکٹھے ہو جائیں گے“...... فرانکو نے کہا۔

”فکر نہ کرو۔ میرے پاس وائس کنٹرول مشین موجود ہے۔ وائس کنٹرول مشین کے آن ہوتے ہی یہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف بن جائے گا۔ پھر نہ اندر کی آواز باہر جائے گی اور نہ باہر کی کوئی آواز اندر آ سکے گی“...... ڈی جان نے کہا تو فرانکو نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

”رالف۔ تم کمرے سے باہر چلے جاؤ تاکہ اس کا کوئی اور ساتھی اس طرف آئے تو تم اسے اندر آنے سے روک سکو اور فرانکو

تم رالف کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند کر کے اسے لاک لگا دو اور کھڑکیاں بند کر دو تب تک میں وائس کنٹرول مشین آن کرتا ہوں''...... ڈی جان نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور رالف کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی فرانکو نے دروازہ بند کر کے اسے لاک لگا دیا اور پھر وہ سائیڈ کی کھڑکیوں کو بند کرنے کے لئے بڑھ گیا۔ ڈی جان نے بیڈ کے نیچے سے اپنا بریف کیس نکالا اور اسے بیڈ پر رکھ دیا۔ بریف کیس کھول کر اس نے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹی مگر انتہائی پیچیدہ سی مشین نکالی اور اسے آپریٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں تک وہ مشین آپریٹ کرتا رہا پھر جیسے ہی مشین سے زوں زوں کی آوازیں نکلیں اور دو بلب سپارک کرنا شروع ہوئے تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ اس نے مشین اٹھا کر کمرے کے وسط میں رکھی ہوئی میز پر رکھ دی۔ کمرے میں مشین کی ہلکی زوں زوں کی آواز ابھر رہی تھی۔

''اب تم یہاں چیخ چیخ کر بھی بات کرو گے تو تمہاری کوئی آواز کمرے سے باہر نہیں جا سکے گی''...... ڈی جان نے مسکراتے ہوئے کہا تو فرانکو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں ہوش میں لاؤں اسے''......فرانکو نے پوچھا۔

''نہیں۔ پہلے میں اسے وائنوسان کا انجکشن لگاؤں گا تاکہ یہ لاشعوری کیفیت میں رہے اور اس پر نقاہت طاری رہے اور پھر میں

اس کے سر کی ایک مخصوص رگ ابھار کر جب اس پر ضرب لگا کر اس سے کوئی سوال کروں گا یہ ہر سوال کا لاشعوری طور پر بالکل درست جواب دے گا''...... ڈی جان نے کہا اور اس نے بریف کیس کا ایک اور خفیہ خانہ کھول کر اس میں موجود ایک لمبی سی ڈبیہ باہر نکال لی۔ اس نے ڈبیہ کھولی تو اس میں ایک انجکشن کی شیشی اور ایک خالی سرنج موجود تھا۔ ڈی جان نے سرنج اور انجکشن کی شیشی نکالی اور پھر اس نے شیشی کا کیپ توڑا اور اس میں موجود محلول سرنج میں بھرنے لگا۔ انجکشن کی شیشی خالی کر کے اس نے سائیڈ میں پڑی ہوئی ڈسٹ بن میں اچھال دی اور سرنج لے کر کرسی پر بندھے ہوئے بدمعاش ٹائپ آدمی کے پاس آ گیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے نوجوان کا سر سائیڈ پر کیا اور پھر اس نے سرنج کی سوئی اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ میں پیوست کر دی اور انجکشن آہستہ آہستہ اس کی گردن کی رگ میں انجیکٹ کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں سرنج خالی ہو گیا۔

''اسے ڈسٹ بن میں پھینک دو''...... ڈی جان نے خالی سرنج فرانکو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو فرانکو نے اس سے سرنج لے کر ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔ انجکشن لگانے کے بعد ڈی جان اپنی ریسٹ واچ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''دو منٹ پورے ہو گئے ہیں۔ انجکشن اس کی رگوں میں سرایت کر چکا ہے۔ اب تم اس کی ناک پکڑ کر اس کا منہ بند کر کے سانس

روکو تاکہ اسے ہوش آ جائے“...... ڈی جان نے کہا تو فرانکو تیزی سے کرسی کے پیچھے آیا اور اس نے ایک ہاتھ سے نوجوان کی ناک پکڑی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ نوجوان کا سانس بند ہوا تو اچانک اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ جیسے ہی نوجوان کے جسم کو جھٹکا لگا ڈی جان جس کی نظریں نوجوان کی پیشانی پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اسے پیشانی کے دائیں طرف ایک رگ سی پھولتی ہوئی دکھائی دی۔ اس رگ کو پھولتے دیکھ کر ڈی جان نے انگلی کا ہک بنایا اور ہک پوری قوت سے اس رگ پر مار دیا۔ نوجوان کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور کرسی پر بندھا ہونے کے باوجود وہ بری طرح سے پھڑک کر رہ گیا۔

”بس ہاتھ ہٹا لو“...... ڈی جان نے کہا تو فرانکو نے نوجوان کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔ نوجوان کا جسم تڑپ کر پھر ساکت ہو گیا تھا۔ ڈی جان نے اس کی پیشانی پر موجود رگ پر ایک بار پھر ہک مارا تو اس بار نہ صرف نوجوان بری طرح سے تڑپ اٹھا بلکہ اس کے حلق سے ایک زور دار چیخ بھی نکل گئی اور اس نے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کی آنکھوں میں آ گیا ہو۔

”مم مم۔ میں میں۔ کہاں ہوں“...... ہوش میں آتے ہی نوجوان کے منہ سے لڑکھڑاتی ہوئی آواز نکلی جیسے اس نے بے تحاشہ

شراب پی رکھی ہو۔ اس کی آنکھیں ادھ کھلی تھیں جو بار بار بند ہو رہی تھیں۔

”تمہارا نام کیا ہے“...... ڈی جان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر اس کی ابھری ہوئی رگ پر ہک کی ضرب لگا دی۔ نوجوان کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا۔

”اپنا نام بتاؤ“...... ڈی جان نے چیختے ہوئے کہا۔

”چچ چچ۔ چارلی۔ میرا نام چارلی ہے“...... نوجوان نے جیسے نشے سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”چارلی۔ کون چارلی۔ کہاں سے آئے ہو“...... ڈی جان نے اسی انداز میں کہا۔

”میں ہوٹل مینگورا سے آیا ہوں۔ چارلی ہوپر میرا پورا نام ہے“...... نوجوان نے اسی انداز میں کہا جیسے وہ نشے میں اور لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

”کس کے لئے کام کرتے ہو“...... ڈی جان نے ایک بار پھر اس کے پیشانی پر ابھری ہوئی رگ پر ضرب لگاتے ہوئے کہا تو نوجوان ایک بار پھر حلق کے بل چیخ اٹھا۔

”کوبرا کے لئے۔ میں کوبرا کے لئے کام کرتا ہوں“...... چارلی نے بری طرح سے تڑپتے ہوئے کہا۔ شدید اذیت کی وجہ سے اس کا رنگ سرخ ہو گیا تھا اور اس کا جسم اس بری طرح سے کانپ رہا

تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو۔

”کون کوبرا۔ اس کا اصل نام بتاؤ“...... ڈی جان نے سرد لہجے میں کہا۔

”مم مم۔ میں اس کا اصل نام نہیں جانتا۔ سب اسے کوبرا کے نام سے ہی جانتے ہیں“...... چارلی نے لرزتے ہوئے کہا۔

”کیا تم کوبرا کے کہنے پر ہمارے کمروں کی تلاشی لینے آئے تھے۔ بولو“...... ڈی جان نے کہا۔

”ہاں۔ میں اسی کے کہنے پر تمہارے کمرے کی تلاشی لینے آیا تھا“...... چارلی نے کہا۔

”لیکن کیوں۔ کوبرا کو ہم پر کس بات کا شک تھا جو اس نے تمہیں ہمارے کمروں کی تلاشی لینے کے لئے بھیجا تھا اور تمہیں ہمارے کمروں میں کس چیز کی تلاش تھی“...... ڈی جان نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

”تمہارے ایک ساتھی کو میں نے اقوام متحدہ کے آفس کے باہر وہ کار چھوڑ کر جاتے دیکھا تھا جو بعد میں زور دار انداز میں بلاسٹ ہو گئی تھی۔ میں اسی علاقے میں ہی موجود تھا۔ وہ آدمی کار چھوڑ کر ایک ٹیکسی میں سوار ہوا تھا۔ وہ جس ٹیکسی میں سوار ہوا تھا وہ میری ٹیکسی تھی۔ اس آدمی نے میری کار میں بیٹھ کر جیب سے ایک آلہ نکالا تھا اور اس پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا تھا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی زور دار دھماکا ہوا تھا اور میں نے وہ کار اپنی

آنکھوں سے بلاسٹ ہوتے دیکھی تھی جسے وہ آدمی چھوڑ کر میری ٹیکسی میں آ کر بیٹھا تھا۔ بلاسٹ کرنے کے بعد اس نے وہ آلہ ٹیکسی کی کھڑکی سے باہر پھینک دیا تھا اور میں نے اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات دیکھے تھے جیسے وہ دھماکا کر کے بے حد خوش ہو۔ میں اس آدمی سے خوفزدہ ہو گیا تھا لیکن میں نے اس پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ میں نے اسے کار بلاسٹ کرتے دیکھ لیا ہے۔ وہ پہلے مجھے شہر کی سڑکوں پر گھماتا رہا پھر اس نے مجھے شارٹن ہوٹل چلنے کا کہا تھا۔ میں نے اسے لے جا کر اس ہوٹل میں چھوڑ دیا۔ چونکہ میں نے اسے کار بلاسٹ کرتے دیکھا تھا اور اس کی وجہ سے بے شمار معصوم اور بے گناہ افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے تھے اس لئے میں نے اس آدمی کو قانون کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میں فوری طور پر اسے نہیں پکڑنا چاہتا تھا اس لئے میں نے اس کی نگرانی کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے ہوٹل شارٹن جاتے دیکھ کر میں نے فوری طور پر کوبرا کو کال کی جو مجھ سے چھوٹے موٹے کام لیتا رہتا تھا۔ میں نے اسے ساری صورتحال بتائی تو کوبرا نے مجھے حکم دیا کہ میں ہوٹل کے باہر رک کر اس کی نگرانی کروں اور موقع ملے تو اس کے کمرے کی تلاشی لوں اور جو کاغذات ملیں وہ اپنے پاس رکھ لوں وہ بعد میں مجھ سے لے لے گا۔ اگر وہ اس ہوٹل سے نکل کر کہیں جانے کی کوشش کرے تو میں اس کا پیچھا کروں۔ وہ تھوڑی دیر تک ہوٹل شارٹن پہنچ جائے گا۔ مجھے چونکہ کوبرا ہر کام کا بھرپور معاوضہ

دیتا تھا اس لئے میں ہوٹل کے باہر ہی رک گیا۔ مجھے کوبرا کا انتظار
تھا لیکن اس سے پہلے کہ کوبرا آتا میں نے ایک آدمی کو ہوٹل سے
سامان لے کر نکلتے دیکھا۔ اس آدمی کا حلیہ پہلے آدمی سے مختلف تھا
لیکن اس نے جو جوتے پہن رکھے تھے وہ وہی تھے جو میں نے کار
بلاسٹ کرنے والے آدمی کے پیروں میں دیکھے تھے۔ میں نے
جب اسے غور سے دیکھا تو مجھے یہ دیکھ کر بے حد حیرانی ہوئی کہ اس
آدمی کا قدوقامت بھی اسی آدمی جیسا تھا۔ صرف اس کا چہرہ اور
لباس بدلا ہوا تھا۔ اس کی آخری نشانی اس کی کلائی میں بڑے ڈائل
والی گھڑی تھی جسے دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی آدمی ہے لیکن
اس نے لباس بدل کر میک اپ کر لیا ہے۔ اس آدمی نے شاید
میری ٹیکسی کو غور سے نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی اس نے میرا چہرہ دیکھا
تھا اس لئے وہ ہوٹل سے نکل کر سیدھا میری ٹیکسی کی طرف ہی آیا
تھا اور پھر وہ میری ٹیکسی میں سوار ہو گیا۔ اس نے مجھے ہوٹل پیرس
چلنے کا کہا تو میں اسے لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ میں نے
اسے ہوٹل پیرس میں ڈراپ کر دیا اور پھر میں نے ایک بار پھر کوبرا
سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن کوبرا سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔
چونکہ یہ آدمی خطرناک تھا اور اس کے ہاتھ میرے ملک کے بے
گناہ اور معصوم لوگوں کے خون سے رنگے ہوئے تھے اس لئے میں
نے اکیلے ہی اس سے نپٹنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے سوچا کہ جب
تک میرا کوبرا سے رابطہ نہیں ہو جاتا میں اس آدمی کی نگرانی کروں

گا۔ چونکہ میرا تعلق بھی زیر زمین دنیا سے ہے اس لئے میں بھی
میک اپ کرنا جانتا ہوں۔ میں نے فوری طور پر ہوٹل کے واش روم
میں جا کر اپنے چہرے پر ماسک چڑھا کر اپنا چہرہ بدلا اور پھر میں
نے لباس الٹ کر پہن لیا جس سے میرا حلیہ یکسر بدل گیا تھا۔ پھر
میں ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ اس ہوٹل میں میرے چند ساتھی موجود
تھے ان سے مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ آدمی کس کمرے میں ٹھہرا ہے۔
میں نے اس کمرے کی نگرانی شروع کر دی اور پھر جب یہ آدمی
کمرے سے باہر نکل کر ہوٹل سے باہر جانے لگا تو میں نے اس کا
تعاقب کیا۔ یہ آدمی ہوٹل سے نکل کچھ فاصلے پر موجود رینٹ اے
کار کے دفتر میں گیا تھا۔ مجھے لگا کہ یہ اپنے لئے کرائے پر کار
حاصل کرنا چاہتا ہے اور کار حاصل کرنے میں اسے وقت لگ سکتا
ہے تو میں فوراً ہوٹل واپس آیا اور میں ماسٹر کی سے اس کے کمرے
کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا اور اس کے سامان کی تلاشی لینے لگا۔
میں اس کے سامان سے کوئی ایسی چیز تلاش کرنا چاہتا تھا جس سے
اس کے بارے میں پتہ چل سکے کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آیا
ہے اور اس کا کس عسکریت پسند گروپ سے رابطہ ہے لیکن مجھے اس
کے سامان سے کچھ نہیں ملا۔ میں نے ایک بار پھر کوبرا سے رابطہ کیا
تو اس بار میرا کوبرا سے رابطہ ہو گیا۔ وہ کسی جگہ پھنسا ہوا تھا۔ اس
نے مجھے اس آدمی کے پیچھے لگے رہنے کا حکم دیا۔ میں نے اس کے
کمرہ کا دروازہ بند کیا اور پھر اپنی ٹیکسی لے کر رینٹ اے کار کے

دفتر کے پاس آ گیا۔ کچھ دیر کے بعد میں نے اسے کرائے کی ایک کار میں نکلتے دیکھا تو میں نے ایک بار پھر اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ یہ کرائے کی کار لے کر ہوٹل ڈیسوزا گیا تھا۔ میں چونکہ اس کے پیچھے تھا اس لئے میں نے اسے ہوٹل کے دوسرے فلور پر موجود کمرہ نمبر اکیاسی میں جاتے دیکھ لیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ ایک اور آدمی کے ساتھ کمرے سے باہر آیا اور پھر یہ دونوں لنچ کرنے ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں پہنچ گئے۔ میں نے پھر کوبرا سے رابطہ کیا تو اس نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی غیر موجودگی میں اس کا کمرہ بھی چیک کروں اور اگر وہاں مجھے کوئی کاغذات مل جائیں تو انہیں میں سنبھال کر اپنے پاس رکھ لوں۔ چنانچہ میں دوسرے فلور پر گیا اور پھر میں نے ماسٹر کی سے دوسرے آدمی کے کمرے کا دروازہ بھی کھول لیا اور اندر جا کر اس کے سامان کی تلاشی لینے لگا۔ وہاں کرنسی کے علاوہ دو قیمتی گھڑیاں بھی موجود تھیں لیکن میں نے انہیں ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ مجھے اس کے کاغذات کی تلاش تھی اور حیرت کی بات تھی کہ دوسرے آدمی کے سامان میں بھی مجھے کوئی کاغذ نہیں ملا تھا جس سے اس کی شناخت ممکن ہوسکتی ہو۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کاغذات ہمیشہ اپنی جیبوں میں ہی رکھتے ہوں۔

اس بات کی اطلاع میں نے کوبرا کو دی تو کوبرا نے مجھے مسلسل ان کی نگرانی کا حکم دے دیا۔ ریسٹورنٹ سے نکل کر جب یہ اپنے کمرے میں گئے تو انہیں وہاں موجود اپنا سامان بکھرا ہوا دکھائی دیا۔

دونوں پریشانی کے عالم میں کمرے سے نکلے اور پھر رکے بغیر ہوٹل سے نکل گئے۔ میں نے اسی کمرے میں ایک بار پھر حلیہ بدل لیا تھا اور ان کے پیچھے لگ گیا تھا۔ اس بار میں نے اپنی ٹیکسی کی بجائے ان کا کرائے کی ٹیکسی میں بیٹھ کر تعاقب کیا تھا اور یہ کلاسک ہوٹل میں آ گئے اور میں نے انہیں تیسرے فلور کے کمرہ نمبر ایک سو دس میں جاتے دیکھ لیا۔ میں حیران ہو رہا تھا کہ اس آدمی کے نجانے کتنے ساتھی ہیں اور کہاں کہاں موجود ہیں۔ میں اپنی مدد کے لئے کوبرا یا پھر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلانا چاہتا تھا تاکہ تم تینوں کو پکڑ کر قانون کے حوالے کر سکوں۔ قانون کے رکھوالے خود ہی تم تینوں کی زبانیں کھلوا لیتے کہ تم نے کار بلاسٹ کیوں کرائی تھی لیکن اس سے پہلے کہ میں کوبرا یا اپنے کسی اور ساتھی کو اپنی مدد کے لئے بلاتا، میں نے تم تینوں کو کمرے سے نکلتے دیکھ لیا۔ میں نے جب تم تینوں کو ایک الگ کیبن میں جا کر کھانا منگواتے دیکھا تو میں نے تمہارے کمرے کی بھی تلاشی لینے کا فیصلہ کر لیا اور پھر میں ماسٹر کی سے لاک کھول کر تمہارے کمرے میں آ گیا لیکن ابھی میں کمرے کی تلاشی لینے کے لئے ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز روشنی چمکی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ مجھے اتنا یاد ہے کہ میرے دماغ میں ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں اندھیرا بھر گیا تھا اس کے بعد کیا ہوا تھا میں نہیں جانتا“...... چارلی نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ اس

انداز میں بول رہا تھا جیسے اس کے منہ میں زبان کی جگہ ٹیپ ریکارڈر فٹ ہو گیا ہو جو نان سٹاپ چل رہا ہو۔

''نانسنس۔ یہ کب سے تمہارے پیچھے لگا ہوا ہے اور تمہیں اس کا پتہ ہی نہیں''...... ڈی جان نے فرانکو کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ میں۔ وہ۔ وہ''...... فرانکو نے ہکلاتے ہوئے کہا کیونکہ چارلی کی باتوں سے سمجھ گیا تھا کہ وہ کس کے متعلق بات کر رہا ہے۔ اقوام متحدہ کے دفتر کے سامنے اس نے ہی کار بلاسٹ کی تھی۔ اس کے چہرے پر قدرے ندامت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''وہ۔ وہ۔ میں میں مت کرو نانسنس۔ تمہاری ذرا سی لاپرواہی کی وجہ سے ہم سب کی زندگیاں خطرے میں پڑ سکتی تھیں۔ تمہیں اس کی ٹیکسی میں ڈائریکٹ اپنے ہوٹل میں جانے کی کیا ضرورت تھی اور جب تم ہوٹل سے حلیہ اور لباس بدل کر نکلے تھے تو کیا تم جوتے نہیں بدل سکتے تھے۔ اس سے بھی بڑی حماقت تم نے یہ کی کہ ہوٹل سے باہر آ کر پھر اسی کی ٹیکسی میں آ کر بیٹھ گئے۔ کیا تم اندھے تھے دیکھ نہیں سکتے تھے کہ یہ وہی ٹیکسی ہے جس سے تم وہاں آئے تھے''...... ڈی جان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''اس وقت میرا مائنڈ ماؤف تھا۔ میں بے خیالی میں اس کی ٹیکسی میں بیٹھ گیا تھا''...... فرانکو نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ شہر کا ایک عام غنڈہ ہے جو ٹیکسی بھی چلاتا ہے۔ تم اس کی نظروں میں آنے سے نہیں بچ سکے۔ اگر اس کی جگہ پاکیشیائی ایجنسی کا کوئی اہلکار یا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر ہوتا تو اب تک تمہارے ساتھ ساتھ رالف اور میں بھی اپنے انجام کو پہنچ گئے ہوتے نانسنس۔ کتنی بار کہا ہے کہ اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھا کرو لیکن تم سنتے ہی کب ہو۔ نانسنس''...... ڈی جان نے غراتے ہوئے کہا۔

''غلطی ہو گئی۔ آئندہ میں محتاط رہوں گا''...... فرانکو نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''تم بتاؤ۔ کوبرا کہاں ہے اور تم نے ہمارے بارے میں کوبرا کو اب تک کیا کچھ بتایا ہے''...... ڈی جان نے ایک بار پھر چارلی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا لیکن یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ چارلی کا سر ڈھلک گیا تھا وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو چکا تھا۔

''یہ پھر سے بے ہوش ہو گیا ہے''...... فرانکو نے کہا۔

''دیکھ رہا ہوں اب مجھے اسے کچھ دیر کے بعد دوبارہ ہوش میں لانا پڑے گا۔ اگر میں نے فوری طور پر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی تو اس کے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی اور یہ ہلاک ہو جائے گا جبکہ میں اس سے کوبرا کے بارے میں ساری معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس تک ہمارے حلیئے اور قد کاٹھ پہنچ چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ زیر زمین دنیا کے تمام افراد کو ہوٹلوں، کلبوں

اور باروں پر نظر رکھنے کا حکم دے دے اور ہم ان کی نظروں میں آ جائیں''...... ڈی جان نے سرد اور انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اب اسے کتنی دیر بعد ہوش میں لانا ہے''...... فرانکو نے پوچھا۔

''کم از کم بیس منٹ کا وقفہ لازمی ہے''...... ڈی جان نے کہا تو فرانکو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو کیا ہم اتنی دیر تک یہیں رکیں رہیں گے۔ اگر اس کا کوئی اور ساتھی یہاں آ گیا تو''...... فرانکو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''مجبوری ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے''...... ڈی جان نے کاندھے اچکا کر کہا۔ اسی لمحے وہ چونک کر کمرے کے واش روم کے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا ہوا''...... فرانکو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''مجھے واش روم سے ایک آواز سنائی دی ہے۔ وائس کنٹرول مشین کی وجہ سے آواز بے حد ہلکی ہے لیکن میں نے یہ آواز سن لی ہے''۔ ڈی جان نے کہا۔

''واش روم سے۔ کیا مطلب۔ واش روم میں بھلا کون ہو سکتا ہے''.... فرانکو نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا واش روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اسے واش روم کے دروازے کے نیچے سے تیز دھواں اندر آتا دکھائی دیا۔

''یہ دھواں''...... فرانکو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ابھی اس کے منہ سے اتنا ہی نکلا تھا کہ وہ اچانک لہرا کر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔ ڈی جان بھی دھواں دیکھ کر چونک پڑا۔ اس نے فرانکو کو بے ہوش ہوتے دیکھا تو وہ باہر جانے کے لئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کی آنکھوں اور حلق میں تیز مرچیں سی بھر گئی ہوں۔ اسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ دوسرے لمحے وہ بھی لہرایا اور الٹ کر گرتا چلا گیا۔ اس کے دماغ پر یکلخت اندھیرے کی دبیز چادر پھیل گئی تھی۔

"کیا ہوسکتا ہے یہ ایس ایم پی سی جسے جم براؤن سبوتاژ کرنے کے لئے آیا ہے"...... بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ شاید سکون، محبت اور چاہت کا مخفف ہے"...... عمران نے کہا جو اس کے سامنے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"سکون، محبت اور چاہت۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ایس سے سکون، ایم سے محبت اور سی سے چاہت ہی ہو سکتا ہے۔ پاکیشیا سکون، محبت، چاہت اور امن کا گہوارہ ہے۔ جم براؤن اسی سکون، محبت، چاہت اور امن کو سبوتاژ کر دینا چاہتا ہے تاکہ پاکیشیا میں بدامنی، بے سکونی اور نفرت کے سائے پھیل جائیں اور پاکیشیا مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ کام تو ڈینجر فائیو کر رہے ہیں پھر اس کے لئے خاص طور پر

جم براؤن کو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی"...... بلیک زیرو نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ڈینجر فائیو عام انسانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح کچلتے ہیں جبکہ جم براؤن خاص اور بڑی ہستیوں کو نشانہ بناتا ہے۔ وہ ایسے لوگوں کا شکار کرتا ہے جو امن، سکون اور محبت کا پرچار کرتے ہیں اور جن کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور ہوتی ہے۔ وہ محبِ وطن اور ملک کے مفاد میں کام کرنے والی چیدہ چیدہ ہستیوں کو ہلاک کر کے ملک کی جڑیں اس قدر کھوکھلی کر دیتا ہے کہ ملک ایک معمولی دھچکا بھی برداشت نہیں کر سکتا اور مکمل طور پر منہدم ہو جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"پھر ایسے خطرناک انسان کو ہم اتنا موقع کیوں دے رہے ہیں کہ وہ پاکیشیا کی جڑیں کھوکھلی کر سکے اور ملک کی کسی اہم ہستی کو ٹارگٹ کر سکے۔ ایسے خطرناک انسان کو تو ڈھونڈ کر اس کے ٹکڑے اُڑا دینے چاہئیں"...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ یہاں آ کر سات پردوں میں چھپ گیا ہے۔ فور سٹارز اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن ابھی تک انہیں جم براؤن کا کوئی کلیو نہیں ملا ہے۔ فور سٹارز نے اسے تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ بھاگ دوڑ کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے جدید سائنسی ٹیکنالوجی کا بھی استعمال کیا ہے لیکن جم براؤن بے حد عیار ہے۔ وہ اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑ رہا۔ وہ یہاں آ کر یوں غائب ہو

گیا ہے جیسے پاکیشیا میں اس کا کوئی وجود ہی نہ ہو“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈینجر فائیو اور جم براؤن کے سلسلے میں ناکام ہو چکی ہے۔ جم براؤن کے ساتھ ساتھ ابھی تک ہمیں ڈینجر فائیو کا بھی کوئی سراغ نہیں ملا ہے۔ ابھی تو انہوں نے اپنی کارروائیوں کا آغاز کیا ہے اگر انہیں روکا نہ گیا تو نجانے کتنے بے گناہ افراد ان کی شدت پسندی کی بھینٹ چڑھ جائیں گے۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی صلاحیتوں کو زنگ لگ گیا ہے کہ انہیں کیفرکردار تک پہنچا سکیں“...... بلیک زیرو نے تلخ لہجے میں کہا۔

”یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ناکامی نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے انہیں تلاش کرنے کے لئے زمین آسمان ایک کر دیئے ہیں لیکن اس بار ان کا پالا ذہین اور انتہائی خطرناک ترین مجرموں سے پڑا ہے جو کارروائیاں کر کے چوہوں کی طرح ایسے بلوں میں جا کر چھپ گئے ہیں کہ پتہ لگانا مشکل ہو گیا ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر یہی صورتحال رہی تو پھر ہم انہیں مزید کارروائیوں سے کیسے روک سکتے ہیں۔ ادھر ہمارے چار ساتھی ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔ صرف فور سٹارز کام کر رہے ہیں اور یہ چار افراد شہر کے کس کس حصے پر نظر رکھ سکتے ہیں۔ پاکیشیائی ایجنسیاں بھی بری طرح سے ناکام ہو گئی ہیں اور کوئی بھی ڈینجر فائیو کو تلاش نہیں کر

سکا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”فور سٹارز کی طرح ٹائیگر بھی اسی کام پر لگا ہوا ہے۔ وہ انڈر ورلڈ میں انہیں ٹریس کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اسے جلد یا بدیر جم براؤن یا ڈینجر فائیو کا کوئی نہ کوئی سراغ ضرور مل جائے گا۔ ان میں سے ایک آدمی بھی ہمارے ہاتھ آ گیا تو ہم اس کی مدد سے دوسرے افراد تک بھی پہنچ جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”ایس ایم پی سی کا پتہ چل جائے تب شاید جم براؤن کے عزائم کا پتہ چل سکتا ہے۔ اب نجانے یہ کس ادارے یا شخصیت کے نام کا کوڈ ہے۔ میں نے تو اس کے لئے بہت سر کھپائی کی ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آیا کہ ایس ایم پی سی کس کا کوڈ ہے۔ اوپر سے سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس منعقد ہونے کے دن بھی نزدیک آتے جا رہے ہیں۔ اگر پاکیشیا کی یہی صورتحال رہی اور دارالحکومت میں اسی طرح دھماکے ہوتے اور انسانی خون بہتا رہا تو مسلم ممالک کے سربراہان یہاں آنے سے انکار کر دیں گے کہ پاکیشیا اپنے ملک کے افراد کے جان و مال کی حفاظت تو کر نہیں سکتا پھر وہ ان کی کیا حفاظت کرے گا۔ ان حالات میں تو مجھے مسلم پاور کانفرنس ہوتی نظر نہیں آتی“...... بلیک زیرو نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو عمران یکلخت اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہا تم نے۔ سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس“...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ دو روز کے بعد سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس منعقد ہونے والی ہے اور کل سے مسلم ممالک کے سربراہان خفیہ طور پر پاکیشیا آنا شروع ہو جائیں گے اور مسلم پاور کانفرنس شروع ہو جائے گی جو کئی گھنٹوں تک جاری رہے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ بات ہے''...... عمران کے منہ سے یکلخت غراہٹ بھری آواز نکلی۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... اس نے چونک کر کہا۔

''پاکیشیا میں سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس ہونے جا رہی ہے اور اس کانفرنس کے انعقاد کی تمام تر ذمہ داری سیکرٹری خارجہ سر سلطان پر ہے۔ کانفرنس کو خفیہ رکھنے، اس کی سیکورٹی اور اس کے تمام انتظامات کا اختیار پریذیڈنٹ صاحب اور پرائم منسٹر صاحب نے سر سلطان کو سونپ رکھا ہے اور وہ اسی سلسلے میں دن رات ایک کر رہے ہیں۔ اسی لئے ان کا ایک پاؤں پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہوتا ہے اور دوسرا پرائم منسٹر ہاؤس میں۔ دوسرے لفظوں میں اگر یہ کہا جائے کہ سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کے اصل روح رواں سر سلطان ہیں تو بے جا نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس کانفرنس کو منعقد کرانے میں بھی سر سلطان کا ہی ہاتھ ہے۔ وہی خفیہ طور پر مسلم ممالک کے صدور اور پرائم منسٹرز سے جا کر ملے تھے اور انہوں نے ہی پاکیشیائی صدر اور پرائم منسٹر کا سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس منعقد کرانے کا پیغام انہیں پہنچایا تھا۔

سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کا ایجنڈا بھی سر سلطان کا ہی مرتب کیا ہوا ہے اور اس کی ڈرافٹنگ بھی سر سلطان نے کی ہے کہ مسلم ممالک کے سربراہان کو ایک میز پر بٹھا کر تمام مسلم ممالک کو ایک کرنا ہے اور کس طریقے سے سپر پاورز اور خاص طور پر یہودی طاقتوں سے نپٹنا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو یہ سارا کھیل سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کے لئے کھیلا جا رہا ہے''...... عمران نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر بلیک زیرو اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ایس ایم پی سی سے مراد سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس ہے اور جم براؤن جس شخصیت کو اغوا کر کے سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سر سلطان ہیں''۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا میں ہونے والی مسلم سربراہان کی سیکرٹ کانفرنس کا راز اوپن ہو چکا ہے اور غیر مسلم قوتیں نہیں چاہتیں کہ پاکیشیا میں مسلم ممالک کے سربراہان کی کوئی کانفرنس ہو۔ اسی لئے ڈینجر فائیو کو پاکیشیا میں افراتفری پھیلانے کے لئے بھیجا گیا ہے تاکہ وہ پاکیشیا میں دہشت اور خوف کی فضاء قائم کر دیں اور پاکیشیا کا سیکورٹی نظام اس قدر کمزور کر دیں کہ مسلم

ممالک کے سربراہان کسی بھی صورت میں یہاں کانفرنس میں شرکت کے لئے نہ آ سکیں“...... بلیک زیرو نے آنکھیں پھیلا کر کہا۔

”ہاں۔ غیر مسلم قوتیں کسی بھی صورت میں مسلم ممالک کو ون یونٹ بنتے اور انہیں یکجا ہوتے نہیں دیکھ سکتیں۔ اس سے پہلے بھی ایسی بہت سی کوششیں کی گئی ہیں اور ہر بار مسلم ممالک کو متحد کرنے کے لئے ہونے والی کانفرنسوں کو سبوتاژ کر دیا گیا تھا۔ ہم نے اس بار یہی کوشش کی تھی کہ اس بار پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کا راز کسی بھی صورت میں لیک آؤٹ نہ ہو لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ یہ راز لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔ یہودی لابی بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتی ہے کہ دنیا کے تمام مسلم ممالک یکجا ہو جائیں۔ ان کے مفاد، ان کی کرنسی ایک ہو اور ہر مسلم ملک میں ایک جیسا اسلامی قانون نافذ ہو جائے۔ مسلم ممالک کو متحد، مضبوط اور مستحکم ہونے سے روکنے کے لئے دشمن ممالک ہمیشہ سے سازشیں کرتے چلے آئے ہیں۔ اس بار بھی ان کے یہی عزائم ہیں۔ ڈینجر فائیو کے ذریعے پاکیشیا میں افراتفری پھیلا کر دوسرے مسلم ممالک کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ پاکیشیا غیر مستحکم اور کمزور ملک ہے جہاں عسکریت پسندوں کے مقابلے میں پاکیشیائی ایجنسیاں ناکام ہیں تاکہ وہ سیکورٹی رسک کی وجہ سے پاکیشیا نہ آئیں اور اس کے باوجود اگر مسلم ممالک کے سربراہ یہاں پہنچ گئے تو اس کے لئے انہوں نے جم براؤن کو یہاں بھیج دیا ہے تاکہ اس کے ذریعے

پاکیشیا میں ہونے والی کانفرنس کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔ یہاں ایک بات واضح ہوتی ہے کہ ایکریمیا یا یہاں آنے والے مجرموں کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ پاکیشیا میں ہونے والی کانفرنس کا اصل ایجنڈا کیا ہے اس لئے وہ اس کانفرنس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ساری معلومات انہیں سر سلطان سے ہی مل سکتی ہیں اس لئے جم براؤن انہیں اغوا کرنے کے درپے ہے“......عمران نے کہا۔

”تو پھر ہمیں جم براؤن سے سر سلطان کو بچانا چاہئے۔ ان کی سیکورٹی مزید ٹائٹ کر دینی چاہئے تاکہ جم براؤن یا اس کے ساتھی کسی بھی صورت میں انہیں اغوا نہ کر سکیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”جم براؤن جیسا انسان کسی بھی سیکورٹی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اپنے ہدف تک پہنچنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اگر وہ سر سلطان کے پیچھے پڑ گیا تو پھر وہ انہیں ہر صورت میں اغوا کر کے ہی دم لے گا“......عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ہم انہیں کیسے بچائیں گے“...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”اس سے پہلے کہ جم براؤن سر سلطان کو اغوا کرے۔ ہمیں سر سلطان کو اغوا کر لینا چاہئے“......عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ ہمیں سر سلطان کو اغوا کرنے کی کیا ضرورت ہے“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر سلطان کو اغوا کر کے ان کی جگہ کسی اور کو سر سلطان بنا دیا جائے جو بظاہر سر سلطان کی طرح متحرک دکھائی دے اور سر سلطان پر کسی اور کا میک اپ کر دیا جائے تاکہ انہیں پریذیڈنٹ ہاؤس اور پرائم منسٹر ہاؤس آنے جانے میں دقت نہ ہو اور وہ اس کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں مکمل کر سکیں''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھ گیا۔ لیکن سر سلطان کی جگہ کون لے گا اور سر سلطان کو کس کا میک اپ کرایا جائے گا کہ وہ جم براؤن کی نظروں میں آنے سے بھی بچ جائیں اور اپنا کام بھی کرتے رہیں اور کیا اس کے لئے آپ پریذیڈنٹ صاحب اور پرائم منسٹر صاحب کو بھی اعتماد میں لیں گے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ پریذیڈنٹ صاحب اور پرائم منسٹر صاحب کو جب تک اس بارے میں بتایا نہیں جائے گا تو سر سلطان کسی اور کے میک اپ میں ان کے پاس کیسے جا سکتے ہیں۔ سر سلطان کی جگہ لینے کے لئے صدیقی مناسب رہے گا۔ اس کا قد کاٹھ سر سلطان جیسا تو نہیں ہے اس لئے مجھے اس کا سر سلطان جیسا قد کاٹھ بھی بنانا پڑے گا اور میک اپ بھی کرنا ہو گا تاکہ وہ ہر لحاظ سے سر سلطان نظر آئے اور سر سلطان کو وقتی طور پر پریذیڈنٹ ہاؤس کے چیف سیکورٹی آفیسر کا میک اپ کر دیا جائے گا جو آسانی سے پریذیڈنٹ ہاؤس بھی جا سکتا ہے اور پرائم منسٹر ہاؤس بھی''۔ عمران نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح سر سلطان کو کوئی پریشانی بھی نہیں ہو گی اور وہ اپنا کام بھی خوش و اسلوبی سے سرانجام دیتے رہیں گے البتہ اغوا ہونے کے بعد انہیں سیکرٹریٹ کے کاموں سے سبکدوش ہونا پڑے گا ورنہ جم براؤن کو شک ہو جائے گا کہ اس نے جس سر سلطان کو اغوا کیا ہے وہ اصلی نہیں بلکہ نقلی سر سلطان ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ انتہائی ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر سلطان کو اغوا کون کرے گا۔ کیا اس کام کے لئے میں فور سٹارز کو ہی آگے لاؤں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ کام ٹائیگر کر لے گا۔ فور سٹارز جس کام پر لگے ہوئے ہیں انہیں وہ کرنے دو۔ صدیقی کو کال کر کے میں رانا ہاؤس بلا لوں گا اور اسے ساری بات سمجھا کر اس کا وہیں میک اپ بھی کر دوں گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں ٹائیگر کو کال کرتا ہوں۔ تم سر سلطان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرو۔ اب ان سے میری بات ہونی بے حد ضروری ہے''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور فون کا رسیور اٹھا کر سر سلطان کے نمبر پریس کرنے لگا جبکہ عمران اپنے سیل فون پر ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔

ٹائیگر ہوٹل رین بو کے ہال میں داخل ہوا اور اس کی نظریں ہال کا طواف کرنے لگیں۔ پھر اس کی نظریں ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی پر جم گئیں۔ ادھیڑ عمر کے سر کے بال اور داڑھی مونچھیں بے تحاشہ بڑھی ہوئی تھیں۔ اس نے عام سا لباس پہن رکھا تھا اور وہ وہاں بیٹھا کافی پی رہا تھا۔

ٹائیگر تیز تیز چلتا ہوا ادھیڑ عمر کی میز کے قریب آ کر رک گیا۔ ادھیڑ عمر نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا میں تمہیں جانتا ہوں“...... ادھیڑ عمر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کوبرا اگر اولڈ رستم کو جانتا ہے تو اولڈ رستم بھی کوبرا سے واقف ہے“...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو تم ہو کوبرا“...... ادھیڑ عمر آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں ہی ہوں کوبرا“...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

”تمہاری آنکھوں میں تیز چمک ہے جس کا مطلب ہے کہ تم خاصے ذہین ہو۔ تمہارا قد کاٹھ بھی ٹھیک ہے اور تمہارے اعصاب بھی بے حد مضبوط دکھائی دے رہے ہیں۔ تمہیں دیکھ کر اچھا خاصا آدمی تم سے دہشت زدہ ہو سکتا ہے“...... ادھیڑ عمر آدمی نے اس کی طرف تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

”مجھے دیکھ کر ہی نہیں۔ انڈر ورلڈ کے لوگ میرا نام سن کر ہی دہشت زدہ ہو جاتے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”جانتا ہوں۔ انڈر ورلڈ میں تمہارا خاصا نام ہے۔ بہرحال تم سے مل کر خوشی ہوئی“...... ادھیڑ عمر اولڈ رستم نے ٹائیگر کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے بھی جواباً ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

”مجھے بھی“...... ٹائیگر نے اخلاقاً کہا۔

”کافی منگواؤں تمہارے لئے“...... اولڈ رستم نے کہا۔

”نہیں۔ میں مخصوص ٹائم میں ہی کافی اور چائے پیتا ہوں اور وہ بھی اپنی وائف کے ہاتھوں سے بنی ہوئی“...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا تو اولڈ رستم بے اختیار ہنس پڑا۔

”قسمت والے ہو جو تمہاری بیوی تمہارے ساتھ ہے۔ میری

وائف تو شادی کے چند سال بعد ہی مجھے دارِ مفارقت دے گئی تھی۔ اس کے بعد سے میں نے کسی اور کے بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں۔ اپنا کھانا میں خود ہی بناتا ہوں۔ زیادہ دل اداس ہو تو اسی طرح کسی ہوٹل یا ریسٹورنٹ میں چلا جاتا ہوں''...... اولڈ رستم نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''کتنا عرصہ ہو گیا ہے تمہاری بیوی کو فوت ہوئے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''تیس سال''...... اولڈ رستم نے اسی انداز میں کہا۔

''کتنا عرصہ وہ تمہارے ساتھ رہی تھی''...... ٹائیگر نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

''یہی کوئی پانچ چھ سال ہی رہی تھی وہ میرے ساتھ''۔ اولڈ رستم نے کہا۔

''کیا تمہاری کوئی اولاد نہیں ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ بے چاری بلڈ کینسر میں مبتلا تھی۔ بلڈ کینسر کی مریضہ بھلا مجھے اولاد کیسے دے سکتی تھی''...... اولڈ رستم نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

''تو تم اس کے مرنے کے بعد دوسری شادی کر لیتے تاکہ اس عمر میں تمہاری اولاد تمہارا سہارا بن جاتی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے اپنی بیوی سے بے حد محبت تھی۔ اس کے مرنے کے بعد جیسے میری زندگی ہی ختم ہو گئی تھی۔ میں نے کسی اور کے

بارے میں سوچنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلی تو گئی ہے لیکن وہ آج بھی میری یادوں میں زندہ ہے اور ہر وقت میری نظروں کے سامنے رہتی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے میں بھلا کسی اور کا دامن کیسے پکڑ سکتا تھا''...... اولڈ رستم نے کہا۔

''لگتا ہے تم اپنی بیوی سے بہت پیار کرتے تھے''...... ٹائیگر نے اس کی طرف تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کرتا تھا نہیں۔ کرتا ہوں۔ اب بھی کرتا ہوں بلکہ مجھے اس سے پہلے سے کہیں زیادہ پیار ہے۔ اسی لئے تو میں ہر وقت اسی کی یادوں میں کھویا رہتا ہوں''...... اولڈ رستم نے کہا۔

''اگر تم ہر وقت اپنی بیوی کی یادوں میں کھوئے رہتے ہو تو کام دھندہ کب کرتے ہو اور تمہارا گزر بسر کیسے ہوتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو اولڈ رستم بے اختیار ہنس پڑا۔

''کام دھندے کے وقت میں اسے خود سے دور رکھتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کروں تو بھوکوں ہی مر جاؤں''...... اولڈ رستم نے کہا۔

''اچھا۔ ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس میرے لئے کیا انفارمیشن ہے۔ مجھے شہرام نے بتایا تھا کہ تم اس شہر کے بہت بڑے کھوجی ہو اور اس شہر میں ہونے والی ہر واردات کے بارے میں جانتے ہو''...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے قدرے دھیمی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ سچ کہا ہے شہرام نے۔ عام شہریوں کو چھوڑ کر مجھ سے

تمہیں ہر خاص آدمی کی خبر مل سکتی ہے چاہے وہ سرکاری کام کرتا ہو یا غیر سرکاری۔ اس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہو یا پھر کسی سرکاری ایجنسی سے۔ اسی لئے تو لوگ مجھے زیر زمین دنیا کا انسائیکلوپیڈیا کہتے ہیں۔ کہو تو میں تمہارا بھی کچا چٹھا کھول دوں''...... اولڈ رستم نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

''میرا کچا چٹھا۔ کیا مطلب''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ تم نے کوبرا کا نام صرف زیر زمین دنیا میں استعمال کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔ تم کون ہو اور کیا ہو مجھے سب معلوم ہے''...... اولڈ رستم نے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر سچ مچ حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''کون ہوں میں اور کیا کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''تمہارا اصل نام عبدالحئی ہے لیکن تم ٹائیگر کے نام سے پہچانے جاتے ہو اور تم سائنس کی دنیا کے بہترین کھلاڑی ہو۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والی علی عمران کے شاگرد ہو اور......'' اولڈ رستم نے کہا تو ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

''بس بس۔ میں سمجھ گیا۔ تم بہت کچھ جانتے ہو۔ یہ پبلک مقام ہے اس لئے یہاں ان باتوں سے گریز کرو''...... ٹائیگر نے

بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو اولڈ رستم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہم آہستہ آواز میں باتیں کر رہے ہیں۔ یہاں آنے والے افراد اپنے پارٹنرز کے ساتھ محو گفتگو ہیں انہیں بھلا ہماری باتوں سے کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... اولڈ رستم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی احتیاط ضروری ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ اب بتاؤ۔ تم کیا چاہتے ہو''...... اولڈ رستم نے کہا۔

''شہرام نے تمہیں بتایا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس نے کہا تھا کہ تمہیں ان افراد کی تلاش ہے جنہوں نے کاروں کے ذریعے پانچ بلاسٹ کئے تھے''...... اولڈ رستم نے دھیمی آواز میں کہا۔

''جب جانتے ہو تو پھر پوچھ کیوں رہے ہو''...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

''پوچھنا گناہ تو نہیں ہے''...... اولڈ رستم نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ گناہ نہیں ہے۔ بہرحال بتاؤ۔ جانتے ہو کہ کاروں کی بلاسٹنگ میں کس کا ہاتھ ہے اور وہ مجھے کہاں مل سکتے ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ بلاسٹنگ کرنے والے کون ہیں۔ تم مجھ سے صرف یہ پوچھو کہ ڈینجر فائیو کے افراد تمہیں کہاں مل سکتے

ہیں“...... اولڈ رستم نے کہا تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اولڈ رستم واقعی انتہائی ذہین ثابت ہو رہا تھا۔ وہ شہر کا کیڑا تھا جس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں تھا۔

عمران کے حکم پر ٹائیگر نے ڈینجر فائیو کو تلاش کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھ چھوڑی تھی۔ وہ مسلسل ڈینجر فائیو کی تلاش میں لگا ہوا تھا۔ چونکہ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ ڈینجر فائیو کے ارکان ایک ساتھ نہیں بلکہ الگ الگ رہتے ہیں اس لئے اس نے چند خاص افراد کو ہائر کیا تھا جن کا تعلق انڈر ورلڈ سے بھی تھا۔ ہوٹلوں کے ویٹروں سے بھی اور ٹیکسی ڈرائیوروں سے بھی، ان سب کو اس کام پر لگا دیا تھا کہ وہ مشکوک افراد پر نظر رکھ سکیں اور ان کے بارے میں انہیں کوئی بھی اطلاع ملے تو وہ فوری طور پر اسے کال کر دیں۔ ٹائیگر کو مختلف جگہوں سے اطلاعات مل رہی تھیں۔ شہرام کا تعلق بھی انڈر ورلڈ سے تھا۔ اس نے ٹائیگر کو مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اولڈ رستم کو تلاش کرے۔ اولڈ رستم ایسا انسان ہے جو خصوصی طور پر کرمنلز پر نظر رکھتا ہے اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے۔ شہر میں ہونے والا کوئی بھی حادثہ یا کرائم ایسا نہیں تھا جس کے بارے میں اولڈ رستم نہ جانتا ہو۔ اولڈ رستم کے بارے میں شہرام کا یہ بھی کہنا تھا کہ وہ انتہائی جہاندیدہ اور ذہین آدمی ہے جسے کرائم کی دنیا میں انسائیکلوپیڈیا کہا جاتا ہے۔ شہر کے کسی بھی حصے میں چوری یا ڈکیتی کی بھی واردات

ہوتو پولیس والے اسی سے آ کر رجوع کرتے تھے اور اولڈ رستم، چوروں اور لٹیروں کا مکمل کچا چٹھا ان کے سامنے رکھ دیتا تھا۔ اس لئے معلومات لینے کے لئے پولیس اسے باقاعدہ معاوضہ ادا کرتی تھی جو بے حد کم ہوتا تھا لیکن اولڈ رستم اس معمولی رقم سے بھی کام چلا لیتا تھا۔ چونکہ اس کا آگے پیچھے کوئی نہیں تھا اور وہ اکیلا رہتا تھا اس لئے اس کے اخراجات بھی کم ہی تھے۔ وہ شراب نوشی اور سگریٹ نوشی سے پرہیز کرتا تھا۔ اس کا شوق چائے کافی کی حد تک ہی محدود تھا یا پھر جب اس کے پاس زیادہ پیسے ہوتے تو وہ کسی اچھے ہوٹل یا ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے آ جاتا تھا۔ شہرام کے کہنے کے مطابق اگر اولڈ رستم کو صحیح معاوضہ دیا جائے تو وہ ملک میں ہونے والے جرائم کے خاتمے میں انتظامیہ کا بھرپور معاون ثابت ہوسکتا تھا اور اس کی مدد سے بڑے بڑے جرائم کرنے والے مگر مچھوں کو بھی پکڑا جا سکتا تھا لیکن جب بڑے بڑے کرمنلز کو حکومتیں اور اس کے نمائندے خود پروان چڑھانے میں ان کی مدد کرتے ہیں تو پھر بھلا ملک سے جرائم کرنے والوں اور جرائم کا خاتمہ کیسے ممکن ہوسکتا تھا۔

شہرام نے ٹائیگر سے کہا تھا کہ اگر وہ اولڈ رستم سے مل کر اسے بھرپور معاوضہ دینے کی بات کرے تو وہ ڈینجر فائیو کے بارے میں اسے مکمل انفارمیشن مہیا کر سکتا تھا اس لئے ٹائیگر نے اولڈ رستم سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اولڈ رستم کو ڈھونڈنے میں شہرام نے ہی اس

سے مدد کی تھی اور اس نے اولڈ رستم کو فون کر کے بتایا تھا کہ زیر
زمین دنیا کا کوبرا اس سے ملنا چاہتا ہے جو اس سے کچھ معلومات
حاصل کرنا چاہتا ہے اور ان معلومات کے عیوض وہ اسے بھاری
معاوضہ بھی دینے کو تیار ہے۔ بھاری معاوضے کا سن کر اولڈ رستم فوراً
کوبرا سے ملنے کے لئے رضا مند ہو گیا تھا اور اس نے شہرام سے
کہا تھا کہ وہ کوبرا کو ہوٹل رین بو بھیج دے۔ وہ اس کا وہیں انتظار
کرے گا۔ چنانچہ شہرام کے کہنے پر ٹائیگر یہاں آ گیا تھا اور اب
اولڈ رستم سے مل کر اسے بھی اس بات کا اندازہ ہو رہا تھا کہ شہرام
نے اس کے بارے میں جو بتایا تھا وہ غلط نہیں تھا۔ واقعی اولڈ رستم
انتہائی ذہین اور انتہائی حد تک معلومات رکھنے والا انسان تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تو بتاؤ مجھے ڈینجر فائیو کے ارکان کہاں ملیں
گے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"سوری۔ کچھ بتانے سے پہلے میرے ساتھ معاوضہ طے کر لو۔
اس معاملے میں ابھی میں نے زیادہ کام نہیں کیا ہے لیکن اس کے
باوجود میں دو افراد کو جانتا ہوں جن کا تعلق ڈینجر فائیو گروپ سے
ہی ہے۔ وہ دونوں کہاں ہیں میں تمہیں ان کے بارے میں تفصیل
بتا سکتا ہوں لیکن اس کے لئے تمہیں مجھے میری مرضی کا معاوضہ دینا
پڑے گا اور وہ بھی نقد"...... اولڈ رستم نے کہا۔

"او کے۔ ان دونوں کا پتہ بتانے کا تم کتنا معاوضہ لو گے"۔
ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم چونکہ دوہری شخصیت کے مالک ہو اور تمہارے پاس مال و
دولت کی بھی کوئی کمی نہیں ہے اس لئے میں تم سے جتنا بھی مانگوں
کم ہو گا بہرحال ان دونوں کی معلومات کے عیوض تم مجھے زیادہ
دس لاکھ روپے دے دو"...... اولڈ رستم نے اس کی طرف غور
سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس وقت میرے پاس دس لاکھ نہیں ہیں۔ فی الوقت میں
ایں پانچ لاکھ دے سکتا ہوں باقی بعد میں لے لینا"...... ٹائیگر
نے کہا۔

"نہیں۔ تمہارے پاس پانچ لاکھ ہیں تو تم مجھ سے ایک آدمی کی
معلومات لے لو، دوسرے کی معلومات اس وقت لینا جب تمہارے
پاس مزید رقم ہو تب تک ہو سکتا ہے کہ میں باقی تین کے بارے
بھی معلومات حاصل کر لوں اور تم سے مجھے مزید دولت کمانے کا
موقع مل جائے"...... اولڈ رستم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک کا ہی پتہ بتا دو"...... ٹائیگر نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پہلے معاوضہ"...... اولڈ رستم نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے
کہا تو ٹائیگر نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور بڑی مالیت کے نوٹوں کی
ایک گڈی نکال کر میز کے نیچے سے اس کی طرف بڑھا دی۔ اولڈ
رستم نے میز کے نیچے سے اس سے گڈی لی اور پھر اس نے گڈی
بغیر اسے اپنی پتلون کی جیب میں ڈال لیا۔

"چیک کر لو۔ پورے پانچ لاکھ ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے تم پر بھروسہ ہے۔ تم دھوکہ اور فریب پسند نہیں کرتے پھر بھلا تم خود کسی کو دھوکہ یا فریب کیسے دے سکتے ہو"...... اولڈ رستم نے کہا تو ٹائیگر نے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"اب بتاؤ اس آدمی کے بارے میں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس آدمی کا نام جیرم ہے۔ ڈینجر فائیو گروپ میں اس کا نمبر تیسرا ہے۔ جسے ڈی تھری کہا جاتا ہے۔ اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ وہ یہاں آیا تھا اور پاکیشیا میں کارروائیاں کرنے کے لئے ان سے الگ ہو گیا تھا۔ اس نے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں کار بلاسٹ کی تھی اور وہ کار لے کر خود وہاں گیا تھا"...... اولڈ رستم نے بتایا۔

"کیا وہ اپنے اصلی حلیئے میں تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس نے مقامی میک اپ کیا ہوا تھا"...... اولڈ رستم نے کہا۔

"کیا یہ بتا سکتے ہو کہ اس نے بارود سے بھری ہوئی کار کہاں سے اور کیسے حاصل کی تھی"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اسے اور اس کے ساتھیوں کو بارود سے بھری ہوئی کاریں مینڈا گا نے مہیا کی تھیں۔ اس نے کاریں مخصوص پوائنٹ پر پہنچا دی تھیں جہاں سے وہ سب ایک ایک کر کے کاریں لے گئے تھے اور انہوں نے کاریں مخصوص جگہوں پر لے جا کر چھوڑ دی تھیں"۔ اولڈ رستم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر

رہ گیا۔

"اب کہاں ہے جیرم"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہوٹل سنگرام میں سیکنڈ فلور کمرہ نمبر دو سو بائیس میں موجود ہے۔ اس نے مقامی میک اپ کر رکھا ہے اور وہ وہاں جمشید ظفر کے نام سے رہ رہا ہے"...... اولڈ رستم نے کہا۔

"کیا یہ کنفرم ہے کہ اس کا تعلق ڈینجر فائیو سے ہی ہے اور اسی نے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں کار بم بلاسٹ کیا تھا"...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں غیر مصدقہ بات نہیں کرتا اور نہ مجھے ایسا کرنے کی عادت ہے"...... اولڈ رستم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے کہ وہ جیرم ہے اور اس کا تعلق ڈینجر فائیو سے ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہ میرا سیکرٹ ہے اور میں اپنے خاص سیکرٹ کسی کو نہیں بتاتا چاہے اس کے تم مجھے کروڑوں روپے ہی کیوں نہ دے دو"...... اولڈ رستم نے جواب دیا۔

"دوسرا آدمی کون ہے"...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے مزید پانچ لاکھ دو گے تو بتاؤں گا ورنہ نہیں"۔ اولڈ رستم نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام تو بتا سکتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

”وہ ڈی فائیو ہے۔ اس کا اصل نام سٹانگر ہے۔ بس۔ اس کے سوا میں تمہیں اس کے بارے میں اور کچھ نہیں بتا سکتا۔ جب تمہارے پاس مجھے دینے کے لئے رقم آ جائے تو مجھے اس نمبر پر کال کر لینا۔ میں تمہیں اس کے بارے میں مکمل معلومات مہیا کر دوں گا“...... اولڈ رستم نے کہا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔ کارڈ رکھتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اب میں چلتا ہوں۔ میں نے یہاں کافی پی ہے۔ اس کی پے منٹ کر دینا۔ اللہ حافظ“...... اولڈ رستم نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا مین ڈور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر چند لمحے اسے جاتے دیکھتا رہا پھر اس نے سامنے پڑا ہوا کارڈ اٹھایا۔ اسے ایک نظر دیکھا اور پھر اس نے کارڈ جیب میں ڈالا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کاؤنٹر پر جا کر اس نے اولڈ رستم کی کافی کی پے منٹ کی اور پھر وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی کار میں سنگرام ہوٹل کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ اسے ڈینجر فائیو کے ایک رکن کا پتہ چل گیا تھا۔ وہ جلد سے جلد اس پر ہاتھ ڈال دینا چاہتا تھا تاکہ وہ وہاں سے غائب نہ ہو جائے اور اسے اولڈ رستم سے مل کر اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بغیر معاوضہ لئے اسے جیرم کے نئے ٹھکانے سے آگاہ نہیں کرے گا۔ راستے میں اسے ایک دو بار ایک ٹیکسی ڈرائیور چارلی کا فون آیا تھا۔ جس نے اسے بتایا تھا کہ ایک آدمی اس کی ٹیکسی میں سوار ہوا تھا جس نے ایک ریموٹ کنٹرول ڈیوائس سے اقوام

متحدہ کے دفتر کے باہر کار بلاسٹ کی تھی۔ چارلی سے ساری تفصیل سن کر ٹائیگر نے اس سے کہا کہ وہ ایک ضروری کام میں مصروف ہے۔ جب تک وہ اس کے پاس نہیں آ جاتا وہ اس آدمی کی بھرپور انداز میں نگرانی کرے۔ جس پر چارلی نے حامی بھر لی تھی۔ ٹائیگر کو چونکہ پہلی ٹپ جیرم کے بارے میں ملی تھی اس لئے وہ سب سے پہلے اسے ہی اپنی گرفت میں لینا چاہتا تھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ چارلی کی ٹیکسی میں ڈینجر فائیو کا دوسرا رکن سوار ہو گیا تھا اور اس نے ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد اقوام متحدہ کے آفس کے باہر کار بلاسٹ کی تھی۔ چارلی جیسے مخبروں کو ٹائیگر نے چونکہ پہلے سے ہی ایکٹیو کر رکھا تھا اس لئے یہ اس کے لئے خوش آئند بات تھی کہ چند ہی گھنٹوں میں اسے دو ایسے افراد کا پتہ مل گیا تھا جن کا تعلق ڈینجر فائیو سے تھا اور جنہوں نے شہر میں کاروں کے ذریعے بلاسٹنگ کر کے شہر کا امن تباہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

ٹائیگر چونکہ سنگرام ہوٹل جانے کے لئے نکل چکا تھا اس لئے اس نے ڈینجر فائیو کے دوسرے آدمی کی نگرانی کی ذمہ داری چارلی کو سونپ دی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ چارلی انتہائی ذہین اور تیز آدمی ہے۔ اس کی ہدایات ملنے کے بعد وہ کسی بھی صورت میں ڈینجر فائیو کے دوسرے آدمی کو اپنی نگاہوں سے غائب نہیں ہونے دے گا اس لئے وہ اطمینان سے جیرم تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اس نے چارلی کو ہدایات دی تھیں کہ وہ اپنے سیل فون پر ٹریکنگ سسٹم آن

رکھے تاکہ اگر اس سے کسی بھی وجہ سے رابطہ نہ ہو تو وہ اس کے فون کے ٹریکنگ سسٹم سے پتہ کر سکے کہ وہ کہاں پر موجود ہے۔ اس طرح وہ آسانی سے اس تک پہنچ سکتا تھا۔

سنگرام ہوٹل پہنچتے ہی اس نے کار پارکنگ میں کھڑی کی اور پھر پارکنگ سے نکل کر ہوٹل کے مین ڈور کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سیکنڈ فلور کے کمرہ نمبر دو سو بائیس کے دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ ٹائیگر نے دائیں بائیں دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ ٹائیگر چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے“...... اندر سے ایک تیز آواز سنائی دی۔ لہجہ اور زبان مقامی ہی تھا۔

”روم سروس“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ایک منٹ رکو۔ آتا ہوں“...... اندر سے کہا گیا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد اندر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور دروازے پر رک گئیں۔ پھر لاک کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی ہینڈل گھوما۔ ٹائیگر کی نظریں ہینڈل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی اس نے ہینڈل گھومتے دیکھا اس کی ٹانگ حرکت میں آئی۔ دروازہ ایک زور دار دھماکے سے کھلا اور اندر سے ایک چیخ سنائی دی۔ دروازہ کھلتے ہی ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اندر چھلانگ لگا دی۔ اندر آتے ہی اس کی نظریں سامنے گرے ہوئے ایک

نوجوان پر پڑیں۔ جس نے جینز اور نیلی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ وہ فرش سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ٹائیگر نے تیزی سے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اسے لاک لگا کر تیز تیز چلتا ہوا نوجوان کی طرف بڑھا۔ نوجوان اٹھا ہی تھا کہ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور نوجوان ایک بار پھر چیختا ہوا دور جا گرا۔ اس بار ٹائیگر نے اسے پوری قوت سے بیک کک رسید کی تھی جو اس کے سینے پر پڑی تھی اور وہ اچھل گیا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کون ہو تم“...... فرش پر گرتے ہی نوجوان نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا اور اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ نوجوان کی طرف کر دیا۔ اس سے پہلے کہ نوجوان کچھ سمجھتا ٹائیگر اس پر جھپٹا اور اس نے مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مارنے کی کوشش کی لیکن نوجوان اس وقت تک خود کو سنبھال چکا تھا۔ جیسے ہی ٹائیگر نے اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مارنا چاہا، نوجوان نے نہ صرف اپنا سر پیچھے کر لیا بلکہ اس نے اپنی ٹانگیں پوری قوت سے ٹائیگر کی ٹانگوں پر مار دیں۔ ٹائیگر کو ایک جھٹکا لگا، وہ لڑکھڑا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا نوجوان اچھلا اور اس کا ہاتھ پوری قوت سے ٹائیگر کے مشین پسٹل والے ہاتھ سے ٹکرایا اور ٹائیگر کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا۔ نوجوان نے اچھل کر ٹائیگر کے پیٹ میں ٹانگ

مارنی چاہی لیکن ٹائیگر فوراً لٹو کی طرح گھومتا ہوا سائیڈ میں ہو گیا۔
نوجوان نے اچھل کر ٹائیگر کی طرف آنے کی کوشش کی لیکن اب ٹائیگر بھی سنبھل چکا تھا۔ جیسے ہی نوجوان نے اچھل کر ٹائیگر کی طرف آتے ہوئے اس کے سینے پر ٹانگ مارنے کے اٹھائی ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کی ٹانگ پکڑ لی اور اسے پوری قوت سے پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ نوجوان کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ٹائیگر نے لمبی چھلانگ لگائی اور نوجوان کے سر کے اوپر سے گزرتا چلا گیا اور پھر قلابازی کھا کر وہ اس کے عقب میں آ گیا۔ نوجوان تیزی سے اٹھا اس سے پہلے کہ نوجوان پلٹ کر اس کی طرف دیکھتا ٹائیگر نے جھپٹ کر اس کا ایک ہاتھ پکڑا کر پیچھے کی طرف موڑا اور دوسرا ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ نوجوان نے جھٹکا دے کر اس سے اپنی گردن چھڑانی چاہی لیکن ٹائیگر کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ نوجوان کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

”خبردار۔ کوئی حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا“...... ٹائیگر کے حلق سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔ ساتھ ہی اس نے نوجوان کی گردن کو جھٹکا دیا تو نوجوان اس کے بازوؤں میں ساکت ہو گیا۔
”کک۔ کک۔ کون ہو تم اور یہ سب کیوں کر رہے ہو“۔ نوجوان کے حلق سے بھنچی بھنچی آواز نکلی۔

”اپنا نام بتاؤ“...... ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے غرا کر اس سے پوچھا۔
”جم جم۔ جمشید ظفر۔ میرا نام جمشید ظفر ہے“...... نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔
”اصلی نام بتاؤ۔ جلدی۔ ورنہ......“ ٹائیگر نے ایک بار پھر اس کی گردن کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا تو نوجوان کے حلق سے خرخراہٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔
”یہی میرا اصل نام ہے“...... نوجوان نے جواب دیا۔
”نہیں۔ تمہارا اصل نام جیرم ہے اور تمہارا تعلق ڈینجر فائیو سے ہے“...... ٹائیگر نے غرا کر کہا تو نوجوان کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس نے ایک بار پھر جھٹکا دے کر خود کو ٹائیگر کی گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر، عمران کا شاگرد تھا وہ بھلا کیسے اسے آسانی سے اپنی گرفت سے نکلنے دے سکتا تھا۔
”نہیں۔ میں کسی جیرم کو نہیں جانتا اور نہ ہی میں کسی ڈینجر فائیو سے واقف ہوں“...... نوجوان نے چیختے ہوئے کہا۔
”ہونہہ۔ تو تم ایسے نہیں بتاؤ گے“...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔ اس سے پہلے کہ نوجوان کچھ سمجھتا ٹائیگر نے اس کی گردن کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو نوجوان کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ ٹائیگر کے ہاتھوں میں بری طرح سے تڑپنے لگا۔ ٹائیگر نے دوسری بار اسی انداز میں اس کی گردن جھٹکی تو نوجوان اس کے بازوؤں میں

ساکت ہوتا چلا گیا اور اس کا جسم یکلخت ڈھیلا ہو گیا۔ ٹائیگر نے اس کا بازو چھوڑ کر اس کے سر کے مخصوص حصے پر ایک انگلی کا ہک بنا کر ضرب لگا دی تا کہ اگر نوجوان بے ہوش ہونے کی اداکاری کر رہا ہو تو وہ اس ضرب سے واقعی بے ہوش ہو جائے۔ اس کے ہک مارنے پر جب نوجوان کے جسم میں کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ بے ہوش ہے چنانچہ اس نے نوجوان کو ایک جھٹکے سے اٹھایا اور لا کر سامنے پڑے ہوئے صوفے پر ڈال دیا۔

چارلی ٹائیگر کو چونکہ بار بار کال کر کے پریشان کر رہا تھا اس لئے ٹائیگر نے وقتی طور پر اپنا سیل فون آف کر دیا تھا تا کہ وہ ڈینجر فائیو کے ڈی تھری سے بغیر کسی پریشانی سے بات کر سکے۔ نوجوان جو اولڈ رستم کے کہنے کے مطابق جیرم تھا، ٹائیگر اس سے جلد سے جلد معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا تا کہ وہ عمران کو رپورٹ دے سکے جس نے اسے ڈینجر فائیو کو فوری طور پر تلاش کر کے ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا۔

جیرم کو صوفے پر پھینکنے کے بعد ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ سامنے پڑے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے بیڈ سے چادر کھینچی اور اسے پھاڑنا شروع ہو گیا۔ چادر کی لمبی لمبی پٹیاں بنا کر اس نے انہیں ایک دوسرے سے جوڑا اور پھر وہ انہیں تیزی سے رسیوں کی طرح بل دینا شروع ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے ایک لمبی اور مضبوط رسی بنا لی اور پھر اس نے آگے بڑھ کر

صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے جیرم کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر اس نے اسے رسی سے باندھنا شروع کر دیا۔

جیرم کو مضبوطی سے باندھ کر اس نے فرش پر پڑا ہوا اپنا مشین پسٹل اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔ اس نے کمرے اور جیرم کے لباس کی تلاشی لی لیکن اسے وہاں سے کوئی ایسی دستاویز نہیں ملی جس سے پتہ چلتا ہو کہ اس کا تعلق ڈینجر فائیو سے ہے اور اس کا نام جیرم ہے البتہ اس کے پاس جو کاغذات تھے وہ مقامی آدمی جمشید ظفر کے ہی تھے۔ جب اسے کمرے سے کچھ نہ ملا تو وہ بندھے ہوئے اور بے ہوش جیرم کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحے وہ غور سے جیرم کو دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک ہاتھ سے جیرم کی ناک بند کی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ جیسے ہی جیرم کا دم گھٹنا شروع ہوا اس کے جسم کو زور دار جھٹکا لگا تو ٹائیگر نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ جیرم نے ہوش میں آتے ہی آنکھیں کھول دیں اور بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ رسیوں سے کرسی پر بندھا ہوا ہے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم نے مجھے اس طرح سے کیوں باندھا ہے۔ کون ہو تم اور تم اس طرح میرے کمرے میں کیوں داخل ہوئے تھے"...... جیرم نے ہوش میں آتے ہی حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کی نال جیرم کے سر سے لگا دی۔

"آہستہ بولو ورنہ......" ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

"کک کک۔ کیا چاہتے ہو تم"...... جیرم نے ہکلاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"تمہارا نام جیرم ہے اور تمہارا تعلق ڈینجر فائیو سے ہے۔ تم نے چند گھنٹے پہلے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی پارکنگ میں بارود سے بھری ہوئی کار چھوڑی تھی اور پھر وہاں سے نکلتے ہی تم نے کار ریموٹ کنٹرول ڈیوائس سے بلاسٹ کر دی تھی۔ بولو۔ یہ سچ ہے یا نہیں"...... ٹائیگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ یہ سچ نہیں ہے۔ تت تت۔ تم مجھ پر بلا جواز الزام لگا رہے ہو"...... جیرم نے تیز لہجے میں کہا۔

"آواز دھیمی رکھو نانسنس۔ اب اگر تمہارے حلق سے اونچی آواز نکلی تو میں تمہاری کھوپڑی اُڑا دوں گا"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

"مم مم۔ میں ایک شریف شہری ہوں اور میں محب وطن انسان ہوں۔ تم مجھ پر اس قدر گھناؤنا الزام کیوں لگا رہے ہو"...... جیرم نے اس بار دھیمے مگر انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہونہہ۔ میں جانتا ہوں کہ تم کس قدر شریف اور کتنے محب وطن ہو۔ میرے سامنے اداکاری مت کرو جیرم۔ اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو جو پوچھ رہا ہوں وہ سچ سچ بتاؤ۔ ورنہ......" ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے تو

میرا سامان چیک کر لو۔ سامان میں میرے کاغذات بھی موجود ہیں۔ بے شک تم وہ سب چیک کر لو"...... جیرم نے کہا۔

"میں نے تمہارا میک اپ صاف کر دیا ہے نانسنس۔ اس لئے اب میرے سامنے تمہارا جھوٹ کام نہیں آئے گا"...... ٹائیگر نے جان بوجھ کر اسے میک اپ صاف کرنے کا جھانسہ دیتے ہوئے کہا۔

"مم مم۔ میک اپ۔ کیا مطلب"...... جیرم نے بوکھلا کر کہا تو ٹائیگر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس کی بوکھلاہٹ اس بات کی غماز تھی کہ وہ واقعی میک اپ میں تھا۔ ٹائیگر نے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس نے جیب سے ڈینجر فائیو کی تصویریں نکال لیں جو اسے عمران نے مہیا کی تھیں۔ ان تصویروں میں سے اس نے جیرم کی تصویر نکال کر اس کے سامنے کر دی۔

"یہ دیکھو۔ یہ ہے تمہارا اصلی چہرہ"...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کے ہاتھ میں اپنی تصویر دیکھ کر جیرم کی آنکھیں پھیل گئیں اور اس کی آنکھوں میں خوف کی جھلک دکھائی دینے لگی۔

"اب بھی کہو کہ تم جیرم نہیں ہو اور تمہارا تعلق ڈینجر فائیو سے نہیں ہے"...... ٹائیگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو جیرم غصے اور بے بسی کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ کاٹنا شروع ہو گیا۔

"تم کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... جیرم نے اس بار کرخت لہجے میں کہا۔

''اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ۔ کہاں ہیں وہ اور تمہیں پاکیشیا کے لئے کس نے ہائر کیا ہے۔ پاکیشیا میں افراتفری اور ہنگامہ آرائی برپا کرنے کے پیچھے تمہارا اصل مقصد کیا ہے۔ سب کچھ بتاؤ مجھے''...... ٹائیگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم مجھ تک کیسے پہنچے ہو''...... جیرم نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا اس کے لہجے میں اب اطمینان تھا جیسے اسے موت کا کوئی خوف نہ ہو اور ٹائیگر اس کے سامنے کوئی اہمیت نہ رکھتا ہو۔

''تم صرف میرے سوالوں کے جواب دو گے جیرم۔ تم اس پوزیشن میں نہیں ہو کہ مجھ سے کوئی سوال کر سکو''...... ٹائیگر نے انتہائی خوفناک انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے مجھے باندھ لیا ہے اور میرے سر پر مشین پسٹل لے کر کھڑے ہو گئے ہو تو میں تمہارے سوالوں کے جواب دینے کا پابند ہو گیا ہوں''...... جیرم نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اسے اس انداز میں بات کرتے دیکھ کر ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ جیرم کے چہرے پر اس قدر سکون اور اطمینان دکھائی دے رہا تھا جیسے واقعی اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہو کہ وہ اس کے سر پر موت بن کر کھڑا ہے اور کسی بھی وقت اس کے سر میں گولیاں اتار سکتا ہے۔

''میں تم سے نرم لہجے میں بات کر رہا ہوں جیرم حالانکہ تم اس رعایت کے قابل نہیں ہو۔ تمہاری وجہ سے بے شمار افراد ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ تم جیسے درندہ صفت انسان کو میں ایسی دردناک موت کی سزا دوں گا کہ اس سے تم جیسے دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''تو پھر انتظار کس بات کا کر رہے ہو۔ میں نہتا بھی ہوں اور تمہارے سامنے بندھا ہوا بھی۔ چاہو تو اتار دو میرے سر میں گولی''...... جیرم نے اسی انداز میں کہا اور اس کا اطمینان بھرا لہجہ سن کر ٹائیگر بے چین سا ہو کر رہ گیا۔ اسے جیرم کے اطمینان بھرے انداز کی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم مجھ سے بچ جاؤ گے یا تمہارا یہاں کوئی ساتھی آ کر تمہیں مجھ سے بچا لے گا''...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے ایسا کب کہا ہے''...... جیرم نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم کیوں میرے ہاتھوں اذیت ناک موت مرنا چاہتے ہو''...... ٹائیگر غرایا۔

''اب جبکہ میں تمہارے قابو میں آ گیا ہوں۔ تم مجھے اذیت ناک موت مارو یا آسان موت کیا فرق پڑتا ہے''...... جیرم نے اسی اطمینان سے کہا تو ٹائیگر غرا کر رہ گیا۔

”تم شاید اس غلط فہمی میں ہو کہ تم ایک ہوٹل کے کمرے میں ہو اور تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تم پر یہاں تشدد کر کے تمہاری زبان نہیں کھلوا سکتا کہ کہیں تمہاری چیخیں سن کر لوگ تمہاری مدد کو پہنچ جائیں گے۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ میں نے اس کا سارا انتظام کر لیا ہے۔ تم حلق پھاڑ پھاڑ کر بھی چیخو گے تب بھی یہاں کوئی تمہاری مدد کے لئے نہیں آئے گا۔ سمجھے تم“...... ٹائیگر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مجھے شاید چیخنے کی ضرورت ہی نہ پڑے“...... جیرم نے کہا۔

”کیا مطلب“...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”میرے دانتوں میں زہریلا کیپسول چھپا ہوا ہے نانسنس جو میں نے نکال کر اپنی زبان کے نیچے رکھ لیا ہے۔ بس مجھے اس کیپسول کو چبانے کی دیر ہے اور پھر تمہارے سامنے میری لاش پڑی ہو گی۔ اور......“ جیرم نے اتنا ہی کہا تھا کہ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اس پر جھپٹا۔ اس نے جھپٹ کر جیرم کا منہ پکڑا ہی تھا کہ اسی لمحے جیرم نے منہ چلایا اور اس کے حلق سے یکلخت ہچکی کی آواز نکلی اور وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔ اسے ساکت ہوتے دیکھ کر ٹائیگر جہاں تھا وہیں رک گیا۔ جیرم کے منہ میں شاید سائنائیڈ بھرا کیپسول تھا۔ جس کے چباتے ہی وہ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں ہلاک ہو گیا تھا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر نے اس کی باچھوں سے ہلکے نیلے رنگ کا لعاب باہر نکلتے دیکھا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”تو یہ اسی کیپسول کی وجہ سے اترا رہا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ اگر میں نے اس پر تشدد کیا تو یہ تشدد سے بچنے کے لئے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا کر خود کو ہلاک کر لے گا“...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر کو خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اس قدر تگ و دو کے بعد وہ ڈینجر فائیو کے ایک رکن تک پہنچا تھا اور وہ اس سے کسی قسم کی معلومات بھی حاصل نہیں کر سکا تھا۔ اسے چاہئے تھا کہ بے ہوش کرنے کے بعد وہ خاص طور پر اس کا منہ کھول کر چیک کر لیتا اور اس کے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول نکال لیتا لیکن اس جیسا مجرم بھی اپنے دانتوں میں زہریلا کیپسول چھپا کر رکھ سکتا تھا اس کا ٹائیگر کو بھی اندازہ نہیں تھا۔

”ہونہہ۔ اس سے معلومات نہیں ملی ہیں تو نہ سہی۔ کم از کم ڈینجر فائیو کا ایک رکن تو اپنے انجام کو پہنچا“...... ٹائیگر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے جیرم کی لاش کو دیکھتا رہا پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور سیل فون آن کر کے وہ چارلی کے نمبر پریس کرنے لگا۔ چارلی نے چونکہ ڈینجر گروپ کے ایک رکن کو چیک کیا تھا اور وہ اس کے پیچھے لگا ہوا تھا اس لئے ٹائیگر اب ڈینجر گروپ کے دوسرے رکن تک پہنچنا چاہتا تھا تاکہ جن سوالوں کے جواب اسے جیرم نے نہیں دیئے تھے ان کے جواب وہ اس کے دوسرے ساتھی سے معلوم کر لیتا۔ اس بار اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ پہلے ڈینجر فائیو کے رکن کو بے ہوش کر کے اس کے دانتوں میں چھپا ہوا

زہریلا کیپسول نکالے گا اور پھر اسے ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ چارلی کے نمبر پریس کر کے جب اس نے اسے کال کی تو چارلی کا نمبر آف تھا۔

”یہ چارلی کو کیا ہوا ہے۔ اس نے اپنا نمبر بند کیوں کر دیا ہے“...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر چارلی کو کال کی لیکن اس کا نمبر آف مل رہا تھا۔

”ہونہہ۔ لگتا ہے چارلی کو اس شخص نے چیک کر لیا ہے اور چارلی اب ضرور کسی مشکل میں ہے“...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے سیل فون کا ٹریکنگ سسٹم آن کیا اور پھر وہ ٹریکنگ سسٹم سے چارلی کا نمبر ٹریک کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں اسے ٹریکنگ سسٹم سے معلوم ہو گیا کہ چارلی کلاسک ہوٹل میں موجود ہے۔ ہوٹل کا نام معلوم ہوتے ہی ٹائیگر تیزی سے ایک نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس۔ ہاشم زبیری بول رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کوبرا بول رہا ہوں“...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔ ہاشم زبیری کلاسک ہوٹل میں سپروائزر تھا اور یہ بھی کوبرا کے لئے معلومات حاصل کرتا تھا۔ ٹائیگر نے ٹریکنگ سسٹم پر جیسے ہی کلاسک ہوٹل کا نام دیکھا تو اس نے چارلی کا پتہ کرانے کے لئے اس کا نمبر ملا لیا تھا۔

”اوہ۔ تم“...... ہاشم زبیری نے اس کی آواز پہچان کر کہا۔

”ہاں۔ کہاں ہو تم اس وقت“...... ٹائیگر نے مخصوص انداز میں پوچھا۔

”ہوٹل میں ہی ہوں۔ کیوں“...... ہاشم زبیری نے کہا۔

”کیا تم نے ہوٹل میں چارلی کو دیکھا تھا“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”چارلی۔ وہ ٹیکسی ڈرائیور“...... ہاشم زبیری نے کہا۔

”ہاں۔ میں کافی دیر سے اس کے سیل فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اس کا نمبر آف جا رہا ہے جبکہ ٹریکنگ سسٹم کے مطابق وہ اس وقت کلاسک ہوٹل میں موجود ہے“۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ آیا تو تھا لیکن اس نے حلیہ بدلا ہوا تھا۔ میں نے پارکنگ میں اسے بدلے ہوئے حلیئے میں اپنی ٹیکسی میں آتے دیکھا تھا۔ چونکہ وہ میری طرح تمہارے لئے کام کرتا ہے اس لئے میں یہی سمجھا تھا کہ وہ کسی مشن پر ہے اس لئے میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی“...... ہاشم زبیری نے کہا۔

”کیا وہ ہوٹل کے اندر گیا تھا“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”ہاں۔ اسے میں نے تیسرے فلور پر جاتے دیکھا تھا اس کے بعد سے اسے میں نے نہیں دیکھا ہے“...... ہاشم زبیری نے کہا۔

”کیا اس کی ٹیکسی ابھی تک پارکنگ میں ہی موجود ہے“۔ ٹائیگر

نے پوچھا۔

''پتہ نہیں۔ میں دوبارہ پارکنگ کی طرف نہیں گیا تھا''...... ہاشم زبیری نے جواب دیا۔

''تم کسی طرح سے معلوم کرو کہ وہ تھرڈ فلور کے کس روم میں گیا ہے تب تک میں وہاں پہنچ رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... ہاشم زبیری نے کہا اور ٹائیگر نے اسے چند مزید ہدایات دے کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ باہر بدستور خاموشی تھی شاید کسی کو اس کمرے میں ہونے والی واردات کا علم نہیں ہوا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ٹائیگر اپنی کار میں سوار ہوٹل کلاسک کی جانب اڑا جا رہا تھا۔ آدھے گھنٹے کے بعد وہ ہوٹل کلاسک میں موجود تھا۔ اسے دیکھ کر ہال میں موجود ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے اس کے پاس آ گیا۔

''کچھ معلوم ہوا''...... ٹائیگر نے اس آدمی کے قریب آنے پر اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ چارلی اس وقت کمرہ نمبر ایک سو دس میں موجود ہے۔ وہ شاید کسی مشکل میں ہے''...... ادھیڑ عمر نے دھیمے لہجے میں کہا۔ یہ ہاشم زبیری تھا جو اس ہوٹل کا سپروائزر تھا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ کمرہ نمبر ایک سو دس میں ہے اور کسی مشکل میں ہے''...... ٹائیگر نے بے چینی سے پوچھا۔

''تمہارے کہنے پر میں نے تھرڈ فلور کا راؤنڈ لگایا تھا۔ اس فلور پر زیادہ تر کمرے خالی ہیں۔ جب میں تھرڈ فلور پر گیا تو کمرہ نمبر ایک سو دس کے باہر مجھے ایک آدمی ٹہلتا ہوا دکھائی دیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ خاص طور پر کمرے کے باہر کھڑا ہو تاکہ اس طرف آنے والوں پر نظر رکھ سکے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ میں نے بھی جان بوجھ کر اس پر کوئی توجہ نہ دی اور میں تھرڈ فلور کے خالی کمروں میں جا کر سائیڈ کے کمروں کی دیواروں سے کان لگا کر آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگا۔ کمرہ نمبر ایک سو نو میں جا کر جب میں نے کمرہ نمبر ایک سو دس کی دیوار کے ساتھ کان لگائے تو مجھے ہلکی مگر واضح آوازیں سنائی دیں۔ ان آوازوں میں ایک آواز چارلی کی تھی جو نشے کی حالت میں بول رہا تھا جبکہ اس سے ایک آدمی انتہائی سخت اور کرخت لہجے میں بات کر رہا تھا۔ پھر نجانے کیا ہوا کہ اندر سے آنے والی آوازیں بند ہو گئیں۔ کمرے میں اس قدر خاموشی چھا گئی کہ باوجود کوشش کے مجھے ہلکی سی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کمرہ یکلخت ساؤنڈ پروف ہو گیا ہو۔ چونکہ اس کمرے کے باہر ایک آدمی پہرہ دے رہا تھا اس لئے میں زیادہ دیر وہاں نہیں رکا تھا اور فوراً واپس آ گیا۔ واپسی پر میں نے اس آدمی کو اپنی طرف انتہائی تیز نظروں سے گھورتا ہوا محسوس کیا تھا۔ اندر سے آنے والی آوازوں سے ہی مجھے اندازہ ہوا تھا کہ چارلی کسی مشکل میں ہے''...... ہاشم زبیری نے

جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم ایک کام کرو“...... ٹائیگر نے کہا۔

”بولو۔ کیا کرنا ہے مجھے“...... ہاشم زبیری نے کہا۔

”مجھے کمرہ نمبر ایک سو نو کی چابی لا دو۔ میں اوپر جا کر یہی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کمرہ میں نے الاٹ کرایا ہے“...... ٹائیگر نے کہا تو ہاشم زبیری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ تیزی سے کاؤنٹر کی طرف گیا اور اس نے کاؤنٹر پر کھڑے کاؤنٹر مین سے کوئی بات کی تو کاؤنٹر مین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سائیڈ کی دیوار سے ایک چابی اتار کر اسے دے دی۔

”یہ لو۔ میں نے وقتی طور پر تمہارے لئے یہ چابی حاصل کی ہے۔ کوشش کرنا کہ یہاں ایسی کوئی گڑبڑ نہ ہو جس سے ہوٹل کی ساکھ کو کوئی نقصان پہنچے ورنہ مجھے اس ہوٹل سے فوری طور پر نکال دیا جائے گا“...... ہاشم زبیری نے کہا۔

”تم نے کوشش کرنے کا کہا ہے اس لئے میں کوشش ہی کر سکوں گا اور کچھ نہیں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”کیا مطلب“...... ہاشم زبیری نے چونک کر کہا لیکن ٹائیگر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور تیزی سے آگے بڑھ کر لفٹوں کی طرف بڑھ گیا۔ پھر ایک لفٹ کے ذریعے وہ تھرڈ فلور پر آ گیا۔ سامنے ایک راہداری تھی جو آگے مڑ کر دائیں بائیں جا رہی تھی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھتا چلا

گیا۔ کمرہ نمبر ایک سو نو اور دس دائیں طرف تھے۔ ٹائیگر جیسے ہی اس طرف مڑا اسے ایک کمرے کے دروازے کے پاس ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسامت والا نوجوان دکھائی دیا جو دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا اطمینان بھرے انداز میں سگریٹ پینے میں مصروف تھا۔ ٹائیگر کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے چونکا لیکن پھر اس کے چہرے کے تاثرات فوراً ہی نارمل ہو گئے۔ ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا اس کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ کمرے نمبر ایک سو دس کا دروازہ بند تھا۔ آگے جاتے ہی ٹائیگر کمرہ نمبر ایک سو نو کے دروازے کے پاس رک گیا۔ اس کے ہاتھ میں چابی تھی۔ ٹائیگر نے دروازے کے لاک میں چابی لگائی تو وہاں موجود نوجوان نے سگریٹ زمین پر پھینکا اور اسے پیر سے کچل کر تیز تیز چلتا ہوا ٹائیگر کی طرف بڑھا۔

”سنو“...... اس شخص نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”فرمائیں“...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ کمرہ کیوں کھول رہے ہو“...... اس آدمی نے ٹائیگر کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”میں نے یہ کمرہ الاٹ کرایا ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ"...... اس آدمی نے کہا تو ٹائیگر نے لاک کھول کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

"ارے یہ کیا"...... اندر داخل ہوتے ہی ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ باہر موجود شخص نے آسانی سے سن لی تھی۔

"کیا ہوا۔ کیا ہے اندر"...... اس آدمی نے ٹائیگر کی توقع کے عین مطابق تیزی سے اندر آتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھو وہ کیا ہے"...... ٹائیگر نے سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ آدمی تیزی سے آگے بڑھا۔ جیسے ہی وہ ٹائیگر کے قریب سے گزر کر آگے آیا۔ اسی لمحے اچانک اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ اچھل کر نیچے گرا۔ ٹائیگر نے اس کے آگے بڑھتے ہی اس کے سر کے عقبی حصے میں زوردار مکا رسید کر دیا تھا۔ فرش پر گرتے ہوئے اس آدمی نے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تھے ورنہ اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا۔ اس نے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے ٹائیگر کی ٹانگ چلی اور اس آدمی کے منہ سے ایک اور ہلکی سی چیخ نکلی اور وہ وہیں گر کر ساکت ہوتا چلا گیا۔

نوجوان کو ساکت ہوتے دیکھ کر ٹائیگر نے مڑ کر تیزی سے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اسے لاک کر کے دوبارہ نوجوان کی

طرف بڑھا جو بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اس آدمی کو اٹھایا اور اسے لئے کمرے کے اندرونی حصے کی طرف بڑھا۔ اس نے نوجوان کو ایک صوفے پر ڈالا اور پھر وہ تیزی سے ملحقہ کمرے میں گھستا چلا گیا۔ کمرے میں پڑے ہوئے بیڈ سے اس نے چادر اٹھا کر پھاڑی اور اسے بل دے کر رسی کی طرح لپیٹتا ہوا باہر آ گیا اور پھر اس نے بڑے اطمینان بھرے انداز سے چادر کی پٹیوں سے بنائی ہوئی رسی سے اس آدمی کو باندھنا شروع کر دیا۔ اس نے احتیاطاً اس آدمی کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اس کے منہ پر ایک اور کپڑا باندھ دیا تھا تاکہ ہوش میں آنے کے بعد وہ چیخ چلا نہ سکے۔

اس آدمی کو اچھی طرح سے باندھ لینے کے بعد وہ سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھا۔ یہ دیوار ساتھ والے کمرے کی تھی۔ ٹائیگر نے دیوار سے کان لگائے لیکن دوسری طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ساتھ والا کمرہ بالکل خالی ہو۔ ٹائیگر چند لمحے دیوار سے کان لگائے کھڑا رہا پھر اس نے ایک طرف دیکھا تو اسے واش روم کا دروازہ کھلا ہوا دکھائی دیا۔ واش روم اس دیوار کے ساتھ ہی تھا جو کمرہ نمبر ایک سو دس سے ملی ہوئی تھی۔ ٹائیگر تیزی سے واش روم کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا کہ واش روم میں ایک چھوٹا سا روشن دان کھلا ہوا تھا۔ شاید کمرہ نمبر ایک سو دس کا واش روم بھی اس واش روم کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ روشن دان اتنا بڑا نہیں

تھا کہ ٹائیگر اس میں سے گزر کر دوسری طرف جا سکتا ہو۔

ٹائیگر کی چھٹی حس شدت کے ساتھ اسے احساس دلا رہی تھی کہ دوسرے کمرے میں چھائی ہوئی خاموشی مصنوعی ہے اور چارلی بھی اسی کمرے میں موجود ہے۔ جسے شاید تعاقب کرنے والے نے پکڑ لیا تھا اور اب وہ اس سے یقینی طور پر پوچھ گچھ کر رہا ہے۔ ایک آدمی کا باہر پہرہ دینے کا مطلب تھا کہ کمرے میں اس کا کوئی اور بھی ساتھی موجود تھا اور اس کا بھی یقینی طور پر ڈینجر فائیو سے ہی تعلق ہوسکتا تھا۔ ٹائیگر اب ڈینجر فائیو کے کسی رکن کو اپنے ہاتھوں سے نکلنے نہیں دینا چاہتا تھا اس لئے اس نے فوری فیصلہ کرتے ہوئے جیب سے ایک گیس بم نکالا اور پھر اس نے گیس بم کا بٹن پریس کر کے اسے آن کیا اور اسے روشن دان سے دوسری طرف اچھال دیا۔ بم دوسری طرف گرا لیکن بم کے گرنے کی کوئی آواز سنائی نہ دی جبکہ ایک لمحے کے بعد دوسری طرف انتہائی ہلکی سی دھمک سنائی دی۔ یہ آواز سن کر ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔ گیس بم کا دھماکا ہوتا تھا لیکن اسے صرف ہلکی سی آواز سنائی دی تھی۔

''ہونہہ۔ تو انہوں نے کمرے میں وائس کنٹرول مشین آن کر رکھی ہے''...... ٹائیگر کے حلق سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔ اسی لمحے اسے روشن دان سے دھواں نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ ٹائیگر نے فوراً سانس روک لیا۔ وہ مڑا اور تیزی سے واش روم سے نکل آیا اور تیز

تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے کا لاک کھول کر وہ باہر نکل آیا۔ باہر کوئی موجود نہیں تھا۔ ٹائیگر کمرہ نمبر ایک سو دس کے دروازے کے سامنے آ کر رک گیا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا لیکن دروازہ اندر سے لاک تھا۔ ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ماسٹر کی نکالی اور پھر اس نے ماسٹر کی سے دروازے کا لاک کھول دیا۔ دروازہ کھولتے ہی وہ تیزی سے اندر داخل ہوگیا۔ کمرے میں دھواں بھرا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دیوار کے ساتھ لگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس نے بدستور سانس روک رکھا تھا۔ کمرے میں دھواں بھرے ہونے کا مطلب تھا کہ کمرے کی تمام کھڑکیاں بند تھیں ورنہ اتنی دیر میں کمرے سے دھواں نکل جانا چاہئے تھا۔

ٹائیگر آگے بڑھا تو اسے واش روم کے سامنے ایک آدمی گرا ہوا دکھائی دیا۔ کچھ فاصلے پر ایک کرسی پڑی تھی جس پر ایک آدمی رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ ٹائیگر کی نظر اس آدمی پر پڑی تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ چارلی تھا۔ کرسی کے قریب ایک اور لمبا تڑنگا آدمی الٹا پڑا تھا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر پہلے واش روم کے پاس پڑے ہوئے آدمی کو چیک کیا۔ وہ بے ہوش تھا۔ اس آدمی کو چیک کرنے کے بعد ٹائیگر دوسرے آدمی کی طرف بڑھا تاکہ وہ اسے چیک کر سکے کہ وہ بے ہوش ہے یا نہیں۔ اس نے آگے بڑھ کر دوسرے آدمی کی نبض چیک کی تو اس کے چہرے پر

سکون آ گیا۔ دوسرا آدمی بھی گیس بم سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے سب سے پہلے کمرے کی کھڑکیاں کھولیں تاکہ کمرے میں بھرا ہوا دھواں نکل سکے۔ کھڑکیاں کھلتے ہی کمرے سے دھواں تیزی سے باہر نکلنا شروع ہو گیا۔ کمرے سے دھواں نکلتے دیکھ کر ٹائیگر چارلی کی طرف بڑھا اور اسے رسیوں سے آزاد کرنے لگا۔ اس نے چارلی کو کھول کر سامنے پڑے ہوئے صوفے پر لٹایا اور پھر اس نے کرسی کے پاس گرے ہوئے آدمی کو اٹھا کر کرسی پر بٹھا دیا اور انہی رسیوں سے اسے باندھنا شروع ہو گیا جن سے چارلی بندھا ہوا تھا۔ ٹائیگر کو سائیڈ پر پڑی ایک مشین بھی دکھائی دے گئی تھی جسے دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ وائس کنٹرول مشین ہے جس سے کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف بن گیا تھا۔

نوجوان کو باندھ کر ٹائیگر نے رسی کا کچھ حصہ دوسرے نوجوان کے لئے بچا لیا تھا۔ اس نے واش روم کے پاس پڑے ہوئے نوجوان کو اٹھا کر کرسی کے قریب ڈالا اور پھر بچی ہوئی رسی سے اسے باندھنے لگا۔ جب اس نے ان دونوں کو باندھ لیا تو وہ وہاں رکنے کی بجائے کمرے سے نکلا اور واپس کمرہ نمبر ایک سو نو میں آ گیا جہاں اس نے پہلے ہی ایک آدمی کو باندھ رکھا تھا۔ ٹائیگر نے اس بندھے ہوئے آدمی کو اٹھایا اور اسے لے کر اسی کمرے میں آ گیا جہاں مزید دو افراد موجود تھے۔ اس آدمی کو لا کر اس نے کرسی پر بندھے ہوئے شخص کے قریب فرش پر ڈال دیا اور پھر اس نے کمرے کا دروازہ اور کھڑکیاں بند کر دیں۔ کمرے میں چونکہ وائس کنٹرول مشین آن تھی اس لئے ٹائیگر کو اس بات کی فکر نہیں تھی کہ کمرے کی آوازیں باہر جا سکتی ہیں۔ اس نے سب سے پہلے کرسی پر بندھے ہوئے آدمی کا منہ کھول کر چیک کیا تو اسے اس آدمی کے ایک دانت میں زہریلا کیپسول پھنسا ہوا دکھائی دیا۔ ٹائیگر نے جیب سے ایک چھوٹی سی چمٹی نکالی اور پھر اس نے چمٹی کی مدد سے اس آدمی کے دانت میں پھنسا ہوا کیپسول نکال لیا۔ اس کے بعد ٹائیگر دوسرے آدمی پر جھکا اور اس کا منہ کھول کر اس کے دانت چیک کرنے لگا۔ اس آدمی کے بھی ایک دانت میں کیپسول موجود تھا۔ ٹائیگر نے چمٹی کی مدد سے اس کے دانت سے بھی کیپسول نکال لیا۔ پھر وہ تیسرے آدمی کی طرف بڑھا۔ اس آدمی کے منہ میں بھی کیپسول موجود تھا۔

"ہونہہ۔ تو یہ تینوں ڈینجر فائیو کے ہی رکن ہیں۔ اسی لئے انہوں نے اپنے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپا رکھے تھے تاکہ پکڑے جانے کی صورت میں یہ ان کیپسولوں کو چبا کر خودکشی کر لیں"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔ اسی لمحے کرسی پر بندھے ہوئے آدمی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو ٹائیگر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ نوجوان چند لمحے کسمساتا رہا پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ کون ہو تم اور تم نے مجھے کیوں باندھا ہے"۔ اس آدمی نے ہوش میں آتے ہی بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق ڈینجر فائیو سے ہے اور یہ دونوں تمہارے ساتھی ہیں"...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈینجر فائیو۔ کیا مطلب۔ ڈینجر فائیو کیا ہے"...... اس آدمی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"تمہارا قد کاٹھ دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے کہ تم ڈی جان ہو ڈینجر فائیو کے باس"...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو اس آدمی کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن اس نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا۔

"ڈی جان۔ نہیں۔ میں ڈی جان نہیں ہوں۔ تم کون ہو اور یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو اور ان سب کو کیا ہوا ہے"...... اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں کرسی کے قریب پڑے دو افراد پر جم گئی تھیں جنہیں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک بھی ابھر آئی تھی۔

"یہ تمہارے ساتھی ہیں اور میں نے تم سب کو گیس بم سے بے ہوش کیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"گیس بم سے۔ لیکن کیوں"...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"اگر میں ایسا نہ کرتا تو تم میرے ساتھی کو ہلاک کر دیتے"۔ ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

"تمہارا ساتھی۔ کون تمہارا ساتھی۔ اوہ شاید تم اس کی بات کر رہے ہو۔ یہ چور تھا۔ اس نے ہماری کمرے میں گھس کر ہمارا سامان چوری کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہم نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم بھی اس چور کے ساتھی ہو اور ہمیں لوٹنے کے لئے آئے ہو"...... ڈی جان نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"اداکاری کے میدان میں تم اناڑی معلوم ہوتے ہو ڈی جان۔ تمہارا چہرہ صاف چغلی کھا رہا ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو اور تمہیں اس قدر چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے اس کمرے میں وائس کنٹرول مشین آن کر رکھی ہے۔ وائس کنٹرول مشین کی وجہ سے تمہارے چیخنے چلانے کی آوازیں اس کمرے سے باہر نہیں جائیں گی اور نہ ہی باہر کی کوئی آواز اندر آئے گی"۔ ٹائیگر نے کہا تو ڈی جان اسے خونی نظروں سے گھورتا ہوا غصے سے ہونٹ کاٹنا شروع ہو گیا۔

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو"...... ڈی جان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے سیدھے سادے سوال کا سیدھا سادا جواب دے دو بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں چاہتا"...... ٹائیگر نے اطمینان

بھرے لہجے میں کہا۔

''کیسا سوال''...... ڈی جان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا میں تباہی پھیلانے کے پیچھے تمہارا کیا مقصد ہے''۔ ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا میں تباہی۔ کیا مطلب۔ ہم اس ملک کے باسی ہیں اور ہم بھلا اپنے ملک میں کیوں تباہی پھیلائیں گے''...... ڈی جان نے غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تو کیا تم اس بات سے انکار کرتے ہو کہ تمہارا تعلق ڈینجر فائیو گروپ سے ہے''...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں کسی ڈینجر فائیو گروپ کو نہیں جانتا اور نہ ہی میرا اس گروپ سے کوئی تعلق ہے''...... ڈی جان نے گرج کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تب پھر مجھے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی زندگی سے کوئی مطلب نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈی جان کچھ سمجھتا ٹائیگر نے کرسی کے پاس بے ہوش پڑے اس کے ایک ساتھی پر یکلخت فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ایک لمحے کے لئے ڈی جان کا ساتھی تڑپا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ میرے ساتھی کو تم نے گولیاں کیوں ماری ہیں''...... ڈی جان نے چیختے ہوئے کہا۔

''ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے

اور اب پوچھ رہے ہو کہ میرے ساتھی کو گولیاں کیوں ماری ہیں تو سنو۔ اس کا تعلق ڈینجر فائیو سے ہے اس لئے اسے گولیاں ماری ہیں''...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا تو ڈی جان غرا کر رہ گیا۔

''ہونہہ۔ اب میں تمہارے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں دوں گا''...... ڈی جان نے غرا کر کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ سوال کا جواب نہیں دے سکتے تو کیا ہوا۔ اپنے ایک اور ساتھی کی لاش تو دیکھ سکتے ہو نا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈی جان کے دوسرے ساتھی پر فائرنگ کر دی۔ دوسرے آدمی کو گولیوں سے چھلنی ہوتے دیکھ کر ڈی جان نے غصے اور نفرت سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''تمہارا دوسرا ساتھی بھی گیا۔ اب تمہاری باری ہے''...... ٹائیگر نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تم نے میرے دو ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں تم سے ڈر جاؤں گا''...... ڈی جان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''تم شاید اس لئے مطمئن ہو کہ اگر میں نے تم پر تشدد کرنے کی کوشش کی تو تم دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا لو گے''۔ ٹائیگر نے مسکرا کر کہا تو ڈی جان بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اپنے دانتوں میں زہریلا کیپسول چھپایا ہوا ہے''...... ڈی جان نے کہا۔

"اپنے اس ہے کو اب تھا میں بدل دو کیونکہ میں نے تمہارے دانتوں سے کیپسول نکال لیا ہے"...... ٹائیگر نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈی جان چونک پڑا۔ اس نے منہ چلایا اور پھر اس کا رنگ بدل گیا۔

"یہ تم نے کیا کیا۔ تم نے میرے دانتوں سے کیپسول کیوں نکالا ہے"...... ڈی جان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تاکہ تمہیں بزدلی کی موت سے بچا سکوں"...... ٹائیگر نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اس کے باوجود تم مجھ سے کچھ نہیں اگلوا سکو گے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ تم میرے ساتھیوں کی طرح مجھے بھی گولیاں مار دو گے تو مار دو۔ مجھے اپنی موت پر کوئی افسوس نہیں ہو گا"۔ ڈی جان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تم جیسے درندے کو میں اتنی آسان موت نہیں ماروں گا ڈی جان۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے جس طرح بے گناہ اور معصوم انسانوں کا خون بہایا ہے اسی طرح میں تمہارا بھی خون بہاؤں گا اور تمہارے بھی ٹکڑے کروں گا تاکہ تم بھی تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر ہلاک ہو سکو اور تمہیں بھی اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ تکلیف اور اذیت کسے کہتے ہیں"...... ٹائیگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے مشین پسٹل جیب میں رکھا اور پھر اس نے اپنی پتلون کا پائنچہ اٹھایا۔ اس کی ٹانگ پر چمڑے کی پٹی بندھی

ہوئی تھی جس میں خنجر اڑسا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے پٹی سے خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر ڈی جان کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو"...... ڈی جان نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ابھی تو میں نے کچھ نہیں کیا ہے لیکن میں اس خنجر سے تمہارا ایک ایک اعضاء کاٹ دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا اور دوسرے لمحے کمرہ ڈی جان کی لرزہ خیز اور دردناک چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے خنجر کے ایک ہی وار سے اس کی ناک آدھی سے زیادہ اُڑا دی تھی۔ ناک کٹتے ہی خون ابل پڑا تھا جس سے ڈی جان کا منہ اوز اس کی شرٹ تیزی سے سرخ ہونا شروع ہو گئی تھی۔

"بولو۔ پاکیشیا میں تباہی پھیلانے کے پیچھے تمہارا اصل مقصد کیا ہے۔ بولو۔ ورنہ......" ٹائیگر نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ ایک بار پھر چلا اور کرسی پر بندھا ہوا ڈی جان چیختا ہوا بری طرح سے تڑپنے لگا۔ ٹائیگر نے خنجر مار کر اس کا دایاں کان کاٹ دیا تھا۔

"بولو۔ جلد بولو۔ ورنہ تمہارا حشر انتہائی بھیانک ہو گا۔ بولو"۔ ٹائیگر نے خونخوار بھیڑیئے کی طرح غرا کر کہا۔

"تت۔ تت۔ تم بے حد ظالم اور سفاک انسان ہو۔ میں تمہیں

کچھ نہیں بتاؤں گا۔ کچھ نہیں‘‘...... ڈی جان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کی چیخوں میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ ٹائیگر نے اس کے انکار کرنے پر اس کا دوسرا کان بھی خنجر سے کاٹ دیا تھا۔ پھر ٹائیگر کا ہاتھ تیزی سے چلنے لگا اور ڈی جان کے چہرے پر خنجر سے نقش و نگار بننا شروع ہو گئے۔ ڈی جان کے حلق سے نکلنے والی چیخیں انتہائی تیز اور لرزہ خیز تھیں۔ اگر کمرے میں وائس کنٹرول مشین آن نہ ہوتی تو اس کی چیخوں سے ہوٹل میں بھونچال آ جاتا اور پورا ہوٹل اس کے کمرے کے باہر جمع ہو جاتا۔

ڈی جان بری طرح سے چیخ اور تڑپ رہا تھا لیکن وہ ایک درندہ صفت انسان تھا جس کے سامنے انسان کیڑے مکوڑوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے تھے اور اس جیسے درندہ صفت انسانوں پر رحم کرنا ٹائیگر کی گھٹی میں نہ تھا۔ وہ انتہائی بے رحمی سے ڈی جان پر خنجر چلا رہا تھا۔

’’رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ‘‘...... ڈی جان نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا سارا جسم خون سے لت پت ہو گیا تھا اور اس کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا۔

’’نہیں۔ جب تک تمہارا منہ نہیں کھلے گا میرا خنجر نہیں رکے گا میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا‘‘...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ رک جاؤ۔ اوہ گاڈ سیک۔ تم نے تو میرا سارا جسم ادھیڑ کر رکھ دیا

ہے۔ تم درندوں سے بھی زیادہ خوفناک اور بے رحم ہو‘‘...... ڈی جان نے چیختے اور تڑپتے ہوئے کہا۔

’’تم جیسے بے رحم اور سفاک شیطانوں کے لئے میں واقعی درندہ ہوں۔ اب جلدی بولو۔ پاکیشیا آنے کا تمہارا اصل مقصد کیا ہے۔ اب اگر تمہاری زبان نہ چلی تو پھر یہ خنجر چلے گا اور اس بار میں تمہاری آنتیں باہر نکال دوں گا‘‘...... ٹائیگر نے اس قدر سرد اور سفاک لہجے میں کہا کہ ڈی جان حقیقتاً لرز اٹھا۔

’’نن نن۔ نہیں نہیں۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ سب کچھ‘‘...... ڈی جان نے لرزہ براندام ہوتے ہوئے کہا۔

’’تو بولو۔ جلدی‘‘...... ٹائیگر غرایا۔

’’ہم پاکیشیا میں اپنی مرضی سے نہیں آئے ہیں۔ ہمیں ایکریمیا کی ایک سیکرٹ ایجنسی نے یہاں کے لئے ہائر تھا تاکہ ہم پاکیشیا میں تباہی اور بربادی پھیلا کر یہاں خوف و ہراس اور بدامنی پھیلا سکیں‘‘...... ڈی جان نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’کس ایجنسی سے بھیجا ہے تمہیں۔ بولو‘‘...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

’’مارشل ایجنسی۔ ہمیں مارشل ایجنسی نے ہائر کیا تھا‘‘...... ڈی جان نے نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کی حالت ابتر ہوتی جا رہی تھی۔ نہ صرف اس کی آواز لرز رہی تھی بلکہ اس کے جسم بھی بری طرح سے کانپ رہا تھا جیسے وہ

جان کنی کی حالت میں ہو۔ اس لئے اس کی آواز بھی انتہائی دھیمی ہو گئی تھی۔

"پوری بات بتاؤ۔ مارشل ایجنسی نے تمہیں کیا حکم دیا تھا اور پاکیشیا میں تم کس حد تک تباہی اور بربادی پھیلانا چاہتے تھے"۔ ٹائیگر نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"یہی پوری بات ہے۔ ہمیں مارشل ایجنسی نے ہائر کر کے پاکیشیا بھیجا تھا کہ ہم پاکیشیا میں تیز اور مسلسل کارروائیاں کریں، پاکیشیا کی ہر گلی اور بازار کو قبرستان بنا دیں تاکہ پاکیشیا کا نظام مکمل طور پر مفلوج ہو کر رہ جائے اور پاکیشیا کی معیشت مکمل طور پر تباہ ہو جائے خاص طور پر دارالحکومت کا ماحول ایسا ہو کہ یہاں خوف کے باعث ایک پرندہ بھی نہ چہچہا سکے اور دارالحکومت میں مکمل سناٹا چھایا رہے۔ نہ یہاں سے کوئی باہر جا سکے اور نہ ہی کوئی خوف کے باعث یہاں آ سکے"...... ڈی جان نے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ سب کرانے کی مارشل ایجنسی کی کوئی خاص وجہ بھی تو ہو گی۔ وہ کیوں پاکیشیا کے دارالحکومت میں اس قدر دہشت پھیلانا چاہتی ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... ڈی جان نے کہا تو ٹائیگر نے اس کے لہجے سے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"مارشل ایجنسی کا چیف کون ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا اور ویسے بھی مارشل ایجنسی ایک

سیکرٹ ایجنسی ہے جس کے بارے میں ایکریمیا میں شاید ہی کوئی جانتا ہو"...... ڈی جان نے کہا۔

"میرے ہاتھوں اب تک تمہارے تین ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس بات کا مجھے یقین ہے کہ ڈینجر فائیو کے باس تم ہو اور تمہارا نام ڈی جان ہے۔ بولو۔ یہی سچ ہے نا"...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں ڈی جان ہوں"...... ڈی جان نے نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا ایک ساتھی اور ہے۔ اس کا کیا نام ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ سٹانگر ہے۔ ڈی فائیو"...... ڈی جان نے جواب دیا۔ اس بار اس کی آواز اس قدر دھیمی تھی جیسے وہ نیند کے عالم میں بولا ہو۔

"کہاں ہے سٹانگر"...... ٹائیگر نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے کاندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا لیکن ڈی جان کا سر ڈھلک گیا۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس پر نقاہت طاری ہو گئی تھی اور شاید نقاہت کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

"ہونہہ۔ اتنی جلدی بے ہوش ہو گئے۔ ابھی تو میں نے تمہاری مزید بوٹیاں اُڑانی ہیں۔ اٹھو۔ ہوش میں آؤ"...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی کمرہ زوردار تھپڑ سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے اس کے زخمی گال پر زوردار تھپڑ مار دیا تھا۔ اس کے پہلے تھپڑ پر ہی ڈی

جان چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

’’میں کچھ نہیں جانتا۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ فار گاڈ سیک۔ میں سچ کہہ رہا ہوں‘‘...... اس نے لاشعوری طور پر چیختے ہوئے کہا۔

’’سٹانگر کہاں ہے۔ مجھے اس کا پتہ بتاؤ‘‘...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

’’وہ۔ وہ......‘‘ ڈی جان نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور ایک بار پھر اس کا سر ڈھلک گیا۔

’’ہوش میں آؤ ڈی جان اور مجھے اپنے پانچویں ساتھی کا پتہ بتاؤ۔ کہاں ہے وہ‘‘...... ٹائیگر نے اس کے منہ پر ایک اور تھپڑ مارتے ہوئے کہا لیکن اس بار ڈی جان کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔

’’اٹھو۔ ہوش میں آؤ۔ میں کہتا ہوں ہوش میں آؤ‘‘...... ٹائیگر نے اس کے منہ پر بار بار تھپڑ مارتے ہوئے کہا لیکن ڈی جان کا خون اس قدر بہہ چکا تھا کہ اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔ ٹائیگر نے جب ڈی جان کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوتے دیکھی تو اس نے ڈی جان کی ناک کے سامنے انگلیاں کیں لیکن ڈی جان کا سانس نہیں چل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر تیزی سے اس پر جھکا اور اس کی نبض اور دل کی دھڑکن چیک کرنے لگا۔

’’ہونہہ۔ بودا کہیں کا۔ دوسروں کو تڑپا تڑپا کر ہلاک کرنے والا درندہ میرا معمولی سا بھی تشدد برداشت نہیں کر سکا ہے اور ہلاک ہو

گیا ہے۔ ابھی تو میں نے اس کا ریشہ ریشہ الگ کرنا تھا اور اسے اس بات کا احساس دلانا تھا کہ دوسروں کو مارنے کی تکلیف کیا ہوتی ہے‘‘...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے نفرت بھری نظروں سے ہلاک ہونے والے ڈی جان کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے ڈی جان اور اس کے ساتھیوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ڈی جان کی جیب سے اسے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر مل گیا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی اور قابل ذکر چیز موجود نہ تھی۔ یہی حال اس کے ساتھیوں کا تھا۔

اس کے بعد ٹائیگر ڈی جان کے کمرے کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا اور اسے ڈی جان کے سامان سے کچھ ایسے دستاویزات مل گئے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ ان کا تعلق ڈینجر فائیو سے ہے۔ ان دستاویزات میں دارالحکومت کے نقشے بھی موجود تھے جن پر انہوں نے جگہ جگہ نشان لگائے ہوئے تھے۔ جو اس بات کو ظاہر کرتے تھے کہ ان کا آئندہ ان علاقوں میں کارروئیاں کرنے کا پروگرام تھا۔

ٹائیگر نے ڈینجر فائیو گروپ کے لیڈر سمیت اس کے تین ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ اب ڈینجر فائیو کا ایک رکن بچا تھا۔ ٹائیگر کو اس کے نام کا تو پتہ چل گیا تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ سٹانگر کہاں چھپا ہوا ہے۔ اسے ڈی جان کے کمرے سے ملنے والی دستاویزات سے بھی سٹانگر کا پتہ نہیں مل سکا تھا۔ ٹائیگر چند لمحے

سوچتا رہا پھر اس نے سٹانگر کا پتہ لگانے کے لئے ایک بار پھر اولڈ رستم سے ملنے کا فیصلہ کر لیا جو دارالحکومت کا انسائیکلوپیڈیا تھا۔ ٹائیگر کو یقین تھا کہ وہ اولڈ رستم سے جلد ہی سٹانگر کا بھی پتہ معلوم کر لے گا اور سٹانگر کو بھی اس کے دوسرے ساتھیوں کی طرح اس کے انجام تک پہنچا دے گا۔

سر سلطان کار میں بیٹھے اخبار دیکھ رہے تھے۔ ان کی کار کے آگے اور پیچھے چار چار موبائل گاڑیاں تھیں۔ دو موٹر سائیکل پائلٹ ان گاڑیوں کے آگے تھے اور چار ان گاڑیوں کے پیچھے آ رہے تھے۔ چونکہ ان دنوں سر سلطان کا پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر ہاؤسز آنا جانا لگا ہوا تھا اس لئے پروٹوکول کے تحت انہیں نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے ساتھ سیکورٹی رکھنی پڑ رہی تھی۔ سر سلطان چونکہ پاکیشیا میں سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کے انعقاد کے منتظم تھے اس لئے صدر مملکت اور پرائم منسٹر کی ہدایات کے تحت انہیں اپنی سیکورٹی کا خصوصی انتظام کرنا پڑا تھا حالانکہ وہ اس کے خلاف تھے۔

ان کی یہ سیکورٹی چونکہ محدود مدت کے لئے تھی اس لئے وہ خاموشی سے اسے برداشت کر رہے تھے۔ سیکورٹی ڈے نائٹ ان کے ساتھ رہتی تھی اور وہ اسی سیکورٹی کے حصار میں نہ صرف اپنے آفس اور گھر آتے جاتے تھے بلکہ پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر ہاؤسز

بھی جاتے تھے۔

اس وقت سر سلطان پریذیڈنٹ ہاؤس سے واپس آ رہے تھے۔ ان کی پریذیڈنٹ صاحب اور پرائم منسٹر صاحب سے سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کی سیکورٹی کے حوالے سے اہم ڈسکس ہوئی تھی جس کی تفصیل بتاتے ہوئے انہیں پریذیڈنٹ ہاؤس میں کافی وقت لگ گیا تھا۔ اب چونکہ ان کی ڈیوٹی کا وقت ختم ہو گیا تھا اس لئے وہ اپنے آفس جانے کی بجائے اپنے گھر جا رہے تھے۔ کار میں ان کے ڈرائیور کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ سارا دن مصروف رہنے کی وجہ سے سر سلطان کو چونکہ اخبار دیکھنے کا وقت نہیں ملا تھا اس لئے کار میں بیٹھتے ہی انہیں جب سیٹ پر اخبار پڑا دکھائی دیا تو انہوں نے اخبار اٹھایا اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

ابھی وہ اخبار پڑھ ہی رہے تھے کہ اچانک کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ جھٹکا اتنا زور دار تھا کہ وہ بے اختیار اچھل کر اگلی سیٹ سے ٹکرائے۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے کار تیزی سے دائیں طرف مڑی تو وہ سیٹوں کے درمیان سائیڈ کے بل گر گئے۔

"یہ کیا کر رہے ہو نانسنس"...... سر سلطان نے چیختے ہوئے کہا اور اٹھ کر سیدھے ہوئے تو یہ دیکھ کر وہ بوکھلا گئے کہ ان کی کار انتہائی برق رفتاری سے سیکورٹی گاڑیوں کے درمیان سے نکل کر سائیڈ کی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ جس سڑک پر ان کی کار تھی وہ ون وے تھا۔ سامنے سے آنے والی گاڑیوں کی رفتار تیز تھی

اس لئے ان کی کار کے ڈرائیور کو کار تیزی سے دوڑاتے ہوئے دائیں بائیں لہرانا پڑ رہا تھا۔ ڈرائیور کار اس تیزی سے دوڑا رہا تھا جیسے کار نہ ہو جیٹ جہاز ہو جسے وہ سڑک پر اڑانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کی تیز رفتاری دیکھ کر سامنے سے آنے والی گاڑیوں کے ڈرائیور بوکھلا گئے تھے اور انہوں نے گاڑیاں تیزی سے دائیں بائیں گھمانی شروع کر دی تھیں اور ماحول گاڑیوں کی بریکوں کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا تھا لیکن سر سلطان کی کار کا ڈرائیور بغیر کسی خوف کے کار سامنے موجود گاڑیوں کے دائیں بائیں سے نکالے لے جا رہا تھا۔

سر سلطان کی کار کو سیکورٹی سرکل سے نکلتے دیکھ کر سیکورٹی اہلکار بھی گھبرا گئے تھے ان کی گاڑیاں اور موٹر سائیکل بھی رک گئے تھے اور پھر انہوں نے سر سلطان کی کار جیسے ہی ون وے سڑک پر جاتے دیکھی تو انہوں نے بھی اپنی گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں اس سڑک پر ڈال دیں اور پھر ماحول بریکوں کی تیز آوازوں کے ساتھ تیز سائرنوں کی آوازوں سے گونجنے لگا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے کریم خان"...... سر سلطان نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو"...... ڈرائیور کریم خان نے غرا کر کہا اور اس کی آواز سن کر سر سلطان بری طرح سے چونک پڑے۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ تم کریم خان تم......" سر سلطان نے

بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں کریم خان نہیں ہوں''...... ڈرائیور نے اسی طرح غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو''...... سر سلطان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جہاں بھی لے جا رہا ہوں۔ تمہیں بہرحال ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا''...... ڈرائیور نے کہا تو سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔ انہوں نے سر گھما کر پیچھے دیکھا تو ان کی سیکورٹی کی گاڑیاں ان سے کافی پیچھے رہ گئیں تھیں۔ ڈرائیور کار کو انتہائی برق رفتاری سے اُڑائے لئے جا رہا تھا۔ وہ آگے آنے والی سڑکوں پر گاڑی اس تیزی سے موڑ رہا تھا کہ کار کے کبھی بائیں طرف والے ٹائر اوپر اٹھ جاتے اور کبھی دائیں طرف کے ٹائر اوپر اٹھتے اور کار بمشکل الٹتے الٹتے بچتی لیکن ڈرائیور انتہائی مشاق معلوم ہو رہا تھا اس کا کار پر مکمل کنٹرول تھا۔ سیکورٹی کو ڈاج دینے کے لئے آگے جاتے ہی اس نے کار مختلف سڑکوں اور گلیوں میں گھمانی شروع کر دی اور پھر وہ کار مختلف راستوں سے گزارتا ہوا ایک بار پھر مین روڈ پر آ گیا۔

مین روڈ پر آتے ہی اس نے کار مضافات کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ لی۔ سر سلطان کے چہرے پر شدید بے چینی اور اضطراب دکھائی دے رہا تھا۔ کار جس تیزی سے دوڑ رہی تھی وہ کار

کا دروازہ کھول کر باہر نہیں نکل سکتے تھے جس انداز میں ڈرائیور نے سیکورٹی کا گھیرا توڑا تھا اور کار مختلف سڑکوں پر دوڑاتا لایا تھا اس سے انہیں یہ اندازہ لگانے میں مشکل نہیں ہوئی تھی کہ ان کے ڈرائیور کریم خان کی جگہ کسی اور نے لے لی تھی اور وہ اسے اغوا کر کے لے جا رہا تھا۔

سر سلطان کے پاس اسلحہ نہیں تھا ورنہ وہ ڈرائیور کو وہیں کور کر لیتے اور اسے کار روکنے کا حکم دے دیتے۔ وہ چند لمحے سوچتے رہے پھر انہوں نے کچھ سوچ کر جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور اس پر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگے۔

''سیل فون بند کر دو۔ ورنہ......'' ڈرائیور نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے بیک مرر سے انہیں جیب سے سیل فون نکالتے اور نمبر پریس کرتے دیکھ لیا تھا۔

''مگر......'' سر سلطان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کوئی اگر مگر نہیں۔ بند کرو سیل فون''...... ڈرائیور نے اس قدر خوفناک لہجے میں کہا کہ سر سلطان نے بے اختیار سیل فون آف کر دیا۔

''گڈ شو۔ اب اطمینان سے بیٹھے رہو۔ اگر تم نے کوئی شرارت کی تو وہ شرارت تمہارے لئے ہی مصیبت کا باعث بن جائے گی''...... ڈرائیور نے کہا۔

''تم کون ہو''...... سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے

لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو مجھے تم اپنا دوست سمجھو"...... اس نے کہا۔

"تمہارا کوئی نام تو ہو گا"...... سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میرا کوئی نام نہیں ہے"...... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اگر تمہارا کوئی نام نہیں ہے تو پھر تم مجھے اغوا کیوں کر رہے ہو اور کہاں لے جا رہے ہو"...... سر سلطان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جلد ہی تمہیں اس کا جواب مل جائے گا"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو مجھے اغوا کرنے کا تمہارا مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔ تم نے میری سیکورٹی کا حصار توڑا ہے۔ بہت جلد میرے لئے سارے شہر کو سیلڈ کر دیا جائے گا۔ مجھے لے کر تمہیں یہاں سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جب تک شہر سیلڈ ہو گا تب تک میں تمہیں لے کر کہیں کا کہیں پہنچ جاؤں گا"...... ڈرائیور نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
اس سے پہلے کہ سر سلطان اس سے مزید کچھ پوچھتے اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ اگلی اور پچھلی سیٹوں کے درمیان شیشے کی ایک دیوار سے بنتی چلی گئی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ تم نے درمیان میں شیشے کی دیوار کیوں حائل کر دی ہے"...... سر سلطان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا لیکن اس بار ڈرائیور نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اسی لمحے سر سلطان نے سیٹوں کے نیچے سے دھواں سا نکلتے دیکھا۔ دھواں دیکھ کر وہ اور زیادہ بوکھلا گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے انہیں دھواں سانس کے ساتھ اپنے پھیپھڑوں میں بھرتا ہوا محسوس ہوا اور دوسرے لمحے انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان کا دماغ یکلخت سن ہو گیا ہو۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آ گیا تھا۔ انہوں نے سر جھٹک کر اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ دوسرے لمحے وہ سیٹ پر گر گئے اور تاریکی ان کے دماغ پر پھیلتی چلی گئی۔

فور سٹارز کی کار راسٹن کلب کے احاطے میں داخل ہوئی اور کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے چوہان نے کار روک دی۔

''تم اندر چلو۔ میں کار پارک کر کے آتا ہوں''...... چوہان نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدیقی اور پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے خاور اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلائے اور دروازے کھول کر باہر نکل گئے۔ ان تینوں کے باہر نکلتے ہی چوہان کار پارکنگ کی طرف لے گیا۔

صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے میک اپ کر رکھے تھے اور وہ مقامی بدمعاش دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے چہروں پر وحشت اور سفاکی کے تاثرات واضح دکھائی دے رہے تھے۔ وہ تینوں باہر رک گئے اور چوہان کا انتظار کرنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں چوہان کار پارک کر کے آ گیا۔

''آؤ''...... صدیقی نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر

ہلائے اور مین ڈور کی طرف بڑھ گئے۔ مین ڈور پر ایک باوردی مسلح دربان کھڑا تھا۔ وہ شکل و صورت سے ہی چھٹا ہوا بدمعاش دکھائی دے رہا تھا۔ وہ چاروں اس کے پاس سے گزرتے ہوئے ہال میں داخل ہو گئے۔ سامنے ایک بڑا سا کاؤنٹر بنا ہوا تھا جہاں ایک کاؤنٹر مین موجود تھا۔ کاؤنٹر کے پاس ایک لمبا تڑنگا اور ٹھوس جسم کا مالک غنڈہ موجود تھا جو کاؤنٹر پر کہنی ٹکائے بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا۔

''یہی کروفن ہے۔ چوہان نے نہایت آہستہ آواز میں کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہیلو کروفن''...... صدیقی نے آگے بڑھ کر غنڈے سے مخاطب ہو کر کہا تو غنڈہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کون ہو تم''...... کروفن نے ان کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ساتھ ہی وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔

''خدائی فوجدار''...... صدیقی نے کہا۔

''خدائی فوجدار۔ کیا مطلب''...... کروفن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ہمارے ساتھ چلو پھر ہم تمہیں خدائی فوجدار کا مطلب بھی سمجھا دیں گے''...... نعمانی نے کہا۔

''تمہارے ساتھ چلوں۔ کیا مطلب۔ کہاں لے جانا چاہتے ہو تم مجھے''...... کروفن نے غرا کر کہا۔

"جہاں بھی لے جائیں گے وہاں ہم نے تمہاری خدمت کا پورا انتظام کر رکھا ہے۔ چلو تم"...... خاور نے کہا۔

"کیسا انتظام"...... کروفن نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے اور اس کی آنکھوں میں وحشت اور درندگی جھلکنے لگی تھی۔

"یہ تمہیں ہمارے ساتھ چل کر پتہ چلے گا"...... چوہان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"دفع ہو جاؤ۔ میں اجنبی ہونے کی وجہ سے تمہارا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ میں آنتیں باہر نکال دیتا"...... اس نے چیختے ہوئے کہا۔

"کس کی اپنی آنتیں"...... چوہان نے تمسخرانہ لہجے میں کہا تو کروفن کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا۔ ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی اب چونک چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ ان کی باتیں سن کر پورے ہال میں سکوت مرگ طاری ہو گیا تھا۔ چند نظروں میں فور سٹارز کے لئے ہمدردی تھی کیونکہ ان کے خیال میں اب کروفن کے ہاتھوں ان کی موت یقینی تھی۔ کروفن کو غصہ دلانے والا کبھی زندہ نہیں رہ سکا تھا اور ظاہر ہے چوہان کی بات سن کر کروفن کے دماغ میں چھپکلی سوار ہو گئی تھی۔ وہ اچھل کر ان کے قریب آ گیا اور ان کی طرف سرخ سرخ آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

"تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اس چوہے سے خود ہی نپٹ لوں گا"۔ چوہان نے کروفن کی آنکھوں سے نظریں ہٹائے بغیر اپنے ساتھیوں

سے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

"تم نے مجھے۔ کروفن کو چوہا کہا۔ تمہاری یہ جرأت"...... کروفن نے یکلخت غصے سے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے ابھی میری جرأت دیکھی ہی کہاں ہے بلیکی۔ میری جرأت دیکھو گے تو تمہاری پتلون گیلی ہو جائے گی"...... چوہان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر کروفن ایک لمحے کے لئے چونکا پھر اس کا چہرہ اور زیادہ سخت اور کرخت ہوتا چلا گیا۔ اس بار اس نے کچھ کہنے کی بجائے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بڑا سا شکاری چاقو نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ دوسرے لمحے ہال چاقو کھلنے کی کڑکڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ وہ انتہائی غضبناک نظروں سے چوہان کو گھور رہا تھا اور ساتھ ہی وہ چاقو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں بدلنے لگا۔ اس کی نظریں چوہان پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے ہاتھوں میں چاقو تیزی سے ادھر ادھر ہو رہا تھا جس سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ چاقو زنی میں انتہائی مہارت رکھتا ہے۔

چوہان محتاط ہو گیا۔ اچانک ایک برق سی کوندی اور کروفن چاقو لے کر ٹائیگر پر انتہائی برق رفتاری سے جھپٹ پڑا۔ اس نے اچھل کر چاقو سمیت چوہان پر حملہ کرنا چاہا لیکن چوہان چونکہ پہلے سے ہی تیار تھا اس لئے جیسے ہی کروفن اس پر حملہ آور ہوا چوہان نے چھلانگ لگائی اور وہ لمبے تڑنگے اور گوشت کے پہاڑ کروفن کے اوپر

سے گزرتا چلا گیا اور قلابازی کھاتا ہوا اس کے عقب میں پہنچ گیا۔

کروفن جو اپنی جھونک میں آگے بڑھ گیا تھا اس سے پہلے کہ وہ خود کو سنبھالتا اس کے پیچھے موجود چوہان نے پوری قوت سے اس کی پشت پر لات جما دی۔ کروفن کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر سامنے والی میزوں سے ٹکراتا ہوا فرش پر جا گرا۔ ہال میں موجود افراد فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور ہال میں موجود ویٹروں نے لوگوں کے اٹھتے ہی تیزی سے میزیں اور کرسیاں سمیٹنی شروع کر دیں جیسے وہ کروفن کے لڑنے کے لئے وہاں جگہ بنا رہے ہوں۔

کروفن فرش سے اٹھا تو اس کا چہرہ غصے سے مزید سیاہ ہو گیا تھا اور آنکھیں انگاروں کی مانند دہک رہی تھیں۔ اٹھتے ہی وہ چوہان کو گھورتا ہوا چاقو دائیں بائیں لہرانے لگا اور ایک بار پھر چوہان کی طرف بڑھا۔ جب چند قدم کا فاصلہ رہ گیا تو اس کے ہاتھوں میں چاقو بدلنے کی رفتار میں تیزی آ گئی۔ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں چاقو اس کے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پہنچ جاتا تھا اور یہ رفتار اس قدر تیز تھی کہ چاقو پر نظر رکھنی مشکل ہو رہی تھی۔ یہ چاقو زنی کا مخصوص اور انتہائی خطرناک ترین داؤ تھا۔ مقابل اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ حملہ آور کس ہاتھ سے اس پر چاقو سے وار کرے گا۔

چوہان کی نظریں اس کے ہاتھوں پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی ذرا سی غلطی اس کی موت کا باعث بن سکتی ہے۔

کروفن نے اچھل کر اچانک حملہ کر دیا۔ انتہائی برق رفتار سے اس کا چاقو والا ہاتھ چوہان کے سینے کی طرف بڑھا۔ چوہان نے بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف خود کو اس کے چاقو سے بچایا بلکہ اس کا ایک ہاتھ کروفن کے چاقو والے ہاتھ پر پڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا بازو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ کروفن کے پیر اکھڑ گئے اور وہ چوہان کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا اور اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

''مینڈکوں کی طرح اچھی اچھل کود کر لیتے ہو''...... چوہان نے کروفن کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے اور انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کے جملے نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا کروفن چیختا ہوا اٹھا اور اس نے پوری قوت سے چوہان پر چھلانگ لگا دی۔ وہ چوہان کے قریب آیا اور اس نے چوہان کے منہ پر مکا مارنا چاہا لیکن چوہان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کروفن نے دوسرا ہاتھ چلانا چاہا لیکن چوہان نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ دوسرے لمحے چوہان کا سر تیزی سے آگے بڑھا اور ہال کروفن کی انتہائی تیز اور دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹا اور فرش پر گر کر بری طرح سے تڑپنے لگا۔ چوہان نے اس کی ناک پر سر کی زور دار ٹکر مار دی تھی جس سے کروفن کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور اس کی ٹوٹی ہوئی ناک سے خون بہہ نکلا تھا۔ اس سے پہلے کہ کروفن اٹھ کر دوبارہ چوہان پر حملہ کرتا چوہان اچھل کر اس کے

قریب آ گیا اور پھر ہال کروفن کی انتہائی تیز اور دردناک چیخوں سے گونجتا چلا گیا۔ چوہان کی ٹانگیں مشین کی طرح اس پر چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ کروفن اس کی ٹانگوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن چوہان کی ٹانگیں روکنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ کچھ ہی دیر میں کروفن چیں بول گیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

کروفن کو بے ہوش ہوتا دیکھ کر ہال میں موجود غنڈوں میں جیسے سکوت سا طاری ہو گیا تھا وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چوہان کی طرف دیکھ رہے تھے جو کروفن کے مقابلے میں آدھا بھی نہیں تھا لیکن اس نے انتہائی دلیری اور پھرتی سے کروفن کا مقابلہ کیا تھا اور اسے زمین چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا اور اس پر اتنی ٹھوکریں برسائی تھیں کہ وہ بے چارہ اپنا دفاع بھی نہ کر سکا تھا اور بے ہوش ہو گیا تھا۔

”کوئی اور ہے جو میرا مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتا ہے“۔ کروفن کو بے ہوش ہوتا دیکھ کر چوہان نے ہال میں نظر دوڑاتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک دوسرے کی شکل دیکھنا شروع ہو گئے۔

”تم کون ہو اور تم نے کروفن کو اس قدر بے دردی سے کیوں مارا ہے“...... ایک ویٹر نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

”ہمارا تعلق۔ ماسٹر گروپ سے ہے۔ کروفن ہمارا قرض دار ہے۔ ہمارے بار بار رقم مانگنے کے باوجود یہ ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا۔ آج اس کی مہلت کا آخری دن تھا لیکن اس نے نہ تو رقم لوٹائی تھی اور نہ ماسٹر سے رابطہ کیا تھا۔ اس لئے ماسٹر نے ہم

چاروں کو اسے یہاں سے اٹھا لانے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ چونکہ ماسٹر کا مجرم ہے اس لئے ہم اسے یہاں سے اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ اگر تم میں سے کسی نے بھی ہمیں روکنے کی کوشش کی تو اس کا انجام اس سے بھی برا ہو گا“...... چوہان نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ سب ایک بار پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیا تم کچھ دیر کے لئے رک سکتے ہو۔ ہمارے کلب کا مالک راسٹن ہے۔ وہ کسی کام سے باہر گیا ہوا ہے۔ وہ آ جائے تو تم اسے بتا کر کروفن کو جہاں مرضی لے جانا تب تک اسے یہیں چھوڑ دو“......ایک بدمعاش نے کہا۔

”نہیں۔ ہم وقت ضائع کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ ہم اسے لے جانے کے لئے آئے تھے اور لے جا رہے ہیں۔ تم راسٹن کو بتا دینا کہ کروفن کو ماسٹر کلب کے فائٹرز اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ اگر اسے کروفن سے ہمدردی ہوئی تو وہ خود ہی ہمارے ماسٹر سے بات کر لے گا“...... چوہان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر کروفن کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ صدیقی، نعمانی اور خاور نے حفظ ماتقدم کے طور پر پہلے سے ہی مشین پسٹلز نکال کر ہاتھوں میں لے لئے تھے تا کہ اگر ان میں سے کوئی کروفن اور چوہان کی لڑائی میں مداخلت کرنے کی کوشش کرے تو وہ اسے ایسا کرنے سے روک سکیں۔ چوہان کو کروفن جیسے طاقتور اور ماسٹر فائٹر سے لڑ کر اسے بے

بس کرتے دیکھ کر وہاں موجود کسی شخص کو اتنی جرأت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ انہیں کروفن کو وہاں سے لے جانے سے روک سکے۔ اس لئے سب خاموش تھے اور چوہان کروفن کو لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

کچھ ہی دیر میں وہ کروفن کو لئے فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کی طرف اُڑے جا رہے تھے۔ صدیقی نے عمران کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کروفن کو فوری طور پر یہاں سے اٹھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے کروفن کے سیل فون کا ڈیٹا حاصل کر لیا تھا لیکن اس ڈیٹا میں ان کمنگ اور آؤٹ گوئنگ کالز کی اس قدر بھرمار تھی کہ ایک ایک نمبر سے اس بات کا پتہ لگانا انتہائی وقت طلب کام تھا کہ ان میں سے کون سا نمبر جم براؤن کا ہو سکتا ہے۔ اس لئے عمران کے حکم پر صدیقی نے راسٹن کلب جا کر بلیکی عرف کروفن کو ہی اٹھا لانے کا فیصلہ کیا تھا۔

چوہان نے اس بات کا پتہ چلا لیا تھا کہ بلیکی اس وقت راسٹن کلب میں ہی موجود ہے اور اسے کلب سے بے شمار مسلح غنڈوں اور بدمعاشوں کے درمیان سے دن دہاڑے اٹھا لانا مشکل ثابت ہو سکتا تھا اس لئے وہ چاروں ہی کلب میں پہنچتے تھے تاکہ مشکل سچوئیشن میں بھی وہ ان غنڈوں اور بدمعاشوں کے درمیان سے بلیکی کو زندہ اٹھا سکیں اور انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ چوہان کی مخصوص فائٹنگ اور ان چاروں کے خوفناک انداز نے وہاں موجود غنڈوں

اور بدمعاشوں پر ایسی دہشت طاری کر دی تھی کہ ان میں سے کسی کو بھی ان کے پیچھے آنے کی ہمت نہ ہوئی تھی اور وہ ایک طاقتور اور خوفناک غنڈے کو وہاں سے اٹھا لائے تھے اور اب وہ اسے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جا کر اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے تھے تاکہ اس سے جم براؤن کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔

ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اسی لمحے صدیقی کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدیقی نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔

''چیف کی کال ہے''...... اس نے سکرین پر ڈسپلے دیکھتے ہوئے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صدیقی نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''صدیقی بول رہا ہوں چیف''...... صدیقی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہاں ہو تم''...... چیف نے پوچھا۔

''میں فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں چیف۔ ہم چاروں نے عمران صاحب کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے راسٹن کلب گئے تھے اور وہاں سے بلیکی نامی ایک بدمعاش کو اٹھا کر لائے ہیں جو جم براؤن کے بارے میں جانتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بلیکی کو اپنے تینوں ساتھیوں پر چھوڑ دو۔ وہ خود ہی اس کا منہ کھلواتے رہیں گے۔ تم فوراً رانا ہاؤس پہنچ جاؤ۔ تھوڑی دیر بعد عمران بھی وہاں پہنچ جائے گا۔ اسے تم سے ایک اہم کام لینا

ہے''...... چیف نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... صدیقی نے بغیر کسی تردد کے کہا۔

''اپنے تینوں ساتھیوں سے بھی کہہ دو کہ وہ عمران کی کال کے لئے ہر وقت الرٹ رہیں۔ جب بھی عمران انہیں کال کرے وہ اس کے پاس پہنچ جائیں اور اس کی ہر ہدایات پر عمل کریں''...... چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... صدیقی نے اسی انداز میں کہا تو چیف نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور رابطہ ختم کر دیا۔

''کیا ہوا''...... صدیقی کو سیل فون آف کرتے دیکھ کر خاور نے پوچھا جو پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

''عمران صاحب کو میری ضرورت ہے۔ انہوں نے مجھے رانا ہاؤس بلایا ہے''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے تو ہماری عمران صاحب سے بات ہوئی تھی۔ اب اچانک انہیں تم سے کیا کام پڑ گیا ہے''...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تو ان کے پاس جا کر ہی پتہ چلے گا کہ انہیں مجھ سے کون سا کام آن پڑا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''تو اس بلیکی کا کیا کرنا ہے''...... نعمانی نے پوچھا۔

''تم اسے ہیڈ کوارٹر لے جاؤ اور اس کی زبان کھلواؤ۔ دیکھو یہ کیا بتاتا ہے۔ اس سے جو بھی معلومات ملیں چیف کو آگاہ کر دینا۔

اور چیف نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم تینوں تیار رہنا، عمران صاحب ضرورت کے وقت تمہیں بھی بلا سکتے ہیں۔ ہمیں ان کی ہدایات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے''...... صدیقی نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صدیقی کے کہنے پر چوہان نے کار سائیڈ پر روک دی۔ صدیقی کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس کے کار سے باہر نکلتے ہی چوہان نے کار آگے بڑھا دی اور صدیقی سڑک کی سائیڈ پر کھڑی ایک ٹیکسی کی طرف بڑھتا چلا گیا تا کہ وہ رانا ہاؤس پہنچ سکے۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں سوار رانا ہاؤس کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ رانا ہاؤس پہنچنے میں اسے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔ جب وہ رانا ہاؤس پہنچا تو وہاں جوزف اور جوانا موجود تھے۔ عمران ابھی تک وہاں نہیں پہنچا تھا۔ چیف نے چونکہ اسے عمران کی ہدایات ملنے تک وہیں رکنے کا حکم دیا تھا اس لئے صدیقی وہیں رک کر عمران کا انتظار کرنے لگا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ ایک گھنٹہ پھر دوسرا اور پھر تیسرا گھنٹہ بھی گزر گیا لیکن عمران وہاں نہ آیا۔

''چیف نے تو کہا تھا کہ عمران صاحب یہاں آنے والے ہیں لیکن اتنا وقت ہو گیا ہے۔ وہ ابھی تک یہاں پہنچے کیوں نہیں ہیں''...... صدیقی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے باس کہیں مصروف ہوں اور انہیں آنے میں دیر ہو رہی ہو''...... جوزف نے کہا جو اس کے قریب ہی ایک کرسی پر بیٹھا

ہوا تھا۔

''لیکن اتنی دیر۔ چیف نے تو مجھے فوری طور پر یہاں پہنچنے کی ہدایات دی تھیں''...... صدیقی نے کہا۔

''تو پھر آپ باس کو خود فون کر لو کہ وہ کہاں ہے اور یہاں کب آئے گا''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ اب یہی کرنا پڑے گا''...... صدیقی نے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور عمران کے نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کر کے اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی عمران کی آواز سنائی دی۔

''صدیقی بول رہا ہوں''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''کہاں ہو تم''...... عمران نے پوچھا۔

''میں رانا ہاؤس میں ہوں اور پچھلے تین گھنٹوں سے آپ کا منتظر ہوں''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... عمران کی سنجیدگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔ عمران کا سنجیدہ لہجہ سن کر صدیقی سمجھ گیا کہ معاملہ انتہائی گمبھیر ہے ورنہ عمران کا اس حد تک سنجیدہ ہونا ناممکن تھا۔ وہ تو مشکل سے مشکل اور پریشان کن حالات میں بھی ہنسنے ہنسانے سے باز نہیں آتا تھا۔

''اوکے''...... صدیقی نے جواب دیا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ دس

منٹ کے بعد گیٹ کے باہر عمران کی کار کا مخصوص ہارن سنائی دیا تو صدیقی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ جوزف اٹھا اور گیٹ کھولنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں عمران کی کار رانا ہاؤس میں داخل ہو رہی تھی۔ عمران نے کار پورچ میں روکی اور پھر کار سے نکل کر وہ تیز تیز چلتا ہوا صدیقی کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر بدستور چٹانوں جیسی ٹھوس سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

''ڈریسنگ روم میں چلو''...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران کے پیچھے چل پڑا۔ عمران اسے لے کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سیل فون کی گھنٹی بجی تو جم براؤن نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر رکھا ہوا سیل فون اٹھا لیا۔

''یس''...... جم براؤن نے بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

''سائفن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس سائفن۔ میں تمہاری کال کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بولو۔ کیا رپورٹ ہے''...... جم براؤن نے انتہائی بے چینی کے عالم میں کہا۔

''سپیشل ون کو اغوا کر لیا گیا ہے اور میں نے اسے بلیک ہاؤس میں پہنچا دیا ہے''...... دوسری طرف سے سائفن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جم براؤن کی آنکھوں میں یکلخت بے پناہ چمک ابھر آئی۔

''گڈ شو۔ اسے اغوا کرنے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی''۔ جم

براؤن نے کہا۔

''نو باس۔ میں اس کام میں ماہر ہوں۔ سپیشل ون کو اغوا کرنے کے لئے میں نے باقاعدہ اس کے خلاف جال پھیلایا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ میرے پھیلائے ہوئے جال سے نہیں بچ سکے گا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ آسانی سے میرے جال میں آ گیا تھا اور مجھے اسے اغوا کرنے مین کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی''...... سائفن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ اب تم کہاں ہو''...... جم براؤن نے پوچھا۔

''میں بلیک ہاؤس میں ہی موجود ہوں''...... سائفن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں تھوڑی دیر میں وہاں پہنچ رہا ہوں''...... جم براؤن نے کہا۔

''او کے۔ اور باس میں نے اپنا ایک آدمی آپ کے پاس باہر بھیج دیا ہے۔ وہ ہوٹل کے باہر کار میں آپ کا منتظر ہو گا۔ ڈرائیور کا نام کاسٹن ہے۔ میں آپ کو کار کا نمبر اور ماڈل بتا دیتا ہوں۔ آپ اس کار میں آئیں گے تو ڈرائیور آپ کو لے کر سیدھا بلیک ہاؤس پہنچ جائے گا''...... سائفن نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اپنا سامان سمیٹ کر ابھی یہ روم چھوڑ رہا ہوں''...... جم براؤن نے کہا۔

''یس باس''...... سائفن نے کہا تو جم براؤن نے اسے چند مزید ہدایات دینے کے بعد رابطہ ختم کر دیا۔

"اب لطف آئے گا اس گیم کا"...... جم براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سیل فون پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"جم براؤن بول رہا ہوں"...... جم براؤن نے اس بار انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ میں سٹانگر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں تمہیں ایک پتہ بتا رہا ہوں۔ تم فوراً وہاں پہنچ جاؤ تاکہ ہم اپنا کام شروع کر سکیں"...... جم براؤن نے کہا۔

"او کے۔ بتاؤ پتہ"...... سٹانگر نے کہا تو جم براؤن نے اسے ایک ایڈریس نوٹ کرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے تک وہاں پہنچ جاؤں گا"۔ سٹانگر نے پتہ نوٹ کرنے کے بعد کہا۔

"اپنا سارا سامان لیتے آنا اور وہاں ایسا کوئی نشان نہ چھوڑنا جو بعد میں تمہارے لئے کسی پریشانی کا باعث بنے"...... جم براؤن نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں پہلے سے ہی محتاط ہوں"...... سٹانگر نے کہا۔

"گڈ شو۔ اب جلد سے جلد وہاں سے نکلو اور بلیک ہاؤس پہنچ

جاؤ"...... جم براؤن نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے تیزی سے اپنا سارا سامان سمیٹ کر ایک چمڑے کے تھیلے میں ڈالا اور پھر وہ تھیلا کاندھے سے لٹکا کر کمرے پر طائرانہ نظریں ڈال کر مطمئن انداز میں سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر وہ لفٹ سے ہوتا ہوا ہوٹل کے مین ہال میں آ گیا۔ ہال میں آ کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا اور پھر وہ کاؤنٹر مین سے اپنے روم کا کلیئرنس کرانے لگا۔ کلیئرنس کراتے ہی وہ اطمینان بھرے انداز میں مین ڈور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل کے گیٹ کے سامنے سیاہ رنگ کی ایک جدید ماڈل کی کار کھڑی تھی جس میں ایک نوجوان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کار سڑک کے دوسرے کنارے پر موجود تھی۔ جم براؤن نے سڑک کراس کی اور کار کا نمبر دیکھنے لگا۔ کار کا نمبر وہی تھا جو اسے سائفن نے بتایا تھا۔

"کاسٹن"...... جم براؤن نے کار کے پاس جا کر کار میں بیٹھے ہوئے نوجوان کی طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس پلیز"...... ڈرائیور نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا تو جم براؤن نے کاندھے سے تھیلا اتار کر سیٹ پر پھینکا اور پھر وہ خود بھی اسی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے دروازہ بند

کیا اور واپس اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے وہاں سے آگے بڑھاتا لے گیا۔ راستے میں جم براؤن نے ڈرائیور سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ ڈرائیور کار سبک رفتاری سے مختلف راستوں پر دوڑاتا لے جا رہا تھا اور پھر اس نے کار ایک نئی تعمیر ہونے والی جدید کالونی کی طرف موڑ دی۔ مختلف سڑکوں اور راستوں سے ہوتا ہوا وہ کار ایک بڑی اور جدید طرز کی بنی ہوئی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے لے آیا۔ گیٹ سیاہ رنگ کا تھا اور اس کی دیواروں پر بھی سیاہ پینٹ کیا گیا تھا۔ ڈرائیور نے کار گیٹ کے پاس روک کر تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو اندر سے گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھول کر اسے دیکھا گیا پھر چند لمحوں کے بعد گیٹ کھل گیا۔ گیٹ کھلتے ہی ڈرائیور کار اندر لے گیا اور پورچ میں لے جا کر روک دی۔

رہائش گاہ کے اندر چند بدمعاش ٹائپ افراد مشین گنیں ہاتھوں میں لئے مستعد کھڑے تھے۔ سامنے ایک چھوٹا سا چبوترا بنا ہوا تھا جہاں ایک ادھیڑ عمر مگر انتہائی تنومند آدمی جو شکل و صورت سے ہی چھٹا ہوا بدمعاش دکھائی دے رہا تھا تیزی سے نیچے آیا اور کار کی طرف بڑھا۔ جم براؤن نے کار کا دروازہ کھولا تو وہ آدمی اس کے قریب آ گیا۔

”میرا نام البرٹ ہے جناب اور میں سائفن کا نمبر ٹو ہوں“...... اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں جم براؤن ہوں“...... جم براؤن نے کہا۔

”آئیں۔ باس آپ کے ہی منتظر ہیں“...... البرٹ نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جم براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کاسٹن۔ صاحب کا سامان گاڑی سے نکال کر ان کے کمرے میں پہنچا دو“...... البرٹ نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر“...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور البرٹ، جم براؤن کو لے کر رہائشی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ جم براؤن کو لے کر ایک کمرے میں آیا جہاں سائیڈ کی ایک دیوار میں چھوٹا سا دروازہ کھلا ہوا تھا اور سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”آئیں“...... البرٹ نے سیڑھیوں والے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جم براؤن اس کے ساتھ ہو لیا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک تہہ خانے میں آئے۔ تہہ خانے کے دو حصے تھے۔ سائیڈ کا دروازہ بند تھا جبکہ سامنے ایک کمرہ تھا۔ البرٹ کمرے کے دروازے کے پاس آیا اور رک گیا۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے پر انگلی کے ہک سے دستک دی۔

”یس“...... اندر سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

”جم براؤن آ گئے ہیں باس“...... البرٹ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اندر بھیج دو“...... اندر سے آواز آئی تو البرٹ نے ہینڈل گھما

کر دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر ایک لمبا تڑنگا اور کسرتی جسم کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی جم براؤن اندر داخل ہو گیا۔ اسے اندر آتے دیکھ کر میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر فوراً اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آئیں باس۔ میں آپ کا ہی منتظر تھا"...... اس آدمی نے میز کے پیچھے سے نکل کر جم براؤن سے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"اچھا خاصا سیٹ اپ بنا رکھا ہے تم نے یہاں سائفن"...... جم براؤن نے اس کا خوبصورت انداز میں سجا ہوا آفس دیکھتے ہوئے تعریفی لہجے میں کہا۔

"یہ میرا عارضی آفس ہے باس۔ اصل آفس سافٹ کلب میں ہے۔ جب آپ میرا وہ آفس دیکھیں گے تو آپ کی طبیعت خوش ہو جائے گی"...... سائفن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی دیکھ لوں گا لیکن مشن مکمل ہونے کے بعد"...... جم براؤن نے کہا تو سائفن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

لیس باس"...... سائفن نے اسی طرح انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اب میرے سارے مشن کا انحصار تم پر ہے سائفن۔ یہاں موجود ہمارے بہت سے فارن ایجنٹس ختم ہو چکے ہیں جن میں

مینڈاگا اور ہارتھ بھی شامل تھے۔ ان دونوں کی ہلاکت کے بعد چیف نے مجھے ایک ریزرو ایجنٹ کا بتایا تھا جس کا نام بلیکی تھا۔ بلیکی، راسٹن کلب میں کام کرتا تھا۔ میرا اس سے رابطہ ہوا تھا اور میں نے اسے فوری طور پر اپنے لئے ایک الگ رہائش گاہ تلاش کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ اس کا بندوبست کر رہا تھا لیکن راسٹن کلب میں نجانے کہاں سے چار بدمعاش پہنچ گئے۔ انہوں نے بلیکی کو للکارا تو بلیکی ان کے مقابلے پر آ گیا اور پھر ان میں سے ایک شخص کے ساتھ بلیکی کا مقابلہ ہوا لیکن اس کے مقابلے میں بلیکی ہار گیا اور اس شخص نے بلیکی کو بے ہوش کر دیا۔ اس کے بعد ان چار افراد میں سے ایک نے کہا کہ ان کا تعلق ماسٹر گروپ سے ہے اور بلیکی ان کا مقروض ہے اس لئے وہ اسے اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں۔ چونکہ وہاں موجود تمام افراد نے انہیں بلیکی کو شکست دیتے دیکھ لیا تھا اور پھر ان کے ہاتھوں میں جدید اسلحہ تھا اس لئے ان میں سے کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ انہیں بلیکی کو ساتھ لے جانے سے روک سکیں۔ وہ چاروں بلیکی کو بے ہوشی کی ہی حالت میں اٹھا کر لے گئے تھے اس کے بعد بلیکی کا کچھ پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ مجھے جب بلیکی کے غائب ہونے کی خبر ملی تو میں سمجھ گیا کہ ان افراد کا تعلق کسی ماسٹر گروپ سے نہیں ہے بلکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد تھے جو بلیکی کو لے گئے تھے۔ وہ چونکہ بلیکی کے ذریعے مجھ تک پہنچ سکتے تھے اس لئے میں نے اپنا

سیل فون اور نمبر بدل لیا۔ میرے لئے پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ ایک کے بعد ایک ایجنٹ ہلاک ہو رہا تھا۔ میں چونکہ یہاں پہلی بار آیا ہوں اس لئے مجھے اپنے ساتھ کام کرنے کے لئے کچھ افراد کی اشد ضرورت تھی۔ مجھے چیف سے ایک بار پھر رابطہ کرنا پڑا اور اس بار چیف نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تھا۔ تم ایکریمیا میں ایک دو بار پہلے بھی میرے ساتھ کام کر چکے ہو۔ تم میرا مزاج جانتے ہو اور میں تمہارے کام کرنے کے انداز سے واقف ہوں اس لئے دیر سے ہی سہی لیکن چیف کے ذریعے میں تم جیسے منجھے ہوئے اور ذہین ایجنٹ کے پاس پہنچ گیا ہوں جو میرے مشن کے لئے بہترین معاون ثابت ہو سکتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں اب تمہاری مدد سے اپنا مشن ضرور پورا کر لوں گا''...... جم براؤن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیس باس۔ کیوں نہیں۔ چیف کو چاہئے تھا کہ وہ آپ کو میرے بارے میں پہلے ہی بتا دیتے تو اب تک آپ اپنا مشن مکمل کر چکے ہوتے''...... سائفن نے کہا۔

''ہو سکتا ہے بلیکی کی طرح چیف نے تمہیں بھی میرے لئے ریزرو رکھا ہوا ہو''...... جم براؤن نے کہا۔

''لیس باس۔ ایسا ہی لگ رہا ہے''...... سائفن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کئی

پاکیشیائی ایجنسیاں ڈینجر فائیو کو تلاش کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ ڈینجر فائیو کے چار رکن ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک ہوٹل سنگرام میں ہلاک کیا گیا ہے اور باقی تین کی لاشیں جن میں ڈی ون، ڈی ٹو اور ڈی فور کی لاشیں کلاسک ہوٹل کے کمرہ نمبر ایک سو دس میں پائی گئی ہیں۔ ان کے چہروں سے میک اپ بھی صاف کر دیا گیا تھا جس سے ان کی شناخت ہو گئی تھی کہ ان کا تعلق ڈینجر فائیو سے تھا۔ سنگرام ہوٹل میں ہلاک ہونے والا ڈی تھری تھا جس نے کسی ایجنسی یا ایجنٹ کے سامنے اپنی زبان کھولنے کی بجائے اپنے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کر لی تھی۔ ڈی ون، ڈی ٹو اور ڈی فور کے دانتوں سے زہریلے کیپسول نکال لئے گئے تھے اور ڈی ون پر شدید تشدد کیا گیا تھا اور پھر بعد میں ان تینوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بہرحال اب ڈینجر فائیو کا ایک ہی رکن زندہ ہے جو ڈی فائیو سٹانگر ہے۔ میں نے اسے ٹریس کر لیا تھا۔ اس کی جان چونکہ خطرے میں تھی اور وہ پاکیشیائی ایجنسیوں سے چھپتا پھر رہا تھا اس لئے وہ میک اپ اور اپنی کمین گاہیں بار بار بدل رہا تھا۔ پاکیشیا کی سیکورٹی بے حد ٹائٹ کر دی گئی ہے اس لئے ڈینجر فائیو کو اپنی مخصوص کارروائیاں کرنے کا کوئی موقع نہیں مل سکا تھا۔ تمہارے ذریعے میں نے اسے ٹریس کرایا تھا۔ وہ اب چونکہ اکیلا رہ گیا ہے اور پاکیشیا کی سیکورٹی ٹائٹ ہونے کی وجہ سے وہ یہاں اکیلا مزید کارروائیاں نہیں کر سکتا اس

لئے میں نے اسے کال کر کے یہیں بلا لیا ہے تا کہ میرے مشن میں وہ میری معاونت کر سکے۔ تم اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ وہ جب یہاں آئے تو اسے مجھ تک پہنچا دیا جائے''...... جم براؤن نے اسی طرح رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے دیتا ہوں۔ ڈی فائیو جیسے ہی یہاں آئے گا میں اس کے بارے میں آپ کو بتا دوں گا''...... سائفن نے کہا۔

''اور سپیشل مین کہاں ہے۔ جسے تم نے اغوا کیا ہے''...... جم براؤن نے پوچھا۔

''وہ یہیں موجود ہے۔ میں نے اسے ایک کمرے میں راڈز والی کرسی سے جکڑ کر ڈی ناکلون انجکشن لگا دیا ہے تا کہ وہ آپ کے آنے تک مسلسل بے ہوش رہے''...... سائفن نے کہا۔

''ڈی ناکلون انجکشن۔ گڈ شو۔ یہ تم نے اچھا کیا ہے۔ نشے والے اس انجکشن سے اس کا دماغ لاشعوری کیفیت میں رہے گا اور میں اسے آسانی سے ٹرانس میں لے کر اس سے ہر بات اگلوا لوں گا۔ آؤ میں یہ کام ابھی اور اسی وقت کرنا چاہتا ہوں''...... جم براؤن نے کہا۔

''یس باس''...... سائفن نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی جم براؤن بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے نکل آئے۔ سائفن، جم براؤن کو لے کر تہہ خانے کے دوسرے حصے میں آ گیا۔ اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور وہ دونوں اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرہ خاصا بڑا تھا اور ہر قسم کے سامان سے عاری تھی۔ سامنے ایک راڈز والی کرسی پڑی تھی جس پر ایک ادھیڑ عمر آدمی راڈز میں جکڑا ہوا تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔

''تو یہ ہے وہ''...... جم براؤن نے بندھے ہوئے شخص کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... سائفن نے جواب دیا۔

''اسے ڈی ناکلون انجکشن لگے کتنی دیر ہو چکی ہے''...... جم براؤن نے پوچھا۔

''دو گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو گیا ہے باس''...... سائفن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ ڈی کلون کا اثر پانچ گھنٹوں تک برقرار رہتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ میں ابھی اس سے بات کر سکتا ہوں اور اس کا مائنڈ ٹرانس میں لے کر اس سے سب کچھ اگلوا سکتا ہوں''...... جم براؤن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ دو گھنٹوں میں ڈی ناکلون اس کے دماغ میں رچ بس گیا ہو گا۔ اس دوران اگر اسے وائیفان انجکشن لگا دیا جائے تو اسے ہوش آ جائے گا۔ ہوش میں آنے کے باوجود اس کا دماغ لاشعوری کی کیفیت میں مبتلا رہے گا۔ لاشعور کی کیفیت میں یہ

آسانی سے ہر بات کا جواب دے سکتا ہے اور اسی حالت میں آپ اسے اپنی ٹرانس میں بھی لے سکتے ہیں''...... سائفن نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ تم ایک کرسی لا کر اس کے سامنے رکھ دو اور اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ میں اس سے بات چیت کر سکوں''۔ جم براؤن نے کہا تو سائفن نے اثبات میں سر ہلایا اور جم براؤن کے لئے کرسی لینے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کرسی لے کر واپس آ گیا۔ اس دوران جم براؤن ادھیڑ عمر آدمی کے قریب آ گیا تھا اور اس کے چہرے اور اس کے قد کاٹھ کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ سائفن نے کرسی لا کر بے ہوش آدمی کے سامنے رکھ دی۔ جم براؤن چند لمحے ادھیڑ عمر کو دیکھتا رہا پھر وہ سائفن کی لائی ہوئی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

''وائیفان انجکشن لائے ہو''...... جم براؤن نے کہا۔

''یس باس''...... سائفن نے جواب دیا اور اس نے جیب سے ایک سرنج نکالی جس میں ہلکے زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ سرنج کی سوئی پر کیپ لگی ہوئی تھی۔ اس نے کیپ اتار کر ایک طرف پھینکی اور پھر اس نے دوسرے ہاتھ سے ادھیڑ عمر آدمی کا سر اوپر اٹھایا اور انگلیوں کی مدد سے ادھیڑ عمر آدمی کی گردن کی مخصوص رگ تلاش کرنے لگا۔ جیسے ہی اسے مطلوبہ رگ ملی اس نے سوئی اس رگ میں پیوست کر دی اور پھر اس نے سرنج کا محلول آہستہ آہستہ اس کی گردن میں انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔ جب سارا محلول ادھیڑ

عمر آدمی کی گردن میں انجیکٹ ہو گیا تو اس نے سوئی باہر کھینچی اور خالی سرنج ایک طرف اچھال دی۔

''اب اسے دو منٹ بعد ہوش آ جائے گا''...... سائفن نے کہا تو جم براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کے سیکرٹ کانفرنس روم میں اس وقت گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔ کانفرنس روم میں سات مسلم ممالک کے سربراہان موجود تھے۔ ان میں دو مسلم ممالک کے پریذیڈنٹ تھے جبکہ باقی پرائم منسٹرز تھے۔ ان کے ساتھ ان تمام سربراہان کے ترجمان اور چند مشیر بھی موجود تھے۔ وہ سب ہال میں ایک بڑی میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔

ہال کے دروازے بند تھے جن کے باہر مسلح سیکورٹی فورس موجود تھی۔ کانفرنس روم میں پاکیشیا کے پرائم منسٹر تشریف لا چکے تھے اب انہیں پریذیڈنٹ کا انتظار تھا جو اب سے کچھ ہی دیر میں وہاں پہنچنے والے تھے۔ کانفرنس کی سیکورٹی کو انتہائی فول پروف بنایا گیا تھا۔ تمام مسلم ممالک کے سربراہان جو انتہائی خفیہ طور پر پاکیشیا پہنچے تھے انہیں اسی طرح انتہائی خفیہ طور پر اس کانفرنس روم تک پہنچا دیا گیا تھا۔ ہال میں پاکیشیائی چیف سیکرٹریز بھی موجود تھے جن میں سر سلطان بھی شامل تھے۔ ان کے علاوہ ملک کی چیدہ چیدہ ہستیوں کو بھی وہاں بلایا گیا تھا جن میں چیف آف آرمی سٹاف، چیف جسٹس، فارن اور فنانس منسٹر اور ملک کے دوسرے بڑے اہم اداروں کے سربراہان بھی موجود تھے۔

اسی طرح دیگر ممالک سے آنے والے سربراہان بھی اپنے ساتھ چیف سیکرٹریز، فارن منسٹر اور فنانس منسٹرز بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ اس کانفرنس کا مقصد ان تمام مسلم ممالک کو متحد مسلم پاور قائم کرنا تھا اس لئے سر سلطان نے انہیں پریذیڈنٹ صاحب کے آنے سے پہلے ابتدائی بریفنگ دینی شروع کر دی تھی۔ تمام مسلم ممالک کو سپر پاورز کے چنگل سے نکلنے اور اپنی اکانومی کو بہتر بنانے کے لئے مسلم کرنسی رائج کرنے اور مسلم ممالک کو ایک مضبوط پاور بنانے اور غیر ملکی قوتوں جن میں یہودی لابی سرِ فہرست تھی پر مسلم پاور کی دھاک بٹھانے کا ایجنڈا تیار کیا گیا تھا اس کے لئے یہاں آنے والے مسلم ممالک کے سربراہان کی اتفاق رائے سے یہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ یہ اس سلسلے کی پہلی کانفرنس تھی۔ ایسی بہت سی کانفرنسز ہونی تھیں تاکہ دنیا کے تمام مسلم ممالک متحد ہو کر ایک پاور بن کر غیر مسلم اور سپر پاورز ممالک کے سامنے تن جائیں اور تمام مسلم ممالک اس قدر مستحکم اور پاورفل ہو جائیں کہ سپر پاورز بھی ان کی یکجہتی اور مسلم پاور کو توڑنے کی جسارت نہ کر سکیں۔ پاکیشیا میں ابھی سات ممالک کے سربراہان آئے تھے جنہیں مسلم پاور کے

ایجنڈے پر بریفنگ دی جا رہی تھی تاکہ وہ اس پر اپنی پارلیمنٹ اور سینٹ کے ممبران کو اعتماد میں لے سکیں اور اپنے قریبی اور ہمسایہ مسلم ممالک کو بھی اس ایجنڈے پر لانے کے لئے کام کر سکیں۔ پاکیشیا دنیا کے تمام مسلم ممالک کو یکجا کر کے مسلم پاور کی بنیاد رکھنا چاہتا تھا تاکہ ایکریمیا اور اس کے حواری ممالک کسی بھی مسلم ملک پر اپنی اجارہ داری قائم نہ کر سکے اور ایکریمیا کو مسلم ممالک پر حیلے بہانوں سے وار کرنے اور ان پر قبضہ کرنے کا موقع نہ مل سکے جس پر وہ عمل پیرا تھا اور اپنی پالیسی کے تحت کمزور مسلم ممالک پر حملے کے جواز پیدا کرتا تھا اور پھر نیٹو اور اپنے حواری ممالک کے ساتھ مل کر کسی مسلم ملک پر حملے کر دیتا تھا اور پھر اس پر قابض ہو جاتا تھا۔ اگر دنیا کے تمام مسلم ممالک اکٹھے ہو کر ایک پاور بن جاتے تو پھر ایکریمیا تو کیا دنیا کا کوئی بھی سپر پاور ملک مسلم پاور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

پاکیشیا میں ہونے والی مسلم پاور کی یہ فرسٹ کانفرنس تھی جسے سیکرٹ رکھا گیا تھا اور سر سلطان اپنی بریفنگ میں مسلم ممالک کے سربراہان کو اس بات کا بھی یقین دلانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے کہ آئندہ ہونے والی کانفرنسز کو بھی اسی طرح سیکرٹ رکھا جائے گا۔ جب تک دنیا کے تمام مسلم ممالک اتفاق رائے سے یہ فیصلہ نہیں کر لیتے کہ ان کی بقاء اور مفاد متحد ہو کر ایک طاقت بننے میں ہے اس وقت تک اسی طرح سیکرٹ کانفرنسز کا انعقاد کیا جاتا رہے گا

اور اس بات کو ہر ممکن طریقے سے یقینی بنایا جائے گا کہ ان کانفرنسز میں ہونے والی معمولی سی معمولی بات بھی لیک آؤٹ نہ ہو۔

سر سلطان اپنی بریفنگ مکمل کر کے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے تھے۔ مسلم ممالک کے سربراہان ایک دوسرے سے اور اپنے ساتھ آنے والے وفود سے سر سلطان کی دی ہوئی بریفنگ پر ڈسکس کرنا شروع ہو گئے تھے۔

سر سلطان کے ساتھ عمران بھی بیٹھا ہوا تھا جو بے حد سنجیدہ اور خاموش دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے اس کانفرنس کے حفاظتی انتظامات کو فول پروف بنانے کے لئے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی کانفرنس روم کے باہر سیکورٹی فورس میں شامل کر دیا تھا تاکہ کسی بھی خطرے کی صورت میں وہ بروقت اس کا تدارک کر سکیں۔ ان سب نے میک اپ کر رکھے تھے۔

دس منٹ کے بعد کانفرنس روم کا دروازہ کھلا اور پاکیشیائی پریذیڈنٹ داخل ہوئے۔ انہیں کانفرنس روم میں داخل ہوتے دیکھ کر وہاں موجود تمام افراد ان کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ پریذیڈنٹ صاحب کے ہونٹوں پر انتہائی دلفریب مسکراہٹ تھی اور وہ انتہائی باوقار انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

''تشریف رکھیں''...... کانفرنس روم میں پریذیڈنٹ صاحب کی باوقار آواز ابھری اور تمام افراد اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہو

گئے۔ ان سب کی نظریں پریذیڈنٹ پر جم گئیں۔

''سب سے پہلے میں سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس میں شریک ہونے والے تمام مسلم ممالک کے سربراہان اور ان کے ساتھ آنے والے تمام مندوبین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ہمارے مقصد کو سمجھا اور اسے قابل عمل بنانے کے لئے اس پر مزید بات چیت کو جاری رکھنے پر اتفاق کیا ہے۔ سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کو ہم نے ہر ممکن طریقے سے خفیہ رکھنے کی کوشش کی تھی اس لئے اس سلسلے میں ہم نے ایسا کوئی کام نہیں کیا تھا اور نہ ہی کوئی ایسی دستاویز تیار کی تھی جو دشمن ممالک کے ہاتھ لگ جاتی اور انہیں سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کا علم ہو جاتا اور اس کانفرنس میں ہونے والے مسلم کاز کا علم ہوتا۔ ہماری یہ کوشش بہت حد تک کامیاب رہی تھی۔ اس سلسلے میں سیکرٹری خارجہ سر سلطان کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے بھی بہت کام کیا تھا۔ اس کانفرنس کا انعقاد اور اس کانفرنس کی سیکورٹی کا تمام ذمہ سیکرٹری خارجہ کے سپرد کر دیا گیا تھا تاکہ یہ کانفرنس کے انعقاد کا فول پروف انتظام کر سکیں اور اس کانفرنس کو غیر ملکی ایجنٹوں سے مکمل طور پر خفیہ رکھ سکیں۔ یہ اس کوشش میں کہاں تک کامیاب رہے ہیں اس کے بارے میں یہ سب آپ کو خود بتائیں گے اس کے بعد ہم اصل ایجنڈے پر بات کریں گے جس کی بریفنگ آپ کو سیکرٹری خارجہ سر سلطان نے دی ہے''...... پریذیڈنٹ صاحب نے رکے بغیر

مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ مسلسل بولنے کے باوجود ان کا لہجہ انتہائی باوقار اور مدبرانہ تھا جسے کانفرنس ہال کے حاضرین انتہائی توجہ اور انہماکی سے سن رہے تھے۔ صدر مملکت کی بات سن کر سر سلطان اپنی جگہ پر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے پر انتہائی باوقار اور سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ چند لمحے حاضرین کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے گلا صاف کیا اور کہنے لگے۔

''سب سے پہلے میں یہاں آنے والے تمام حاضرین اور خاص طور پر مسلم ممالک کے سربراہان اور ان کے ساتھ آنے والے وفود کو سلام پیش کرتا ہوں اور اس کانفرنس میں شرکت کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں''...... سر سلطان نے کہا۔

''وعلیکم والسلام و رحمتہ اللہ وبرکاۃ''۔ عمران نے بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ سر سلطان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ سر سلطان سمیت وہاں موجود تمام حاضرین چونک چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

''ارے ارے۔ آپ حضرات میری طرف کیا دیکھ رہے ہیں۔ میں نے سر سلطان کے سلام کا جواب دیا ہے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ علی عمران صاحب ہیں جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی نمائندگی کرنے کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں''...... سر سلطان نے غیر ملکی صدور، وزرائے اعظم اور ان کے مندوبین سے

عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''صرف علی عمران نہیں۔ مجھ حقیر فقیر، بندہ پر تقصیر کو علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں''...... عمران نے اٹھ کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو قدرے خم دے کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر اطمینان سے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اس سے پہلے کہ میں جناب صدر مملکت کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے مسلم پاور کانفرنس کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کروں اور اس کی سیکورٹی کے حوالے سے آپ کو بریف کروں میں علی عمران صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر یہ ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیں تاکہ اس کے بعد باقاعدہ کانفرنس کی کارروائی شروع کی جا سکے''...... سر سلطان نے کہا تو سب کی نظریں عمران پر جم گئیں جو اطمینان سے کرسی پر بیٹھا چیونگم چبانے والے انداز میں منہ چلاتا ہوا سب کو ٹر ٹر گھور رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے سر سلطان کی بات سنی ہی نہ ہو۔

''جناب علی عمران صاحب''...... سر سلطان نے عمران سے ایک بار پھر مخاطب ہو کر کہا۔

''جی۔ آپ نے مجھ سے کچھ کہا''...... عمران نے چونک کر مخصوص انداز میں کہا۔

''میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں''...... سر سلطان نے اسے

تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''تو کریں۔ میں نے آپ کو گزارش کرنے سے کب روکا ہے''...... عمران نے منہ چلاتے ہوئے کہا تو سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''چیف ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں''...... سر سلطان نے کہا۔ ان کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے لیکن پروٹوکول کے تحت وہ عمران سے سخت لہجے میں بات نہیں کر سکتے تھے اس لئے وہ عمران کی طرف ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے کہہ رہے ہوں کہ 'عمران پلیز یہاں احمق پن مت کرو اور انسانیت کے جامے میں آ جاؤ'۔

''میں نے کیا کہنا ہے۔ میں تو یہاں محض تماشائی بن کر آیا ہوں''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر وہاں موجود تمام افراد بری طرح سے چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا یہاں کوئی تماشہ ہو رہا ہے جس کے لئے آپ یہاں تماشائی بن کر آئے ہیں''...... پرائم منسٹر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہو تو نہیں رہا لیکن وقت کا کوئی پتہ نہیں ہوتا جناب کہ کب کہاں اور کیسا تماشہ شروع ہو جائے اور چیف نے مجھے اسی لئے یہاں بھیجا ہے تاکہ اگر یہاں کوئی تماشہ ہو تو میں اسے بھی فون کر کے یہاں بلا لوں اور وہ میرے ساتھ بیٹھ کر تماشہ دیکھ سکیں''۔

عمران نے کہا تو وہاں موجود حاضرین کے چہرے بگڑ گئے۔

”یہ کیا مذاق ہے۔ کیا ہم سب یہاں تماشہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں“...... آران کے پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے جناب۔ عمران صاحب میں حس ظرافت بہت زیادہ ہے یہ ہر وقت ہنسی مذاق کی باتیں کرتے رہتے ہیں“...... صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر بھی انہیں سوچ سمجھ کر بولنا چاہئے۔ لفظ تماشہ اس اہم اور حساس کانفرنس کے لئے زیب نہیں دیتا ہے“...... بھاٹان کے صدر نے بھی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”تماشہ کے معنی انوکھی اور حیرت انگیز بات کے ہوتے ہیں جناب۔ یہ بات مسلم ممالک کے لئے ہی نہیں بلکہ غیر مسلم قوتوں کے لئے بھی انتہائی انوکھی اور حیرت انگیز بات ہوگی کہ دنیا کے تمام مسلم ممالک متحد ہو کر ایک مسلم پاور بن جائیں۔ مسلم پاور کے قیام کی بات غیر مسلموں اور خاص طور پر سپر پاورز پر بجلی بن کر گرے گی اور ان کا سکون ہمیشہ کے لئے غارت ہو جائے گا پھر ایکریمیا اور اس کے حواری ممالک جو آئے دن حیلے بہانوں سے مسلم ممالک پر فوج کشی اور قبضے کے خواب دیکھتے رہتے ہیں ان کے خواب چکنا چور ہو جائیں گے اور ان میں اتنی ہمت نہیں رہے گی کہ وہ کسی بھی مسلم ملک پر آراک، بہادرستان اور باشام کی طرح حملہ کر سکیں اور ان ممالک پر قابض ہونے کا خواب دیکھ سکیں“...... عمران نے کہا۔

”تو اس طرح بات کریں نا۔ آپ نے اس کانفرنس کو تماشہ کہہ کر ہم سب کے دل مجروح کرنے کی کوشش کی تھی جو سبھی کو گراں گزری تھی“...... آراک کے صدر نے کہا۔

”میں اب بھی اپنی اس بات پر قائم ہوں جناب“...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ اب بھی اس کانفرنس کو تماشے سے منسوب کرنا چاہتے ہیں“...... بلگارنیہ کے پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ کیونکہ ہم میں کچھ ایسے افراد موجود ہیں جو اس کانفرنس کو تماشے کا درجہ دے رہے ہیں اور مسلم پاور کانفرنس کو تماشہ سمجھ کر اسے ختم کرنے کی نیت سے یہاں آئے ہوئے ہیں“...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”آپ کا مطلب ہے کہ ہم میں کچھ غلط لوگ موجود ہیں“۔ امارات کے سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ صرف غلط نہیں بہت غلط لوگ جو ہمارے اس نیک نیتی پر مبنی کئے گئے تماشے کو ختم کرنا چاہتے ہیں“...... عمران نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔

”کون ہیں وہ۔ کیا آپ ان کی نشاندہی کر سکتے ہیں“۔ ماصر کے صدر مملکت نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں چیف ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے اسی لئے یہاں آیا ہوں تاکہ مردوں کی شکل میں چند برقع پوش خواتین کو بے نقاب کر سکوں۔ جن میں ایک نام ایکریمیا کی مارشل ایجنسی کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ جم براؤن کا ہے"...... عمران نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا اور مارشل ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ کا سن کر وہاں یکلخت سکوت سا چھا گیا۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ہم میں ایکریمی ایجنٹ بھی موجود ہے"...... بلگارنیہ کے پرائم منسٹر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن وہ کس روپ میں ہے اور کس کے ساتھ ہے اس کے بارے میں پتہ لگانا ابھی باقی ہے اور یہ کام میں آپ سب کے سامنے کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کی اصل شکل آپ سب کے سامنے لائی جا سکے اور اسے اس مسلم پاور کی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے سے روکا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ایکریمین ایجنٹ اس کانفرنس میں آیا کیسے۔ ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ مسلم پاور کانفرنس کی سیکورٹی انتہائی فول پروف بنائی گئی ہے جہاں مخصوص افراد کے سوا چڑیا کا ایک بچہ بھی داخل نہیں ہو سکتا"...... بھاٹان کے چیف سیکرٹری حامنائی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ کانفرنس ہال کی سیکورٹی بے حد ٹائٹ اور فول پروف ہے لیکن اس کے باوجود جم براؤن ہم میں موجود ہے اور وہ یہاں کس بھیس میں آیا ہے اس کا جواب جلد ہی آپ سب کے سامنے آ جائے گا"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"ہونہہ۔ لیکن جم براؤن جیسا ایجنٹ ہم میں شامل کیسے ہوا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پاکیشیا کی دوسری ایجنسیوں نے اسے یہاں آنے سے روکا کیوں نہیں"...... بلگارنیہ نے پرائم منسٹر نے غصے اور پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"ہم نے پوری کوشش کی تھی جناب لیکن جم براؤن انتہائی کائیاں انسان ہے۔ وہ پاکیشیا میں پہنچنے کے بعد غائب ہو گیا تھا اور اس نے بالا ہی بالا اس کانفرنس تک پہنچنے کا کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ پسِ پردہ رہ کر اس نے ایکریمین گروپس کو آگے کر رکھا تھا جو اس کی ہدایات پر عمل کر رہے تھے"...... عمران نے کہا۔

"اگر جم براؤن ہم میں موجود ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم سب خطرے میں ہیں۔ وہ ہمارے کاز جان کر پوری دنیا میں اس بات کی خبر پھیلا دے گا کہ پاکیشیا تمام مسلم ممالک کو یکجا کر کے ون پاور بنانے کی کوشش میں ہے"۔ پاکیشیائی صدر نے بھی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"جی ہاں۔ اس کے علاوہ جم براؤن اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کا بھی پروگرام بنائے بیٹھا ہے۔ ایکریمیا کے اعلیٰ حکام نے جم براؤن کو اس کانفرنس میں موجود تمام افراد کو ہلاک کرنے کا حکم

دیا ہے۔ ایکریمیا پوری دنیا پر یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ پاکیشیا انتہائی غیر محفوظ ملک ہے جس کی سیکورٹی اس قدر ناقص ہے کہ اپنے ملک کی عوام کو ہی تحفظ نہیں دے سکتی تو بھلا غیر ملکیوں کو کیا تحفظ فراہم کر سکتی ہے۔ اگر جم براؤن اس کانفرنس میں موجود تمام افراد کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا اور سات ممالک کے سربراہان اور ان کے ساتھ آنے والے مندوبین ہلاک ہو گئے تو پاکیشیا کا نام پوری دنیا میں بدنام ہو جائے گا اور پھر غیر مسلم تو کیا مسلم ممالک بھی پاکیشیا پر بھروسہ نہیں کریں گے اور نہ ہی کوئی پاکیشیا کی بات سننے کے لئے تیار ہو گا اور مسلم پاور کا منصوبہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ تو ہمیں ڈرا رہے ہیں"...... آران کے چیف سیکرٹری نے خوف اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"نہیں۔ میں آپ کو ایکریمیا اور اس کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ جم براؤن کے بھیانک عزائم کے بارے میں بتا رہا ہوں۔ ایکریمیا کو یہ بات کسی بھی صورت میں ہضم نہیں ہو گی کہ مسلم ممالک ون پاور بن جائیں۔ جس طرح وہ ایک ایک کر کے مسلم ممالک پر حملے کروا رہا ہے اور ان پر قابض ہوتا جا رہا ہے اس طرح وہ پاکیشیا سمیت دوسرے تمام مسلم ممالک کو بھی اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کرنا چاہتا ہے تاکہ مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ دنیا کے تمام ممالک پر اسی کی اجارہ داری قائم ہو جائے"...... عمران نے کہا۔

"اگر ہمارے درمیان ایکریمین ایجنٹ موجود ہے اور اس کا مقصد اس کانفرنس اور کانفرنس کے مندوبین کو ختم کرنا ہے تو آپ نے ہمیں اس کے بارے میں پہلے کیوں نہیں بتایا اور ہمارے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کے خلاف کوئی کارروائی کیوں کی۔ کیوں آپ نے ہم سب کی زندگیوں کو اس قدر رسک میں ڈالا ہے"...... ایک اور مسلم ملک کے سربراہ نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہم نے اسے تلاش کرنے کی بہت کوشش کی تھی جناب لیکن جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ پاکیشیا آتے ہی وہ غائب ہو گیا تھا۔ یہاں تک پہنچنے کے لئے اس نے فارن گروپس کو استعمال کیا تھا اور ان کی مدد سے آپ میں سے کسی ایک کی جگہ لے لی تھی اور اب وہ آپ میں سے ہی کسی ایک کے میک اپ میں یہاں موجود ہے تاکہ یہاں کی کارروائی ریکارڈ کر سکے اور اس بات کا پتہ چلا سکے کہ مسلم ممالک کی سیکرٹ کانفرنس کا ایجنڈا کیا ہے اور مسلم ممالک مستقبل قریب میں کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہماری اطلاع کے مطابق جم براؤن نے آپ میں سے کسی ایک کی جگہ لے لی تھی اور ہم آپ جیسے معزز صاحبان کی چیکنگ نہیں کر سکتے تھے اس لئے چیف ایکسٹو نے جم براؤن کو اس میٹنگ تک رسائی دینے کا پروگرام ترتیب دیا تاکہ اسے آپ سب کے درمیان بے نقاب کیا جا سکے"...... عمران نے کہا

"تو کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم میں سے کون جم براؤن ہے"۔

بھاٹان کے صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ جانتا ہوں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"اگر آپ کو پتہ چل چکا ہے کہ معزز مہمانوں میں سے جم براؤن نے کس کا میک اپ کر رکھا ہے تو پھر آپ اس کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کر رہے"...... پاکیشیائی پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کے حکم کا ہی منتظر تھا جناب۔ آپ نے کہہ دیا اب جم براؤن کو آپ بے نقاب ہی سمجھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ میز کے پیچھے سے نکل کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا میز کے گرد گھومنے لگا۔ سب کی نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران نے پوری میز کے گرد چکر لگایا اور پھر وہ دوبارہ اپنی کرسی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیا۔ آپ واپس اپنی جگہ پر کیوں آ گئے ہیں۔ آپ نے یہاں موجود ایکریمین ایجنٹ جم براؤن کو پکڑا کیوں نہیں۔ کون ہے وہ"...... پاکیشیائی پرائم منسٹر نے عمران کو واپس اپنی جگہ پر آتے دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"پکڑتا ہوں جناب۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھا ہوا ایک پیپر ویٹ اٹھا لیا اور اسے ہاتھ میں اچھالنے لگا۔ وہ میز کے گرد بیٹھے ہوئے ایک ایک فرد کی طرف گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"لگتا ہے مسٹر عمران واقعی یہاں تماشہ کرنے کے موڈ میں ہیں"...... بھاٹان کے چیف سیکرٹری حامنائی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ یہ چھت پر کیا ہے"...... عمران نے سر اٹھا کر اوپر دیکھتے ہوئے کہا تو سب کی نظریں بے اختیار چھت کی طرف اٹھ گئیں۔ جیسے ہی ان کی نظریں چھت کی طرف اٹھیں اسی لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کمرہ یکلخت ایک انسانی چیخ سے گونج اٹھا ساتھ ہی کسی انسان کے کرسی سمیت گرنے کی آواز سنائی دی۔ سب نے چونک کر دیکھا تو انہیں بھاٹان کا چیف سیکرٹری حامنائی کرسی سمیت نیچے گرا بری طرح سے تڑپتا دکھائی دیا۔ عمران نے پیپر ویٹ پوری قوت سے اس کے سر پر مارا تھا۔ مسٹر حامنائی کا سر پھٹ گیا تھا اور وہ فرش پر گرا بری طرح سے تڑپ رہا تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے میز کے پیچھے سے ہوتا ہوا مسٹر حامنائی کے پاس آیا اور اس نے اپنا ایک پاؤں مسٹر حامنائی کی گردن پر رکھ دیا۔ اس نے بوٹ کی نوک مسٹر حامنائی کی گردن پر رکھ کر موڑی تو مسٹر حامنائی کی چیخوں میں اضافہ ہو گیا اور وہ اس بری طرح سے تڑپنے لگا جیسے اس کی گردن پر کند چھری چلائی جا رہی ہو۔ مسٹر حامنائی کو اس حالت میں دیکھ کر کانفرنس روم میں موجود تمام افراد ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے ان کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

"یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں مسٹر عمران۔ یہ ہمارے چیف سیکرٹری مسٹر حامنائی ہیں اور آپ......" بھاٹان کے پرائم منسٹر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے پیر کو زور سے جھٹکا دیا تو مسٹر حامنائی کے حلق سے اذیت بھری چیخ نکلی اور وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔

"یہ آپ کے ملک چیف سیکرٹری مسٹر حامنائی نہیں بلکہ ان کے میک اپ میں ایکریمین ایجنٹ جم براؤن ہے"...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"جم براؤن۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... بھاٹان کے پرائم منسٹر نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ اب میں آپ کے سامنے اس کا میک اپ واش کرتا ہوں۔ اس کا اصل چہرہ دیکھ کر آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے گا کہ یہ آپ کے چیف سیکرٹری مسٹر حامنائی ہیں یا کوئی اور"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا سپرے سلنڈر نکالا اور بے ہوش پڑے ہوئے مسٹر حامنائی پر جھک گیا۔ عمران نے سلنڈر کا کیپ اتار کر اس کا بٹن پریس کیا تو سلنڈر سے سفید رنگ کا سپرے نکل کر مسٹر حامنائی کے چہرے پر پڑنا شروع ہو گیا۔ دوسرے لمحے ان سب نے مسٹر حامنائی کے چہرے پر بلبلے سے بنتے دیکھے جو تیزی سے بن کر پھوٹ رہے تھے۔ چند لمحے یہ عمل جاری رہا پھر سب نے

مسٹر حامنائی کا نہ صرف رنگ بدلتے بلکہ ان کے چہرے کے خدوخال بھی بدلتے دیکھے۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کے سامنے ایک سفید فام پڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس نے چیف سیکرٹری حامنائی کی جگہ کیسے لے لی"...... بھاٹان کے پرائم منسٹر نے مسٹر حامنائی کا بدلا ہوا چہرہ دیکھ کر بری طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ جم براؤن نے یہاں کے فارن ایجنٹس کو متحرک کر رکھا تھا۔ اس نے آپ کے ملک میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس بات کا پتہ چلا لیا تھا کہ آپ خفیہ طور پر پاکیشیا پہنچنے کے بعد کس ہوٹل میں قیام کریں گے۔ مارشل ایجنسی کے تحت اسے اس بات کی بھی اطلاع مل گئی تھی کہ پاکیشیا میں ہونے والی مسلم کانفرنس میں شرکت کے لئے کن کن ممالک کے سربراہان اور ان کے ساتھ آنے والے مندوبین کون کون سے ہوں گے۔ فارن ایجنٹوں نے اس ہوٹل تک رسائی حاصل کر لی تھی جہاں آپ جیسے معزز مہمانوں کو ٹھہرایا جانا تھا۔ چونکہ ہوٹلوں میں آپ سب کا قیام مختصر تھا اور آپ کو سیکرٹ کانفرنس روم میں پہنچایا جانا تھا اس لئے جم براؤن کے ایجنٹوں نے آپ کے چیف سیکرٹری مسٹر حامنائی کو ہوٹل سے اغوا کیا اور اسے فوری طور پر جم براؤن تک پہنچا دیا۔ جم براؤن نے مسٹر حامنائی کو اپنی ٹرانس میں لیا اور اس نے معلوم کر لیا کہ پاکیشیا میں ہونے

والی سیکرٹ مسلم کانفرنس کا ایجنڈا کیا ہے۔ جم براؤن اس کانفرنس کی مکمل ریکارڈنگ کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے مسٹر حامنائی کا میک اپ کیا اور خاموشی سے ہوٹل کے اس کمرے میں شفٹ ہو گیا جہاں مسٹر حامنائی کو ٹھہرایا گیا تھا۔ اس نے چونکہ جدید ترین میک اپ کیا تھا جسے کسی بھی کیمرے سے چیک نہیں کیا جا سکتا تھا اس لئے اس کی شناخت مشکل ہو گئی تھی اسی لئے اسے آپ کے ساتھ کانفرنس روم میں آنے کی اجازت دے دی گئی تھی اور اب یہ آپ سب کے سامنے ہے''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا کہ جم براؤن نے ہوٹل سے مسٹر حامنائی کو اغوا کر کے اس کی جگہ لی ہے''...... پاکیشیائی پریذیڈنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمارے پاس اس بات کی کوئی خبر نہیں تھی جناب کہ مسٹر حامنائی کو اغوا کیا گیا ہے اور جم براؤن اس کی جگہ لے کر کانفرنس روم میں آنا چاہتا ہے۔ چیف نے اس ہوٹل کی نگرانی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی ڈیوٹی لگائی تھی جہاں غیر ملکی سربراہان اور ان کے ساتھ آنے والے مندوبین کو ٹھہرایا جانا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران سیکورٹی کو فول پروف بنانے کے لئے مستقل طور پر وہاں تعینات کر دیئے گئے تھے۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران مسلسل ہوٹل کی سرچنگ کر رہے تھے سرچنگ کے دوران انہیں ہوٹل کے تہہ خانے کا خفیہ راستہ ملا۔

جب انہوں نے اس راستے کی چیکنگ کی تو انہیں وہاں بے شمار قدموں کے نشانات ملے۔ ہوٹل کے نیچے ایک خفیہ سرنگ بنی ہوئی تھی جو کافی پرانی تھی۔ یہ ہوٹل چونکہ کئی بار فروخت ہو چکا تھا اور یہ تہہ خانہ خفیہ تھا اور کسی کے مصرف میں نہیں تھا اس کے بارے میں ہوٹل کی نئی انتظامیہ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ بہرحال خفیہ راستہ ٹریس ہوتے ہی سیکرٹ سروس کے ممبران نے وہاں تحقیقات کرنی شروع کر دیں۔ تحقیقات سے انہیں پتہ چلا کہ کچھ افراد حال ہی میں اس راستے کے ذریعے ہوٹل میں داخل ہوئے تھے اور پھر وہ اسی راستے سے واپس چلے گئے تھے۔ اس سرنگ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک کارڈ ملا تھا۔ یہ کارڈ پاکیشیا آنے والے تمام غیر ملکی مندوبین کو فراہم کئے گئے تھے تاکہ کانفرنس روم میں آتے ہوئے ان کی شناخت ممکن ہو سکے۔ اس کارڈ کو جب تک کانفرنس روم کے باہر ایک مخصوص مشین میں نہ ڈالا جاتا اس وقت تک کوئی کانفرنس روم میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ کارڈ چونکہ کمپیوٹرائزڈ تھے اور فوری طور پر تمام افراد کو جاری کر دیئے گئے تھے اس لئے ان کارڈز کے نمبرز کو الگ درج نہیں کیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو خفیہ سرنگ سے ملنے والے کارڈ سے اس بات کا فوراً پتہ چل جاتا کہ وہ کس کا کارڈ ہے اور چونکہ کانفرنس کا وقت شروع ہونے والا تھا اس لئے تمام افراد کے کارڈز چیک کرنا بھی ناممکن تھا اس لئے یہی فیصلہ کیا گیا کہ کانفرنس روم کے باہر کمپیوٹرائزڈ مشین کی نگرانی کی جائے گی اور

آنے والے مہمانوں میں سے جس کے پاس کارڈ نہیں ہو گا وہ یقینی طور پر مشکوک ہو گا اور ہم اسے باہر ہی روک لیں گے۔ سات ممالک کے صدور اور وزرائے اعظم کے ہمراہ آنے والی اہم ہستیوں کی تعداد ستر تھی، صدور اور وزرائے اعظم کو چھوڑ کر ان ستر افراد میں ہی کارڈ تقسیم کئے گئے تھے۔ جب تمام افراد یہاں پہنچ گئے تو ایک اور حیرت انگیز بات کا انکشاف ہوا کہ کمپیوٹر میں ستر کارڈز ہی درج ہوئے تھے۔ مطلب یہ کہ جن ستر افراد میں کارڈز بانٹے گئے تھے وہ سب کارڈز ان کے پاس ہی موجود تھے جس سے وہ کانفرنس روم میں پہنچ گئے تھے۔ اب ہمارے لئے یہ بات پریشان کن تھی کہ اگر ستر کارڈز کے حامل افراد کانفرنس روم میں پہنچ چکے ہیں تو پھر وہ کارڈ کس کا ہے جو سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہوٹل کی خفیہ سرنگ سے ملا تھا۔ اس سلسلے میں پریذیڈنٹ ہاؤس کے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل وجاہت حسین سے جب ہم نے معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ ستر نہیں بلکہ اکہتر کارڈز کا اجراء کیا گیا تھا جن میں سے ستر کارڈز غیر ملکی مندوبین کے لئے تھے اور اکہترواں کارڈ چیف سیکورٹی آفیسر کے لئے تھا تاکہ ضرورت کے وقت اسے کانفرنس روم میں آنے جانے سے نہ روکا جائے۔ ہم نے جب اس سے کارڈ مانگا تو پتہ چلا کہ اس کا کارڈ مسنگ ہے۔ اس نے کارڈ تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن کارڈ کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ چیف سیکورٹی آفیسر کے کہنے کے مطابق کارڈ اس کی

جیب میں ہی تھا اور وہ اسی کمپیوٹر کے پاس موجود تھا جہاں کانفرنس روم میں آنے والے افراد اپنے کارڈز کی چیکنگ کرا رہے تھے۔ چیف سیکورٹی آفیسر کے کہنے کے مطابق اسی وقت ان افراد میں سے کسی نے اس کی جیب سے کارڈ اُڑایا تھا۔ صورتحال اور پیچیدہ ہو گئی تھی کہ ایسا کون ہو سکتا ہے جو دن دہاڑے پریذیڈنٹ ہاؤس کے چیف سیکورٹی آفیسر کی جیب سے اس کا سیکورٹی کارڈ اُڑا سکتا ہے۔ چونکہ تمام مندوبین کانفرنس روم میں پہنچ چکے تھے اس لئے ہمارے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ ہم اندر آ کر ایک ایک فرد کی چیکنگ کرتے اس لئے اس آدمی کی پہچان مشکل ہوتی جا رہی تھی جس نے چیف سیکورٹی آفیسر کا کارڈ چوری کیا تھا۔ یہ سارا کھیل جم براؤن یا اس کے ساتھی ہی کھیل سکتے تھے اس لئے چیف کو یقین تھا کہ ہماری انتہائی کوششوں کے باوجود جم براؤن آپ میں سے کسی کا میک اپ کر کے کانفرنس روم میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اب وہ آپ میں سے کون تھا اس کا پتہ لگانا ضروری تھا۔ میں یہاں بیٹھا آپ سب کو بغور دیکھ رہا تھا اور یہ اتفاق ہی تھا کہ میری نظریں مسٹر حامنائی پر گڑ گئیں۔ اس نے انتہائی جدید اور کامیاب میک اپ کر رکھا تھا جسے چیک کرنے میں میری نظریں بھی دھوکہ کھا رہی تھیں۔ اسی لئے میں نے جان بوجھ کر آپ کے سامنے جم براؤن کی اصلیت کھول دی تھی۔ جم براؤن کا نام سن کر سب کے چہروں پر خوف اور دہشت کے سائے منڈلانا شروع ہو

گئے تھے۔ بظاہر مسٹر حامنائی بھی پریشان دکھائی دے رہے تھے لیکن میں نے اس کے ہونٹوں پر ہلکی مگر انتہائی طنزیہ مسکراہٹ نوٹ کی تھی۔ یہ مسکراہٹ ایک لمحے کے لئے اس کے ہونٹوں پر آئی تھی لیکن میری نظروں سے نہیں چھپ سکی تھی جس پر مجھے یقین ہو گیا کہ یہی جم براؤن ہے اور چیف کا خدشہ درست ثابت ہوا ہے کہ جم براؤن نے آپ میں سے کسی ایک کی جگہ لے کر کانفرنس روم تک رسائی حاصل کر لی ہے“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو یہ یہاں کی کارروائی ٹیپ کرنے کے لئے آیا تھا“...... بلگارنیہ کے پرائم منسٹر نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

”نہ صرف کارروائی ٹیپ کرنے بلکہ اس کا ارادہ اس سے بھی کہیں خطرناک تھا۔ یہ ہم سب کو اس کانفرنس ہال سمیت اُڑا دینا چاہتا تھا۔ آپ سب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہوٹل میں انڈر گراؤنڈ جو سرنگ دریافت کی ہے وہاں انہیں کئی چارجڈ ڈائنا مائٹس بھی ملے ہیں جو سرنگ میں جگہ جگہ لگائے گئے تھے۔ بس ایک بٹن پریس کرنے کی دیر تھی اور پھر وہ ہوٹل مکمل طور پر تباہ ہو جاتا جہاں آپ سب حضرات کو ٹھہرایا گیا تھا۔ یہ کام جم براؤن شاید پہلے ہی کر دیتا لیکن اسے مسٹر حامنائی کو ٹرانس میں لینے کے باوجود اس بات کا پتہ نہیں چلا تھا کہ پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم کانفرنس کا مقصد کیا ہے اس لئے اس

نے مسٹر حامنائی کی جگہ لے کر اس کانفرنس میں آنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے اس بات کا بھی علم تھا کہ کانفرنس کے بعد آپ سب کو اسی ہوٹل میں پہنچایا جائے گا جو سپیشل ایئر بیس کے قریب ہے۔ وہاں آپ سب کو پریذیڈنٹ آف پاکیشیا کی طرف سے عشائیہ دیا جائے گا اور پھر آپ کو وہیں سے خفیہ طور پر رخصت کر دیا جائے گا۔ جم براؤن نے یقینی طور پر سوچا ہو گا کہ کانفرنس ختم کرنے کے بعد جب آپ سب ہوٹل واپس جائیں گے تو وہ اس ہوٹل کو اُڑا دے گا اور اس طرح سارا کھیل ختم ہو جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”مسٹر حامنائی کو ٹرانس میں لینے کی بات کا آپ کو کیسے علم ہوا تھا“...... پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کانفرنس ہال تک پہنچنے کے لئے جم براؤن کو جس کے روپ میں یہاں آنا تھا اس کے بارے میں اسے مکمل معلومات چاہئے تھیں اور یہ معلومات وہ اسے اپنی ٹرانس میں لے کر ہی حاصل کر سکتا تھا“...... عمران نے کہا۔

”تو کیا خفیہ راستے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جو کمپیوٹرائزڈ کارڈ ملا تھا وہ مسٹر حامنائی کا تھا“...... بھاٹان کے پرائم منسٹر نے کہا۔

”جی ہاں۔ جب جم براؤن نے دیکھا کہ اس کا بغیر کارڈ کے کانفرنس ہال میں داخلہ ناممکن ہے تو اس نے چیف سیکورٹی آفیسر کا

کارڈ اُڑا لیا اس طرح اسے کانفرنس ہال میں داخل ہونے کا موقع مل گیا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اب کیا کرنا ہے اس کا"...... سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں اسے لے جا رہا ہوں۔ اب آپ اطمینان سے بیٹھ کر یہاں مسلم پاور کانفرنس منعقد کریں اور اس پر بحث جاری رکھیں اور اس کانفرنس کی کامیابی کو یقینی بنائیں"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مطلب یہ کہ اب اس کانفرنس کو کوئی خطرہ نہیں ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"امید تو یہی ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا اور اس نے جھک کر جم براؤن کو اٹھایا اور اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ ابھی اس نے جم براؤن کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا ہی تھا کہ اسی لمحے کانفرنس ہال کا سیکورٹی ڈور کھلا اور چیف سیکورٹی آفیسر کے ہمراہ دس کے قریب مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

"کیا مطلب۔ تم سب اندر کیوں آئے ہو۔ کس نے بلایا ہے تمہیں اندر"...... سر سلطان نے چیختے ہوئے کہا۔ عمران بھی مسلح افراد کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑا تھا۔ مسلح افراد نہ صرف تیزی سے اندر آ گئے تھے بلکہ وہ تیزی سے میز کے گرد پھیل گئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور انہوں نے میز کے گرد

پھیلتے ہی مشین گنیں وہاں موجود افراد پر تان لیں۔

"کرنل وجاہت۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... پریذیڈنٹ صاحب نے چیف سیکورٹی آفیسر کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اٹھتے ہی وہاں موجود تمام افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"خبردار۔ سب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ جاؤ فوراً۔ ورنہ تم سب کو یہیں بھون دیا جائے گا"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے پریذیڈنٹ کی بات ان سنی کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک عجیب و غریب آلہ تھا جس پر سرخ رنگ کا ایک بٹن موجود تھا اور اس کا ایک انگوٹھا اس بٹن پر تھا۔ اس نے بٹن پریس کیا ہوا تھا۔

"کیا۔ کیا۔ مطلب۔ یہ تم کیا کر رہے ہو کرنل وجاہت"...... پرائم منسٹر نے حیرت اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"بیٹھو۔ سب بیٹھ جاؤ۔ ورنہ......" کرنل وجاہت نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے جیب میں موجود ایک بھاری دستے والا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا اس سے پہلے کہ پرائم منسٹر یا پریذیڈنٹ صاحب کچھ کہتے کرنل وجاہت نے ریوالور اوپر اٹھا کر یکے بعد دیگرے دو فائر کر دیئے۔ فائر ہوتے ہی وہ سب فوراً اپنی کرسیوں پر بیٹھتے چلے گئے۔ ان سب کے چہروں پر انتہائی حیرت اور خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے اور وہ سب حیرت سے پاکیشیائی صدر اور پرائم منسٹر کی طرف دیکھ رہے تھے

جیسے وہ ان سے پوچھنا چاہ رہے ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

''عمران۔ جم براؤن کو نیچے ڈال دو''...... کرنل وجاہت نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''جی اچھا''...... عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا اور اس نے بے ہوش جم براؤن کو فرش پر ڈال دیا۔

''گڈ شو۔ سب سے پہلے تم چھٹی کرو''...... کرنل وجاہت نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''آدھی یا پوری چھٹی''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''پوری چھٹی''...... کرنل وجاہت نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ہال میں ایک زور دار دھماکا ہوا۔ عمران کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر نیچے گرا اور بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گیا۔ چند لمحے وہ تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

''عمران''...... سر سلطان کے حلق سے تیز آواز نکلی۔

''تت۔ تت۔ تم نے عمران کو گولی مار دی۔ کیوں''...... پرائم منسٹر نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''یہ خطرناک انسان تھا۔ اس جیسے انسان کا زندہ رہنا ہمارے لئے خطرہ ہو سکتا تھا اس لئے اس کا ہلاک ہونا ضروری تھا''۔ کرنل وجاہت نے کہا۔

''تم یہ سب کیوں کر رہے ہو کرنل وجاہت اور یہ سب یہاں

کیوں آئے ہیں''...... پریذیڈنٹ صاحب نے مسلح افراد کو گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم سب کا خاتمہ کرنے''...... کرنل وجاہت نے کہا تو وہاں موجود تمام افراد کے رنگ سفید پڑ گئے۔

''خاتمہ۔ کیا مطلب۔ کیا تم غیر ملکی ایجنٹ ہو''...... پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں کرنل وجاہت نہیں ہوں''...... اس نے کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ اگر تم کرنل وجاہت نہیں ہو تو پھر کون ہو''...... پریذیڈنٹ صاحب نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''سٹانگر۔ ڈینجر فائیو کا ڈی فائیو''...... اس نے کہا تو سر سلطان کو اپنے دماغ میں آگ سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ پریذیڈنٹ صاحب اور پرائم منسٹر کے چہروں پر بھی حیرت اور خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ڈینجر فائیو کے رکن۔ لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے اور کرنل وجاہت کہاں ہے''...... پریذیڈنٹ صاحب نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''دو روز قبل ہم نے اسے اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا تھا اور جم براؤن کے کہنے پر میں نے اس کی جگہ لے لی تھی۔ دو روز سے میں ہی یہاں موجود ہوں اور اس کانفرنس ہال کی تیاری میں بھرپور حصہ لے رہا ہوں۔ میں نے اس کانفرنس ہال کو اڑانے کا

تمام انتظام مکمل کر لیا ہے۔ اس کانفرنس ہال میں جگہ جگہ بلاسٹرز لگے ہوئے ہیں جن کا ریموٹ میرے ہاتھ میں ہے اور یہ ریموٹ چارجڈ ہے۔ میں نے جس سرخ بٹن پر انگوٹھا رکھا ہوا ہے اگر میں نے اس بٹن سے انگوٹھا اٹھا لیا تو تمام بلاسٹرز پھٹ پڑیں گے اور کانفرنس ہال سمیت پریذیڈنٹ ہاؤس کا بہت بڑا حصہ تباہ ہو جائے گا۔ تم میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ دنیا میں سات ممالک کے سربراہوں سمیت ان کے مندوبین اور پاکیشیائی صدر اور پرائم منسٹر سمیت پریذیڈنٹ ہاؤس کی تباہی کی خبریں پوری دنیا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل جائیں گی اور پاکیشیا دنیا بھر میں اس بری طرح سے بدنام اور رسوا ہو گا کہ دنیا کا کوئی بھی غیر ملکی اس ملک میں آنے کا تصور بھی نہیں کرے گا اور پاکیشیا پوری دنیا میں تنہا ہو کر رہ جائے گا جس سے کوئی اسلامی ملک بھی رابطہ رکھنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ یہاں سات مسلم ممالک کے سربراہ اور ان کے ساتھ آئے ہوئے افراد جب ہلاک ہوں گے تو ان ممالک کی عوام بھی پاکیشیا کے خلاف اٹھ کھڑی ہو گی اور پاکیشیا کو پوری دنیا کے سامنے جواب دینا مشکل ہو جائے گا کہ سات مسلم ممالک کے سربراہ خفیہ طور پر پاکیشیا کیوں آئے تھے اور انہیں کیوں ہلاک کیا گیا ہے۔ پاکیشیا اب ڈوبا ہی سمجھو''...... سٹانگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب کے جسموں میں خوف سے تھرتھری دوڑنے لگی۔

''نہیں نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تم اس طرح پاکیشیا کو بدنام

اور رسوا نہیں کر سکتے''...... پریذیڈنٹ صاحب نے بری طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اب ایسا ہی ہو گا مسٹر پریذیڈنٹ۔ پاکیشیا کی تباہی کو اب کوئی نہیں روک سکتا۔ پاکیشیا میں میرے چار ساتھیوں کو انتہائی بے دردی سے ہلاک کیا گیا ہے۔ میں اپنے چاروں ساتھیوں کی ہلاکت کا تم سے بدلہ لینے آیا ہوں۔ جب تک میں تم سب کو ہلاک نہیں کروں گا اس وقت تک میرے ساتھیوں کی روحوں کو سکون نہیں ملے گا اور نہ ہی مجھے قرار آئے گا''...... سٹانگر نے سفاک لہجے میں کہا۔

''تو کیا یہ سب تمہارے ساتھی ہیں''...... سر سلطان نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ عمران بدستور ساکت پڑا ہوا تھا۔ سر سلطان نے اسے اپنی آنکھوں سے گولی لگتے دیکھی تھی۔ عمران جس طرح سے ساکت ہوا تھا اس سے یہی لگ رہا تھا کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے اس لئے سر سلطان کے دماغ میں بھونچال آیا ہوا تھا اور ان کی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی۔

''ہاں۔ جب میں چیف سیکورٹی آفیسر کی جگہ لے کر پریذیڈنٹ ہاؤس میں پہنچ سکتا ہوں تو بطور چیف سیکورٹی آفیسر میں پریذیڈنٹ ہاؤس کی سیکورٹی کے افراد کو کیوں نہیں بدل سکتا تھا''...... سٹانگر نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا اب تم ہم سب کو ہلاک کر دو گے''...... بھاٹان کے پرائم منسٹر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ ہم تمہیں ہوٹل میں بموں سے اُڑاتے لیکن ہمیں اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہوٹل کے انڈر گراؤنڈ راستے سے تمام ڈائنا مائٹس ہٹا دیئے ہیں اس لئے مجھے فوری طور پر یہاں بلاسٹر لگانے پڑے۔ یہاں بھی ہم نے یہی کرنا تھا کہ تمام کارروائی ریکارڈ کرتے اور پھر ہم خاموشی سے یہاں سے نکل جاتے۔ جم براؤن جو مسٹر حامنائی کے روپ میں تھا کسی بہانے کانفرنس روم سے نکل جاتا اور ہم پریذیڈنٹ ہاؤس سے نکلتے ہی کانفرنس ہال اُڑا دیتے لیکن جب میں نے یہاں جم براؤن کا راز افشاں ہوتے دیکھا تو مجھے مجبوراً یہاں کارروائی کرنے کے لئے آنا پڑا۔ اب تم سب میرے شکنجے میں ہو۔ یہاں سے نکلنے سے پہلے میں تم سب کو ہلاک کروں گا اور پھر پریذیڈنسی سے نکلتے ہی ہم اس کانفرنس ہال کو اُڑا دیں گے اور تم سب کی لاشوں کے ٹکڑے بکھر جائیں گے''...... سٹانگر نے کہا۔

''نہیں۔ پلیز ایسا نہ کرو۔ تم اس طرح ہم سب کو یہاں ہلاک نہیں کر سکتے۔ ہمیں جانے دو۔ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہم پاکیشیا کی کسی بات پر کان نہیں دھریں گے اور ون پاور بننے کی کسی کانفرنس میں شریک نہیں ہوں گے۔ ہمیں چھوڑ دو''...... بلگارنیہ کے چیف سیکرٹری نے لرزہ براندام لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اب ایسا ممکن نہیں۔ تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑا جا سکتا''...... سٹانگر نے غرا کر کہا۔

''لیکن......'' بھاٹان کے پرائم منسٹر نے کچھ کہنا چاہا۔

''فائر''...... سٹانگر نے بھاٹان کے پرائم منسٹر کی بات سنے بغیر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ آنے والے مسلح افراد نے یکلخت مشین گنوں کے ٹریگروں پر دباؤ ڈال دیئے۔

''ارے ارے۔ رکو۔ ایک منٹ رکو''...... اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور ان سب کی نظریں اس طرف گھوم گئیں جہاں عمران گرا ہوا تھا اور پھر یہ دیکھ کر سٹانگر اور اس کے ساتھیوں سمیت وہاں موجود تمام افراد کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں جب انہوں نے عمران کو بڑے اطمینان بھرے انداز میں اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کر بیٹھتے دیکھا۔

''تم زندہ ہو۔ کیا مطلب''...... سٹانگر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ عمران کو زندہ دیکھ کر سر سلطان، پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے چہرے پر سکون آ گیا تھا۔

''زندہ ہوں۔ کیوں۔ کیا تم نے مجھے ہلاک کر دیا تھا''۔ عمران نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں گولی ماری تھی اور میں نے تمہارے دل کا نشانہ لیا تھا۔ تمہارے لباس پر دل کے مقام پر گولی سے ہونے والا سوراخ موجود ہے لیکن......'' سٹانگر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ عمران کے سینے پر دل کے مقام پر واقعی ایک

سوراخ بنا ہوا تھا لیکن وہاں خون کا معمولی سا دھبہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"ارے باپ رے۔ یہاں تو واقعی ایک سوراخ موجود ہے۔ لیکن گولی مجھے لگی کیوں نہیں"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو تم نے اپنے لباس کے نیچے بلٹ پروف جیکٹ پہن رکھی ہے نانسنس"...... سٹانگر نے غرا کر کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو سٹانگر غرا کر رہ گیا۔

"دیکھ کیا رہے ہو نانسنس۔ فائرنگ کرو اور ان سب کو ہلاک کر دو"...... سٹانگر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے مسلح ساتھیوں نے ایک بار پھر مشین گنوں کے ٹریگر دبا دیئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتے اچانک چھت سے نیلے رنگ کی روشنی کی تیز پھواریں سی نکل کر سٹانگر اور اس کے دس مسلح ساتھیوں پر پڑنے لگیں اور سٹانگر سمیت اس کے تمام مسلح ساتھی یوں ساکت ہو گئے جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں پتھر کے بتوں میں تبدیل کر دیا ہو۔

دانش منزل کی میٹنگ ہال میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ ان میں جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے سروں، ہاتھوں اور چہروں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں جیسے وہ ہسپتال سے نکل کر سیدھے میٹنگ روم میں پہنچے ہوں۔
سیکرٹ سروس کے ممبران کے ساتھ ٹائیگر کو بھی وہاں بلایا گیا تھا جو ان کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا اور عمران اپنی مخصوص کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے عادت کے مطابق خراٹے نشر کرنے میں مصروف تھا۔ عمران کو اس طرح خراٹے نشر کرتے دیکھ کر تنویر برے برے منہ بنا رہا تھا۔ اچانک جولیا کے سامنے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو وہ سب چونک پڑے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر کے اسے آن کر دیا۔
"لیس چیف۔ جولیا سپیکنگ"...... جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس ٹرانسمیٹر میں چونکہ مائیک اور اسپیکر دونوں لگے ہوئے

تھے اس لئے بار بار اوور کہنے کی زحمت نہیں کرنی پڑتی تھی۔

”کیا تمام ممبران آ چکے ہیں“...... ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ ممبران کے ساتھ عمران اور اس کا ساتھی ٹائیگر بھی موجود ہے“...... جولیا نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں نے تم سب کو مسلم پاور کیس کے سلسلے میں بریفنگ دینے کے لئے بلایا ہے“...... چیف نے کہا۔

”یس چیف۔ ہم سب بھی اس کیس کی تفصیلات جاننے کے لئے بے تاب ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”ایکریمیا ان دنوں جس جارحیت کا مرتکب ہو رہا ہے اور آئے دن کبھی بہادرستان اور کبھی آراک اور باشام سمیت آران پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لئے کارروائیاں کرتا رہتا ہے۔ اس سے مسلم ممالک کو یہ خطرات پیدا ہو گئے تھے کہ اگر ایکریمیا کی یہی جارحیت جاری رہی تو وہ ایک ایک کر کے پوری دنیا کے مسلم ممالک پر قبضہ کر لے گا۔ حال ہی میں ایکریمیا نے باشام پر جس طرح جنگ کے سائے مسلط کئے ہیں اسی طرح اس کی نظریں آران اور پاکیشیا پر بھی گڑی ہوئی ہیں اور اس کے حواری ممالک اس کی جارحیت میں کھل کر اس کا ساتھ دے رہے تھے اور جو ممالک ایکریمیا کی جارحیت میں اس ساتھ دے رہے ہیں ان سب کا تعلق غیر مسلم قوتوں سے ہے۔ اس لئے مسلم ممالک کے لئے یہ بہت

ضروری ہو گیا تھا کہ وہ متحد ہو کر ایک ایسی پاور بنائیں کہ ایکریمیا اور اس کے حواریوں کی جارحیت کا نہ صرف منہ توڑ جواب دے سکیں بلکہ انہیں ان کے مذموم عزائم سے باز رکھا جا سکے۔ یہ سب اسی صورت میں ممکن تھا جب پوری دنیا کے مسلم ممالک ایک ہو جاتے۔ ان کا ون یونٹ بن جاتا اور تمام مسلم ممالک متحد ہو کر مسلم پاور بن کر ان غیر اسلامی ممالک کی جارحیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور ان کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں تاکہ ایکریمیا اور اس کے حواری ممالک مسلم ممالک پر حملے کرنے اور ان پر قابض ہونے کی جرأت نہ کر سکیں۔ مسلم پاور بنانے کے لئے ظاہر ہے تمام مسلم ممالک کے سربراہان کو ایک میز پر لانا بے حد ضروری تھا اس لئے پاکیشیا نے اس معاملے میں پہل کی اور سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو پاکیشیائی سفیر کی حیثیت سے خفیہ طور پر مسلم ممالک میں بھیجا گیا تاکہ وہ مسلم ممالک کے سربراہان کو مسلم پاور بننے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو متحد ہونے پر قائل کر سکیں۔ سر سلطان نے پاکیشیا کا پیغام پوری دنیا کے مسلم ممالک میں انتہائی جوش اور جذبے سے پہنچایا تھا جسے مسلم ممالک کے سربراہان نے نہ صرف سراہا تھا بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے کا بھی فیصلہ کیا تھا۔ اس سلسلے میں چونکہ ابھی پیش رفت ہونی تھی اور اس کے لئے مسلم ممالک کے سربراہان اور ان کے وفود سے ملاقاتیں اور میٹنگز ہونا باقی تھیں اس لئے سر سلطان کے ذریعے چند مسلم ممالک کے سربراہان

کو پاکیشیا میں ایک سیکرٹ مسلم کانفرنس میں شرکت کرنے کی دعوت دی گئی۔ اس کانفرنس کا مقصد دنیا بھر کے مسلم ممالک کو یکجا کر کے مسلم پاور میں ضم کرنا تھا تاکہ ان مسلم ممالک کا قانون ایک جیسا ہو۔ کرنسی ایک ہو۔ ایک دوسرے کو مستحکم کرنے اور معاشی طور پر استحکام دینے کے لئے یہ ممالک غیر مسلم ممالک سے قرض لینے کی بجائے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اس طرح ایک ایک کر کے تمام مسلم ممالک کو مسلم پاور میں ضم کر دیا جاتا اور پھر ایک وقت ایسا آتا جب پوری دنیا کے مسلم ممالک کا قانون، ان کی معیشت، ان کا رہن سہن اور ان کا رکھ رکھاؤ ایک جیسا ہو جاتا اور مسلم ممالک غیر مسلم ممالک کے مقابلے میں ایک بڑی اور بھرپور پاور بن کر ابھرتے جس کی طرف کوئی سپر پاور نظر اٹھا کر بھی دیکھنے کی جرأت نہ کر سکتی تھی۔

پاکیشیا میں ہونے والی مسلم پاور کانفرنس کو انتہائی سیکرٹ رکھا گیا تھا اور ابھی چونکہ اس سلسلے میں ابتدائی کام ہو رہا تھا اس لئے کوشش یہی کی جا رہی تھی کہ تمام دنیا کے مسلم ممالک کے سربراہان کو کانفرنس میں بلانے کی بجائے چند مسلم ممالک کے سربراہان کو بلایا جائے اس کے بعد دوسری کانفرنس منعقد کی جائے اور یہی ایجنڈا دوسرے مسلم ممالک کے سربراہان کے سامنے رکھ دیا جائے اور طرح ایک ایک کر کے تمام مسلم ممالک کو یکجا کیا جاتا۔ پاکیشیا سمیت ان تمام مسلم ممالک کے سربراہان کو متنبہ کر دیا گیا تھا کہ

مسلم پاور کے سلسلے میں ہونے والی ہر میٹنگ اور کانفرنس انتہائی خفیہ رکھی جائے گی اور ہر ملک کا سربراہ اس سلسلے میں انہی افراد سے ڈسکس کر سکے گا جو اس کے وفادار ہوں گے یا مسلم پاور بننے کے لئے اس ملک کے سربراہان کا ساتھ دیں گے۔ تمام مسلم ممالک اس بات پر متفق تھے اور یہ سلسلہ پچھلے کئی ماہ سے چل رہا تھا۔ جن مسلم ممالک نے مسلم پاور کا حصہ بننے پر اتفاق کیا تھا ان کا یہی نظریہ تھا کہ اس سلسلے میں پاکیشیا یا کسی بھی ملک میں ایک سیکرٹ کانفرنس کا انعقاد انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں پاکیشیا کو ہی منتخب کیا گیا۔ سر سلطان کی مدد سے پاکیشیا میں ایک سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کا انعقاد کیا گیا اور اس سلسلے میں اس کانفرنس کی تمام تر تیاری اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری سر سلطان کو سونپ دی گئی۔

پاکیشیا جس قدر مسلم پاور کانفرنس کو سیکرٹ رکھنے کی کوشش کر رہا تھا اس میں کامیاب رہا تھا۔ لیکن بھاٹان سے یہ خبر لیک آؤٹ ہو گئی کہ پاکیشیا میں ایک سیکرٹ مسلم کانفرنس کی جا رہی ہے۔ یہ خبر ایکریمیا پہنچی تو ایکریمین اعلیٰ حکام کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ ایکریمیا کی بے شمار ایجنسیاں اور ایجنٹ حرکت میں آ گئے اور انہوں نے یہ جستجو شروع کر دی کہ سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کا پتہ لگایا جا سکے۔ اس سلسلے میں ایکریمیا کی ایک طاقتور اور انتہائی فعال مارشل ایجنسی کو بھی حرکت میں لایا گیا جس نے پاکیشیا میں موجود اپنے فارن ایجنٹوں کی مدد سے اس کانفرنس کی تفصیلات حاصل کرنا شروع

کر دیں۔ یہی کام بھاٹان اور دوسرے مسلم ممالک میں کیا جانے
لگا۔ آخر کار مارشل ایجنسی کو دوسرے ممالک سے چند ایسے شواہد مل
گئے جن سے کنفرم ہو گیا کہ پاکیشیا میں ایک سیکرٹ مسلم پاور
کانفرنس کا انعقاد کیا جا رہا ہے جس میں دنیا کے کئی مسلم ممالک کے
سربراہان شریک ہوں گے۔ اس کانفرنس کے ایجنڈے اور اغراض و
مقاصد کے حوالے سے ان کے پاس کوئی اطلاع نہیں تھی لیکن انہیں
اس بات کا اندازہ ضرور تھا کہ اگر پاکیشیا میں مسلم کانفرنس کا انعقاد
کیا گیا تو اس کے مقاصد یقینی طور پر مسلم ممالک کو یکجا کرنے اور
ایکریمیا اور غیر مسلم ممالک کے خلاف سر اٹھانے اور ان کے سامنے
سینہ سپر ہونا ہیں اس لئے ایکریمیا فوری طور پر پاکیشیا میں ہونے
والی اس کانفرنس کو رکوا دینا چاہتا تھا۔ ایکریمیا چاہتا تھا کہ مسلم
ممالک کا کوئی بھی سربراہ پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم پاور
کانفرنس میں شریک نہ ہو۔ چونکہ ایکریمیا کے پاس ان ممالک کے
سربراہان کو روکنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا اس لئے ایکریمیا کے اعلیٰ
حکام نے پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس رکوانے کا
ٹاسک مارشل ایجنسی کے سپرد کر دیا۔ مارشل ایجنسی کے پاس ایسے
بہت سے شواہد موجود تھے جن سے انہیں پتہ چل گیا تھا کہ جلد ہی
پاکیشیا میں مسلم پاور کانفرنس شروع ہو سکتی ہے اس لئے مارشل
ایجنسی کے چیف نے فوری طور پر پاکیشیا میں ڈینجر فائیو کے پانچ
رکنی گروپ کو بھیج دیا جو عسکریت پسند گروپ تھا اور انسانوں کو

کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک کرتا تھا۔ مارشل ایجنسی کے چیف کا
خیال تھا کہ ڈینجر فائیو جب پاکیشیا میں اپنی کارروائیاں شروع کریں
گے تو پاکیشیا کا تمام نظام مفلوج ہو جائے گا اور پاکیشیا میں دہشت
اور خوف کے سائے پھیل جائیں گے۔ پاکیشیا میں ہونے والی
خوفناک کارروائیوں کا سن کر کسی بھی مسلم ملک کا سربراہ سیکورٹی
رسک کی وجہ سے پاکیشیا نہیں جائے گا اور نہ ہی پاکیشیا میں سیکرٹ
مسلم پاور کانفرنس کا انعقاد ممکن ہو سکے گا۔ چنانچہ ڈینجر فائیو نے
پاکیشیا میں پانچ کار بم بلاسٹ کئے جس کے نتیجے میں بے شمار افراد
ہلاک اور زخمی ہوئے لیکن ان دھماکوں کے ہوتے ہی پاکیشیا کی
سیکورٹی ایجنسیاں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ گئی اور
ڈینجر فائیو کو یہاں مزید کارروائیاں کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ وہ
ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگتے پھر رہے تھے۔

ڈینجر فائیو کی تلاش میں پاکیشیا کی متعدد ایجنسیاں کام کر رہی
تھیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اسی سعی میں لگے
ہوئے تھے۔ ڈینجر فائیو کے بارے میں اطلاعات تھیں کہ انہیں
پاکیشیا میں موجود ایک ایکریمین ایجنٹ مینڈاگا کی پشت پناہی حاصل
ہے۔ اس تک رسائی حاصل کی گئی لیکن مینڈاگا ہلاک ہو گیا اور
وہاں سے ڈینجر فائیو کے بارے میں کوئی معلومات نہیں مل سکیں۔
اس کے بعد ہارتھ نامی ایک ایجنٹ سامنے آیا لیکن اس نے بھی
ڈینجر فائیو کے بارے میں کچھ بتانے سے پہلے خودکشی کر لی۔

تیسرے نمبر پر بلیکی کا نام سامنے آیا تھا جسے فور سٹارز نے اغوا کیا تھا لیکن اس سے بھی معلومات نہ مل سکی تھیں اس لئے اسے بھی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ ادھر ڈینجر فائیو کی تلاش کی جا رہی تھی ادھر ایک اور خبر ملی کہ مارشل ایجنسی کا ایک ٹاپ ایجنٹ بھی پاکیشیا پہنچ چکا ہے جس کا نام جم براؤن ہے۔ جم براؤن اور ڈینجر فائیو کا پاکیشیا میں ایک ساتھ موجود ہونا پاکیشیا کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ تھا۔ ان سب کا پتہ لگانے کے لئے میں نے دانش منزل میں ایک سرچنگ مشین آن کی تاکہ جم براؤن اور ڈینجر فائیو ایک دوسرے سے یا پھر کسی دوسرے ملک میں رابطہ کریں اور ان میں سے کسی کا بھی نام لیں تو ان کی کال چیک کی جا سکے۔ میں نے سرچنگ مشین کو اس قدر جدید بنایا ہے کہ نئے اور جدید ترین ٹرانسمیٹر سے بھی کی جانے والی کال نہ صرف چیک کی جا سکتی ہے بلکہ اس کی لوکیشن بھی ٹریس کی جا سکتی ہے۔ بہرحال اس مشین کے ذریعے جم براؤن کا پتہ چلا۔ عمران نے اس کے ٹھکانے پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن جم براؤن انتہائی تیز ثابت ہو رہا تھا وہ میک اپ کے ساتھ ساتھ اپنی پناہ گاہیں بھی بدل رہا تھا۔ جم براؤن اور ڈینجر فائیو اپنے پیچھے ایسا کوئی ثبوت نہیں چھوڑ رہے تھے کہ ان کا پتہ لگایا جا سکے لیکن عمران کے شاگرد ٹائیگر نے کام کر دکھایا اور یہ اپنے سورسز استعمال کرتے ہوئے ڈینجر فائیو کے چار ارکان تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور وہ چاروں اس کے ہاتھوں مارے

گئے۔ ڈینجر فائیو کا مقصد پاکیشیا میں شر انگیزی پھیلانا تھا جبکہ جم براؤن پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کے حقائق جاننے اور اسے سبوتاژ کرنے کے لئے آیا تھا۔ مینڈاگا، ہارتھ اور بلیکی جیسے فارن ایجنٹوں کے ہلاک ہونے کے بعد اس نے پاکیشیا میں موجود ایک اور گروپ سے رابطہ کیا جو انڈر ورلڈ کا انتہائی فعال اور خطرناک گروپ تھا۔ اس گروپ کا نام سائفن گروپ ہے۔ جم براؤن کے علم میں یہ بات آ چکی تھی کہ سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو اگر اغوا کر لیا جائے تو ان سے نہ صرف کانفرنس کی تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں بلکہ ان کی مدد سے وہ اس کانفرنس کو تباہ بھی کر سکتا ہے۔ مجھے جب سر سلطان کی زندگی خطرے میں دکھائی دی تو میں نے عمران کی مدد سے سر سلطان کو اغوا کرا لیا۔ سر سلطان کو پریزیڈنٹ ہاؤس سے نکلنے کے بعد سخت سیکورٹی کے حصار سے عمران نے نکالا تھا۔ میں عمران کے ذریعے جم براؤن کو یہ پیغام دینا چاہتا تھا کہ ہمارے ہوتے ہوئے وہ سر سلطان کو اغوا نہیں کر سکتا اور اس کے پاس ایسا کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کی تفصیلات حاصل کر سکے۔ اسے یہاں سے مایوسی کے سوا کچھ نہیں ملنے والا تھا۔ سر سلطان کو اغوا کر کے میں نے صدیقی کو سر سلطان کا میک اپ کرانے کا پروگرام بنایا تھا تاکہ صدیقی سر سلطان کے میک اپ میں رہے اور اگر جم براؤن سر سلطان کے اغوا کرنے کی کوشش کرے تو اس کی جگہ صدیقی اس تک پہنچ جائے

اور ہمیں اس کا ٹھکانہ معلوم ہو جائے۔ سر سلطان کا چونکہ ان دنوں
پریذیڈنٹ ہاؤس اور پرائم منسٹر ہاؤس آنا جانا لگا ہوا تھا اس لئے
صدر مملکت اور پرائم منسٹر کو میں نے اعتماد میں لے کر سر سلطان کا
میک اپ کرا دیا تاکہ سر سلطان اپنے کام جاری رکھ سکیں۔ سر
سلطان کی جگہ صدیقی کو سامنے رکھا گیا تھا لیکن جم براؤن نے سر
سلطان کو اغوا کرنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ اس نے سائفن کی
مدد سے پریذیڈنٹ ہاؤس تک رسائی حاصل کر لی تھی اور پریذیڈنٹ
ہاؤس کا چیف سیکورٹی آفیسر کرنل وجاہت جو شام کو اپنی ڈیوٹی ختم
ہونے کے بعد اپنی رہائش گاہ چلا جاتا ہے۔ اس کی رہائش گاہ سے
اسے سائفن نے اغوا کر لیا۔ چیف سیکورٹی آفیسر کا جم براؤن نے
مائنڈ اسکین کیا اور اس نے اس سے پریذیڈنٹ ہاؤس کے بارے
میں تمام معلومات حاصل کر لیں۔ جم براؤن نے ڈینجر فائیو کے
پانچویں رکن سٹانگر جو ڈی فائیو تھا کا میک اپ کیا اور کرنل وجاہت
کی جگہ اسے چیف سیکورٹی آفیسر بنا کر پریذیڈنٹ ہاؤس بھیج دیا۔
کرنل وجاہت کے میک اپ میں پریذیڈنٹ ہاؤس میں ڈی فائیو
پہنچ چکا تھا اس نے پریذیڈنٹ ہاؤس کی اہم جگہوں پر سیکورٹی
اہلکاروں کو تبدیل کر کے اپنے آدمی تعینات کئے اور پھر اس نے
پریذیڈنٹ ہاؤس کے سیکرٹ کانفرنس روم تک رسائی حاصل کر کے
وہاں بلاسٹر لگا دیئے۔ ادھر جم براؤن نے سائفن اور اس کے
ساتھیوں کی مدد سے بھاٹان سے آئے ہوئے چیف سیکرٹری مسٹر

حامنائی کو اغوا کیا اور اس کی جگہ لے لی۔ ان کا پروگرام تھا کہ وہ
پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہونے والی مسلم پاور کانفرنس کی نہ صرف مکمل
ریکارڈنگ کریں گے بلکہ وہاں موجود تمام افراد کو موت کی نیند سلا
کر آسانی سے نکل جائیں گے۔ چونکہ فور سٹارز اور ٹائیگر بدستور ان
کی تلاش میں لگے ہوئے تھے اس لئے ان کی مدد سے اس ہوٹل کی
ایک خفیہ سرنگ سے ایک کارڈ مل گیا جس کی مدد سے غیر ملکی
مندوبین کانفرنس روم تک پہنچ سکتے تھے۔ اس کے بعد کارروائی
شروع ہوئی تو عمران نے کانفرنس روم میں موجود جم براؤن کا پتہ لگا
لیا جو حامنائی کے میک اپ میں تھا۔ جم براؤن چونکہ اس کانفرنس
میں شریک افراد کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا تھا اس لئے
عمران نے اسے چالاکی سے پیپر ویٹ مار کر فوری طور پر بے ہوش
کر دیا تھا۔ ادھر عمران نے جم براؤن پر قابو پایا ہی تھا کہ ڈی فائیو
جو ایک سیکرٹ روم میں چھپا اس ساری کارروائی پر نظر رکھ رہا تھا،
جم براؤن کو بے ہوش ہوتے دیکھ کر فوری طور پر اپنے مسلح ساتھیوں
کے ساتھ کانفرنس روم میں گھس آیا۔ وہ جم براؤن کو وہاں سے لے
جانے کے ساتھ ساتھ تمام ملکی اور غیر ملکی افراد کو ہلاک کر دینا چاہتا
تھا۔ عمران نے حفظ ماتقدم کے طور پر بلٹ پروف جیکٹ پہنی ہوئی
تھی۔ جب اس پر گولی چلائی گئی تو یہ جان بوجھ کر گر گیا۔ اس نے
گرتے ہی واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے مجھ سے رابطہ کیا تھا اور میں
نے فوری طور پر کانفرنس روم کو مانیٹر کرنا شروع کر دیا۔ جس کی

تیاری میں پہلے ہی کر چکا تھا۔ مجھے بس عمران کی واچ ٹرانسمیٹر کی لنکنگ کی ضرورت تھی۔ میں نے جیسے ہی سکرین پر کانفرنس ہال کی سچوئشن دیکھی تو میں نے وہاں موجود کرنل وجاہت اور مسلح افراد پر بلیو ریز فائر کر دی۔ بلیو ریز فائر ہوتے ہی کرنل وجاہت اور اس کے مسلح ساتھیوں کے جسم مفلوج ہو گئے تھے۔ کرنل وجاہت کے ہاتھ میں چارجر تھا جس کے بٹن پر اس نے انگوٹھا رکھا ہوا تھا اگر اس کا انگوٹھا بٹن سے ہٹ جاتا تو کانفرنس ہال میں لگے ہوئے بلاسٹر پھٹ جاتے اور وہاں موجود تمام افراد ہلاک ہو جاتے۔ بلیو ریز سے وہ چونکہ ساکت ہو گیا تھا اس لئے اس کا انگوٹھا بٹن سے نہیں ہٹا تھا اور نہ ہی اس کے ساتھی مشین گنوں سے ہال میں موجود افراد پر فائرنگ کر سکے تھے۔ اس طرح ان سب کو وہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اب جم براؤن، ڈینجر فائیو کا پانچواں رکن سٹانگر اور سائفن اور اس کے تمام ساتھی ہماری حراست میں ہیں''...... چیف نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ان کی گرفتاری کے بعد کانفرنس کا انتہائی کامیابی سے اختتام ہوا اور تمام غیر ملکی مسلم سربراہان اور ان کے ساتھ آنے والے وفود کو واپس بھیج دیا گیا ہے۔ جم براؤن اور اس کے ساتھیوں کے پکڑے جانے کی وجہ سے اب اس بات کا بھی کوئی خطرہ نہیں ہے کہ پاکیشیا میں ہونے والی سیکرٹ مسلم پاور کانفرنس کا دنیا کو پتہ چل سکے اس لئے یہ مرحلہ خوش و اسلوبی سے طے ہو گیا ہے۔ اس

طرح کی ابھی اور بھی کئی کانفرنسز منعقد کی جائیں گیں جنہیں سبوتاژ کرنے کے لئے غیر ملکی ایجنٹ یہاں آتے رہیں گے لیکن اگر ہم اسی طرح ہمت، جوانمردی، دلیری اور ذہانت سے کام کرتے رہے تو دنیا کا کوئی ایجنٹ بھی ہماری ان کاوشوں کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور خود ہی نیست و نابود ہوتا رہے گا''...... چیف نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

''تو کیا اب یہ کیس ختم ہو چکا ہے۔ چیف''...... جولیا نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ کانفرنس مکمل ہو گئی ہے، مجرم پکڑے جا چکے ہیں اس لئے کیس ختم ہو چکا ہے۔ اگر اس سلسلے میں تم میں سے کوئی سوال پوچھنا چاہے تو پوچھ سکتا ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ عمران مجھے اپنے ساتھ سیر کرنے کے بہانے پھول نگر لے گیا تھا۔ جہاں آپ نے مجھے کال کی تھی اور عمران کے ساتھ مہارانی جہاں آراء سے ملنے کا حکم دیا تھا۔ مہارانی جہاں آراء کے بارے میں عمران نے بتایا تھا کہ اس کا تعلق بھی انڈر ورلڈ سے ہے اور ڈینجر فائیو کا ایک رکن اس سے ملنے پھول نگر پہنچا تھا۔ اس کے بعد مہارانی جہاں آراء نے انڈر ورلڈ کے راسکلز کو اپنے محل میں دعوت دی تھی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ مہارانی نے راسکلز کو اپنے محل کیوں بلایا تھا اور ڈینجر فائیو کے رکن کا مہارانی جہاں آراء سے ملنے کا مقصد کیا تھا''...... جولیا نے پوچھا۔

''اس کام کے لئے مارشل ایجنسی کے چیف نے ہی مہارانی

سے رابطہ کیا تھا۔ مارشل ایجنسی کا چیف ڈینجر فائیو اور ٹاپ ایجنٹ جم براؤن کو پاکیشیا میں زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر اس کا ایک فارن ایجنٹ سے رابطہ ختم ہو جائے یا وہ پاکیشیائی ایجنسیوں کی نظروں میں آ جائے تو وہ دوسرے فارن ایجنٹ کے پاس چلے جائیں۔ مہارانی جہاں آراء کا تعلق بھی چونکہ انڈر گراؤنڈ سے تھا۔ اس لئے مارشل ایجنسی کے چیف نے پاکیشیا میں ڈینجر فائیو اور جم براؤن کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ مہارانی جہاں آراء کے بدمعاشوں کے ذریعے بھی پاکیشیا میں شر پسندی کا پروگرام بنایا تھا۔ ڈینجر فائیو کا رکن ڈی ون اسی سلسلے میں مہارانی جہاں آراء سے ملنے پھول نگر گیا تھا۔ اس نے مارشل ایجنسی کے چیف کی طرف سے مہارانی جہاں آراء کو معاوضہ دیا تھا اور اس کا پیغام پہنچایا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی مدد سے دارالحکومت میں شر انگیزی پھیلانا شروع کر دے اس کے بعد جب مارشل ایجنسی کا چیف حکم دیتا تو ڈینجر فائیو وہاں بڑی کارروائیاں کرنا شروع کر دیتے۔ تمہارے اور عمران کے وہاں پہنچنے کی وجہ سے مارشل ایجنسی اور خاص طور پر پاکیشیا میں موجود فارن ایجنٹوں کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں مہارانی جہاں آراء کی زبان کھلوا کر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان تک نہ پہنچ جائیں اس لئے انہوں نے فوری طور پر مہارانی جہاں آراء کو راستے سے ہٹا دیا تھا“...... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف، عمران صاحب، پریذیڈنٹ ہاؤس میں متعدد بار چیف سیکورٹی آفیسر سے ملے ہوں گے تو کیا انہیں اس وقت شک نہیں ہوا تھا کہ چیف سیکورٹی آفیسر کی جگہ کسی مجرم نے لی ہوئی ہے اور وہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں کیا کرتا پھر رہا ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”جم براؤن اور ڈی فائیو نے اس بار نئے اور جدید میک اپ کا استعمال کیا تھا جسے عمران جیسا انسان بھی چیک نہیں کر سکا تھا۔ عمران کو چونکہ اسی بات پر شک تھا کہ جم براؤن، غیر ملکی سربراہان کے ساتھ آئے ہوئے افراد کے میک اپ میں ہوسکتا ہے اس لئے وہ خاصا الجھا ہوا تھا اور اس کی ساری توجہ ان افراد پر ہی تھی۔ ہوٹل کی خفیہ سرنگ میں مسٹر حامنائی کا کارڈ گر گیا تھا جبکہ چیف سیکورٹی آفیسر کا کارڈ پریذیڈنٹ ہاؤس میں اس کی جیب سے نکال لیا گیا تھا اس لئے عمران کی پریشانی بڑھ گئی تھی کہ چیف سیکورٹی آفیسر کا کارڈ جم براؤن نکال کر کانفرنس ہال میں داخل ہو گیا ہے اس لئے اس نے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل وجاہت پر کوئی توجہ نہیں دی تھی اور کرنل وجاہت کے روپ میں ڈی فائیو کا میک اپ اس قدر جدید تھا کہ عمران اس میک اپ کو واقعی چیک نہیں کر سکا تھا اور ڈی فائیو آوازیں بدلنے میں بھی کمال مہارت رکھتا تھا۔ اس کے لہجے سے بھی عمران کو اس پر کوئی شک نہیں ہوا تھا۔ اصل خطرہ جم براؤن سے تھا اس لئے عمران اس پر اور اس کی آواز پر توجہ نہیں دے سکا تھا جس کا ڈی فائیو نے فائدہ اٹھایا تھا اور اپنے ساتھ لائے ہوئے

مسلح افراد کے ساتھ کانفرنس روم میں داخل ہو گیا تھا"۔ چیف نے کہا۔

"تو کیا پریذیڈنٹ ہاؤس میں کسی کو اس بات کا بھی پتہ نہیں چلا تھا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں سیکورٹی اہلکار تبدیل ہو رہے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈی فائیو نے پریذیڈنٹ ہاؤس میں دس افراد کو سیکورٹی افراد میں تبدیل کیا تھا۔ ان سب نے بھی ان اہلکاروں کے میک اپ کر رکھے تھے جو پہلے سے ہی پریذیڈنٹ ہاؤس میں ڈیوٹی سر انجام دے رہے تھے چونکہ یہ دس افراد ہر وقت کرنل وجاہت کے ارد گرد رہتے تھے اس لئے ان کا دوسرے اہلکاروں سے رابطہ کم ہی ہوتا تھا اس لئے کسی کو اس بات کا پتہ نہیں چلا تھا کہ اصل افراد کی جگہ کرمنل پریذیڈنٹ ہاؤس میں گھس چکے ہیں اور ان افراد کو تبدیل کرنا بھلا چیف سیکورٹی آفیسر کرنل وجاہت کے روپ میں ڈی فائیو کے لئے کیا مشکل ہو سکتا تھا"...... چیف نے کہا۔

"لیکن پریذیڈنٹ ہاؤس میں بلاسٹر یا تباہ کن بارود لانا اس قدر آسان نہیں ہوتا۔ وہاں ہر طرف مشینی ریز کے جال پھیلے ہوئے ہیں جو پریذیڈنٹ ہاؤس میں داخل ہونے والے ایک ریوالور کی بھی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ پھر کسی کو اس بات کا علم کیوں نہیں ہوا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں تباہ کن بلاسٹرز لائے گئے ہیں اور سیکرٹ کانفرنس روم میں لگا دیئے گئے ہیں"...... چوہان نے کہا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس کی تمام سیکورٹی اور حفاظت کا انتظام کرنل وجاہت کے پاس تھا۔ مشین آپریٹر اس کی ہدایات پر کام کرتے تھے جم براؤن نے کرنل وجاہت کا مائنڈ اسکین کر کے اس سے تمام حفاظتی سسٹم کی معلومات حاصل کر لی تھیں اس لئے ڈی فائیو ایسے بلاسٹر لے کر پریذیڈنٹ ہاؤس داخل ہوا تھا جسے کوئی بھی سرچنگ مشین سرچ نہیں کر سکتی تھی"...... چیف نے کہا۔

"تو کیا انہوں نے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل وجاہت کو ہلاک کر دیا ہے"...... تنویر نے پوچھا۔

"ہاں۔ تمام معلومات حاصل کرنے اور ڈی فائیو کو کرنل وجاہت کا میک اپ کرانے کے بعد جم براؤن نے اسے ہلاک کر دیا تھا"...... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف۔ چیف سیکورٹی آفیسر کوئی معمولی انسان نہیں تھا۔ وہ جس رہائش گاہ میں رہتا تھا وہاں بھی غیر معمولی حفاظتی انتظامات ہوتے ہیں اور سیکورٹی انتہائی سخت ہوتی ہے۔ پھر سائفن اس کی رہائش گاہ تک کیسے پہنچ گیا اور وہاں سے کرنل وجاہت کو کیسے اغوا کر لایا تھا"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف سیکورٹی آفیسر کی رہائش گاہ میں سائفن کا ایک آدمی پہلے سے موجود تھا۔ اس کی مدد سے سائفن نے ریڈ کرنے سے پہلے رہائش گاہ میں بے ہوشی کی گیس کا بم پھنکوا دیا تھا جس سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے اور ان کی بے ہوشی کے

دوران سائفن اور اس کے ساتھیوں کو رہائش گاہ میں گھسنے اور وہاں سے کرنل وجاہت کو اغوا کرنے کا موقع ملا تھا“...... چیف نے کہا۔

”اوکے چیف۔ ساری باتیں کلیئر ہو گئی ہیں لیکن ایک بات اب بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے“...... صفدر نے کہا۔

”کون سی بات“...... چیف نے پوچھا۔

”یہ کہ جب عمران صاحب نے سر سلطان کو اغوا کر کے ان کی جگہ صدیقی کو سر سلطان کا میک اپ کر دیا تھا تو کیا کانفرنس ہال میں بھی سر سلطان کی جگہ صدیقی موجود تھا یا وہاں اصلی سر سلطان موجود تھے“...... صفدر نے پوچھا۔

”جب عمران کو علم ہو گیا کہ سر سلطان کی جگہ غیر ملکی مندوبین میں سے کسی کو اغوا کیا گیا ہے تو عمران نے صدیقی کا میک اپ ختم کر دیا تھا اور اس کی جگہ اصلی سر سلطان کو سامنے لے آیا تھا تاکہ وہ اپنے مزاج اور اپنے طریقے کے عین مطابق کام کر سکیں۔ اس لئے کانفرنس ہال میں اصلی سر سلطان موجود تھے“...... چیف نے کہا۔

”لیکن چیف اگر عمران کا مقصد یہ تھا کہ جم براؤن سر سلطان کی جگہ صدیقی کو اغوا کر کے لے جائے اور اس کے مدد سے جم براؤن تک پہنچا جا سکے تو پھر عمران نے سر سلطان کو بیچ سیکورٹی میں کیوں اغوا کیا تھا۔ یہ کام تو اسے خاموشی سے کرنا چاہئے تھا تاکہ جم براؤن کو سر سلطان کے اغوا ہونے کا پتہ نہ چلتا اور وہ سر سلطان کی

جگہ صدیقی کو اغوا کر لیتا“...... جولیا نے پوچھا۔

”عمران کے دو مقاصد تھے۔ ایک تو یہ کہ سر سلطان، جم براؤن کے ہاتھوں اغوا ہونے سے محفوظ ہو جائیں اور اس کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ سر سلطان کے اغوا ہونے کا سن کر اس کے تمام اقدام دھرے کے دھرے رہ جائیں اور اسے ایسا کوئی راستہ سجھائی نہ دے کہ وہ مسلم پاور کانفرنس کی تفصیلات حاصل کر سکے یا کانفرنس ہال تک پہنچ سکے۔ لیکن سر سلطان کے واپس آنے کے بعد بھی اگر وہ انہیں اغوا کرنا ضروری سمجھتا ہے تو پھر سر سلطان کی جگہ صدیقی اس تک پہنچ جائے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ جم براؤن نے سر سلطان کی جگہ آسان ہدف حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ اس مقصد میں کامیاب بھی ہو گیا تھا“...... چیف نے کہا۔

”جم براؤن پاکیشیا میں تھا اور بار بار اپنا روپ اور ٹھکانہ بدل رہا تھا۔ اگر ہم زخمی نہ ہوتے تو یقینی طور پر اس کا کوئی نہ کوئی سراغ لگا لیتے۔ ہماری جگہ فور سٹارز اور عمران کام کر رہا تھا جو نہ تو ڈینجر فائیو تک پہنچ سکے تھے اور نہ جم براؤن کا پتہ چلا سکے تھے۔ یہ سراسر عمران کی ناکامی ہے۔ کیا آپ اس ناکامی پر عمران سے باز پرس نہیں کریں گے“...... تنویر نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”یہ عمران کی ناکامی ضرور ہے لیکن اسی نے آخر میں جم براؤن کو پہچانا تھا اور اسے کانفرنس ہال میں تباہی پھیلانے سے روکا تھا

اس لئے میں اسے ناکامی نہیں سمجھتا''...... چیف نے کہا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہوگیا۔ ٹرانسمیٹر آف ہوتے دیکھ کر وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''تمہیں کیا ضرورت تھی عمران کے بارے میں یہ سب کہنے کی''...... جولیا نے تنویر کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''سوری''...... تنویر نے کہا۔ جولیا نے عمران کی طرف دیکھا جو بدستور کرسی کی پشت سے سر ٹکائے خراٹے نشر کر رہا تھا۔

''عمران۔ عمران''...... جولیا نے عمران کو اونچی آواز میں پکارتے ہوئے کہا۔

''کون ہے۔ کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... عمران نے بری طرح سے ہڑبڑاتے ہوئے کہا تو وہ سب اس کی شاندار اداکاری پر بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ ڈرامہ ختم کرو''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''ڈرامہ۔ کون سا ڈرامہ۔ میں تو شرافت کے ساتھ سو رہا تھا''...... عمران نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ میں خوب سمجھتی ہوں تمہاری چکر بازیوں کو۔ تم ہمیشہ اسی طرح الٹے سیدھے چکر چلاتے ہو''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''چکر تو چکر ہی ہوتا ہے چاہے وہ الٹا ہو یا سیدھا''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''ہونہہ۔ تمہیں ہمیشہ الٹا ہی چکر چلانے کی عادت ہے''...... تنویر

نے منہ بنا کر کہا۔

''سوچ لو۔ جس روز میں نے سیدھا چکر چلایا تمہارا چکر الٹا پڑ جائے گا''...... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد